روداد نویسی

رُودادیں

بمطابق اُردو قواعد وانشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

1 سالانہ قومی سیرت کانفرنس اسلام آباد کی روداد

ہر سال 12 ربیع الاول کے موقع پر وفاقی دارالحکومت اسلام آباد میں ایک سیرت کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے۔اس قومی سیرت کانفرنس کا انعقاد وزارتِ مذہبی امور کرتی ہے۔اس سال بھی عید میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے موقع پر دو روزہ قومی سیرت کانفرنس نیشنل آڈیٹوریم اسلام آباد میں منعقد ہوئی۔اس میں ملک بھر سے علما و مشائخ نے شرکت کی۔پہلے دن کی تقریب میں وزیر اعظم پاکستان مہمانِ خصوصی تھے۔تقریب کا آغاز صبح دس بجے ہوا۔

آڈیٹوریم کو خوب صورت جھنڈیوں اور بینروں سے سجایا گیا تھا۔بینروں پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی احادیث مبارکہ تحریر تھیں۔حاضرین و سامعین کے بیٹھنے کے لیے خوب صورت نشستوں کا اہتمام تھا۔ہال مہمانوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔سٹیج پر مہمانِ خصوصی اور چند علمائے کرام تشریف فرما تھے۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض شاہد احمد خان نے ادا کیے۔تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔قاری صداقت علی شاہ نے قرآن مجید کی چند آیات تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ سنایا۔

اس کے بعد معروف نعت خواں حافظ سعید احمد نے آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے حضور نعت کا نذرانہ پیش کیا۔سٹیج سیکرٹری نے وفاقی وزیر برائے مذہبی امور کو دعوت دی۔

انھوں نے اس قومی سیرت کانفرنس کے انعقاد کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالی۔انھوں نے بتایا کہ اس کانفرنس کا مقصد نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہے۔اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ ﷺ کو بنی نوع انسان کے لیے بہترین نمونۂ عمل اور ضابطۂ تقلید قرار دیا ہے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ ایک بحرِ بیکراں کی طرح ہے۔سیکڑوں سال سے علما اور محققین آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کے کئی گوشوں پر تحقیق میں مصروف ہیں۔بے شمار کتابیں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت پر لکھی جا چکی ہیں اور لکھی جاتی رہیں گی، لیکن آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اخلاق و کردار اور پاکیزہ زندگی کا احاطہ کرنا ناممکن ہے۔وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے تمام شرکا اور اُمتِ مسلمہ کو عید میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مبارک باد پیش کی اور اپنی نشست پر تشریف لے گئے۔

اس دن کی نسبت سے پانچ مقالہ نگاروں نے اپنے مقالے پیش کیے۔مقالہ جات کا موضوع بھی اسی دن کے حوالے سے خاص تھا۔یہ موضوع حالاتِ حاضرہ سے مطابقت رکھتا تھا۔اس لیے بہت اہم تھا۔

مقالہ جات کا موضوع تھا "ماحولیاتی آلودگی اور ہماری ذمہ داریاں، سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں"۔سٹیج سیکرٹری نے مقالہ نگاروں کو باری باری اظہارِ خیال کی دعوت دی۔سب مقررین نے موضوع کی مناسبت سے بہت عمدہ اور مفید گفت گو کی۔انھوں نے واضح کیا کہ کس طرح ہم سیرت النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر عمل کرتے ہوئے ماحولیاتی آلودگی کے مسئلے پر قابو پا سکتے ہیں۔

آنحضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تعلیمات کے مطابق جسمانی، روحانی اور ماحولیاتی صفائی کی اہمیت پر عمل کرتے ہوئے ہم ہر قسم کی آلودگی سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

تمام حاضرین نے مقررین کو بڑی دل چسپی اور انہماک سے سنا۔موضوع اگرچہ نیا اور منفرد نوعیت کا تھا،لیکن مقالہ نگاروں نے اسے بڑی تحقیق اور خوب صورت انداز میں پیش کیا تھا۔ان کی تقریروں کا خلاصہ یہ تھا کہ ہم ہر قسم کے انفرادی اور اجتماعی مسائل میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت سے رہنمائی لے سکتے ہیں۔دو مقالہ نگاروں کی تقریروں کے بعد ظہر کی نماز کا وقفہ ہوا۔پھر دوپہر کے کھانے کے بعد تین مقالہ نگاروں نے اپنے مقالے پیش کیے۔مقالہ جات کے بعد وزیر اعظم پاکستان کو خطاب کی دعوت دی گئی۔حاضرین نے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔

وزیر اعظم پاکستان نے تمام شرکا اور اُمتِ مسلمہ کو عید میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مبارک باد دی۔انھوں نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج دنیا کو بے شمار مسائل کا سامنا ہے۔ان میں اخلاقی، معاشی اور سماجی مسائل سرفہرست ہیں۔اُمتِ مسلمہ بھی زبوں حالی کا شکار ہے۔نوجوان بدعملی، بے راہ روی اور کاہلی کا شکار ہیں۔ترقی یافتہ معاشروں میں بھی انسانی خصائل ختم ہو رہے ہیں۔ان حالات میں اگر کوئی امید کی کرن ہے تو صرف نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ مقدسہ پر عمل ہے۔آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر کے تمام مسائل پر قابو پایا جا سکتا ہے۔انھوں نے فرمایا کہ قیامت تک کے انسانوں کے لیے نمونۂ عمل صرف اور صرف ذاتِ مصطفیٰ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ہے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی اتباع ہی دنیا اور آخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہے۔آخر میں انھوں نے وزارتِ مذہبی امور کو سیرت کانفرنس کے انعقاد پر خراجِ تحسین پیش کیا۔انھوں نے مقررین کی کاوشوں کو بھی سراہا اور حاضرین و سامعین کا شکریہ ادا کیا۔وزیر اعظم کے خطاب کے بعد کانفرنس کے پہلے دن کی کارروائی مکمل ہو گئی۔

کانفرنس کے دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز ٹھیک دس بجے ہوا۔دوسرے دن کی تقریب کے مہمانِ خصوصی صدرِ پاکستان تھے۔دس بجے سے ذرا پہلے صدرِ پاکستان دیگر مہمانوں کے ہمراہ کانفرنس ہال میں تشریف لائے۔سٹیج سیکرٹری نے مہمانِ خصوصی، وفاقی وزیر برائے مذہبی امور اور دیگر مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔تقریب کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت اور نعتِ رسول مقبول سے ہوا۔آج کا دن قومی سیرت ایوارڈز کی تقسیم کا دن تھا۔یہ ایوارڈ سیرت النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر چھپنے والی کتابوں کے مصنفین اور نعتیہ مجموعوں کے تخلیق کاروں میں سے منتخب لوگوں کو دیا جاتا ہے۔چناں چہ اس سال دس لوگ ایوارڈ کے مستحق ٹھہرے تھے۔اس کے علاوہ پانچ مقالہ نگاروں کو بھی یہ ایوارڈ ملنے والا تھا۔وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے ان ایوارڈز کے بارے میں گفت گو کی۔

صدرِ پاکستان نے اپنے ہاتھوں سے باری باری ایوارڈز تقسیم کیے۔حاضرین نے تالیاں بجا کر بھرپور انداز میں ایوارڈز وصول کرنے والوں کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ایوارڈز کی تقسیم میں وفاقی وزیر برائے مذہبی امور نے صدرِ مملکت کی معاونت کی۔ایوارڈز کی تقسیم کے مرحلے کے بعد صدرِ پاکستان کو خطاب کی دعوت دی گئی۔حاضرین نے تالیاں بجا کر صدرِ پاکستان کا استقبال کیا۔مہمانِ خصوصی صدرِ پاکستان نے حاضرین اور قوم کو عید میلاد النبی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مبارک باد دی۔

انھوں نے اپنے خطاب میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر روشنی ڈالی۔انھوں نے قرآن مجید کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کو بہترین نمونۂ عمل قرار دیا ہے۔اس لیے ہمیں اپنے تمام معاملاتِ زندگی میں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی سیرت کو سامنے رکھ کر عمل کرنا چاہیے۔مہمانِ خصوصی نے ایوارڈز حاصل کرنے والے منتخب ادیبوں اور شاعروں کو مبارک باد دی۔وزارتِ مذہبی امور کی انتظامیہ کو سیرت کانفرنس کے انعقاد پر خراجِ تحسین پیش کیا۔انھوں نے موضوعِ سیرت اور مقالہ نگاروں کی کاوشوں کو بھی سراہا اور حاضرین و شرکائے کانفرنس کا شکریہ ادا کیا۔

تقریب کے آخر میں مولانا احسان الحق نے پاکستان اور عالمِ اسلام کی سلامتی، خوش حالی اور ترقی کے لیے دعا کی۔فلسطین اور کشمیر کے لیے بھی خصوصی دعا کی۔دو روزہ سیرت کانفرنس کے اختتام پر تمام مہمانوں کی دوپہر کے کھانے اور چائے سے تواضع کی گئی۔یہ عظیم الشان تقریب مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔

2 ایک تفریحی مقام کی سیر کی روداد

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم چند دوستوں نے کسی تفریحی مقام کی سیر کا پروگرام بنایا۔ شدید گرمی کے موسم میں کوئی مری کی سیر کرنا چاہتا تھا تو کوئی سوات، کاغان اور شمالی علاقہ جات کی سیر کا خواہش مند تھا۔ غور وخوض اور باہمی گفت وشنید کے بعد سب نے لاہور کی سیر پر اتفاق کیا۔ لاہور کی سیر پر اتفاق کی وجہ یہ تھی کہ لاہور میں بہت سے تاریخی مقامات ہیں۔ اس کے علاوہ لاہور میں بہت سے پارک بھی ہیں۔

لاہور کئی ثقافتوں کے امتزاج کا آئینہ دار ہے۔ مغلیہ دورِ اقتدار سے لے کر انگریزوں کے دور تک لاہور عظمت وشوکت اور سلطنت واقتدار کی علامت رہا ہے۔ لاہور کے بارے میں ہم نے سن رکھا تھا کہ اس کے ہر تاریخی مقام کا ایک خاص طلسم ہے جو انسان کو ماضی کے کسی جہان میں لے جاتا ہے۔ چناں چہ ہم نے لاہور کی سیر کا پروگرام بنایا اور جن مقامات کی سیر کرنی تھی، ان کی ایک فہرست مرتب کی۔ گھر والوں سے اجازت اور قیام وطعام کا خرچ لے کر ہم پانچ دوست لاہور کی طرف روانہ ہوئے۔ جمعرات کی رات کو ہم ٹرین کے ذریعے روانہ ہوئے اور جمعے کے دن صبح سویرے لاہور ریلوے سٹیشن جا پہنچے۔

لاہور کا ریلوے سٹیشن ایک بہت بڑی قلعہ نما عمارت پر مشتمل ہے۔ اس کے تیرہ پلیٹ فارم ہیں۔ اس کی تعمیر 1861ء میں مکمل ہوئی تھی۔ لاہور کے ریلوے سٹیشن کی تعمیر سے ہی جنوبی ایشیا میں ریلوے کا آغاز ہوا تھا۔ لاہور کی ریلوے سٹیشن کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ 1940ء میں جب قائد اعظم مسلم لیگ کے سالانہ جلسے میں شرکت کے لیے لاہور تشریف لائے تو لوگوں کے ایک جمِ غفیر نے اسی سٹیشن پر سب سے پہلے ان کا استقبال کیا تھا۔ قیامِ پاکستان کے وقت 1947ء میں ریل گاڑی میں مسلمان مہاجرین کی لاشیں بھی اسی سٹیشن پر پہنچی تھیں۔

ہم ریل سے اترے تو سورج طلوع ہو رہا تھا اور سٹیشن پر کافی چہل پہل تھی۔ ہمیں بھوک ستا رہی تھی، اس لیے سب نے پھجے کے پائے کا ناشتہ کرنے کا ارادہ کیا۔ ہم سٹیشن سے باہر آئے اور ایک رکشے کے ذریعے پرانے لاہور میں پھجے کی دکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جگہ جگہ حلوہ پوری، نان، چنے، نہاری، حلیم اور سری پائے سے لوگ ناشتہ کر رہے تھے۔

ہم پھجے کی دکان پر پہنچے تو کافی رش تھا۔ ہم نے سری پائے کا ناشتہ کیا اور داتا دربار کے قریب ڈائمنڈ ہوٹل پہنچے۔ یہ ایک درمیانے درجے کا ہوٹل تھا، جس میں ایک بڑے کمرے میں ہم پانچ دوستوں کو جگہ مل گئی۔ کمرے میں پہنچتے ہی ہمیں نیند آ گئی اور ہم سب سو گئے۔

دوپہر کو بارہ بجے بیدار ہوئے اور تیاری کر کے مسجد وزیر خان میں جمعہ کی نماز ادا کرنے چلے گئے۔ مسجد وزیر خان مغلیہ دور کی ایک عظیم الشان مسجد ہے جو لاہور کے دہلی دروازے کے قریب ہے۔ یہ مسجد مغل بادشاہ شاہ جہاں کے دورِ حکومت میں لاہور کے گورنر علم الدین انصاری (جو نواب وزیر خان کہلاتے تھے) نے تعمیر کرائی۔ اس لیے مسجد وزیر خان کے نام سے جانی جاتی ہے۔

نماز سے فارغ ہو کر ہم نے کھانا کھایا اور اقبال پارک کی سیر کے لیے روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے ہم شاہی قلعہ پہنچے۔ شاہی قلعہ مغلیہ سلطنت کی شان وشوکت کا مظہر ہے۔ مغل بادشاہ اکبرِ اعظم اور اس کے بعد کئی مغل حکمرانوں نے اس کی تعمیر وتزئین کا کام کروایا۔ اس قلعے میں عالم گیری دروازہ، شیش محل، نولکھا محل اور موتی مسجد کے ساتھ ساتھ ایک شان دار میوزیم بھی قائم ہے۔

یہ ایک بہت قدیم قلعہ ہے۔ 1859ء میں کھدائی کے دوران میں اس قلعے سے محمود غزنوی کے دور کا ایک سونے کا سکہ ملا۔ اس قلعے میں محمود غزنوی کی لاہور آمد سے پہلے بھی آبادی تھی۔

اس قلعے میں ایک دیوان ہے جسے "دیوانِ عام" کہا جاتا ہے۔ اس کی چھت ستونوں کے سہارے کھڑی ہے۔ اس دیوان میں بادشاہ عام لوگوں سے ملتا تھا۔ اسی طرح وزیروں، مشیروں اور دوسرے زعما سے ملنے کے لیے شاہی دربار "دیوانِ خاص" کہلاتا تھا۔ اس قلعے کے اندر ایک عمارت ہے جس کی دیواروں اور چھت پر رنگ برنگے شیشے لگے ہیں۔ اس عمارت کو شیش محل کہتے ہیں۔

قلعے میں بہت سی عمارات کی سیر کرنے کے بعد ہم مینارِ پاکستان کی طرف چلے گئے۔ یہاں جھولے اور بچوں کی تفریح کے لیے بہت کچھ تھا۔ پھر ہم بادشاہی مسجد کی طرف چل دیے۔ بادشاہی مسجد کے صدر دروازے کی بائیں طرف شاعرِ مشرق حضرت علامہ اقبال کا مزار ہے۔ ہم نے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ پھر ہم بادشاہی مسجد چلے گئے۔

مسجد کے بڑے دروازے کے ساتھ ہی ایک میوزیم ہے، جس میں قرآن کے نسخے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے موئے مبارک بھی رکھے ہیں۔ ان تبرکات کی زیارت کے بعد ہم نے مسجد کی زیارت کی۔ پھر ہم نے وضو کیا اور مغرب کی نماز ادا کی۔

یہ مسجد مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر نے تعمیر کرائی تھی۔ اس مسجد کی تعمیر میں سرخ رنگ کا پتھر استعمال ہوا ہے۔ 1974ء میں اسلامی

سربراہی کانفرنس کا اجلاس لاہور میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر انتالیس (39) اسلامی ممالک کے سربراہوں نے اس مسجد میں نماز ادا کی تھی۔ رات کے وقت یہ مسجد روشنیوں میں نہائی ہوئی تھی۔ اس کے گنبد، مینار اور وسیع احاطہ بہت خوب صورت دکھائی دے رہے تھے۔ بہت سے لوگ مسجد کی سیر کے لیے آئے ہوئے تھے۔

عشا کی نماز پڑھ کر ہم انارکلی فوڈ سٹریٹ کی طرف چلے گئے۔ پوری سٹریٹ کھانے پینے کی چیزوں کے سٹالوں سے بھری ہوئی تھی۔ ہم نے چکن تکہ، کباب اور دال چاول کھائے۔ کھانا بہت مزے کا تھا۔ کھانا کھا کر ہم جی۔ پی۔ او چوک کی طرف چلے گئے۔ واپسی پر ہم نے داتا دربار پر حاضری دی۔ بے شمار لوگ دربار پر حاضری کے لیے آئے ہوئے تھے۔ داتا دربار پاکستان کا سب سے مشہور مزار ہے۔ یہاں حضرت علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ مدفون ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ گیارھویں صدی کے ایک بہت بڑے صوفی اور عالم تھے۔ اس خطے میں اسلام پھیلانے کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بہت بڑا کردار ہے۔ کشف المحجوب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بہت مشہور کتاب ہے۔ یہ مزار صدیوں سے انوار وتجلیات کا مرکز ہے۔ لاہور کی سیر کے لیے آنے والے اس دربار میں ضرور حاضری دیتے ہیں۔

اگلے دن ہم نے شالامار باغ کی سیر کا پروگرام بنایا۔ یہ ایک بہت شان دار باغ ہے، جسے مغل بادشاہ شاہ جہاں نے بنوایا۔ اس باغ میں ایک بارہ دری، خوب صورت فوارے، شاہی غسل خانے، کئی طرح کے پھل دار درخت اور کئی اقسام کے پھولوں کے پودے تھے۔ اس باغ تک پانی پہنچانے کے لیے ایک نہر دریائے راوی سے نکالی گئی تھی۔ یہ اسی (80) ایکڑ پر پھیلا ایک وسیع وعریض باغ تھا۔ جس میں کئی درخت افغانستان سے منگوا کر لگائے گئے تھے۔

مغلیہ دور میں اس باغ کی خوب صورتی اور شان وشوکت کی بہت دھوم تھی۔ اب اس باغ کا رقبہ کم ہو چکا تھا۔ پاکستان بننے کے بعد کئی ممالک کے سربراہان بھی اس باغ کا دورہ کر چکے ہیں۔

ہم باغ میں پہنچے تو دوپہر کا وقت ہو چکا تھا۔ ہلکے ہلکے بادل اور ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ موسم خوش گوار تھا اور بہت سے لوگ باغ کی سیر کے لیے آئے ہوئے تھے۔ کئی سکولوں کے طلبہ بھی ٹرپ کی صورت میں اس باغ کی سیر کو آئے ہوئے تھے۔ باغ کے وسیع احاطے میں نرم گھاس پر بیٹھے لوگ خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ باغ کے وسط میں ایک بارہ دری تھی، جس میں برسات کے موسم میں شاہی خاندان برسات کا نظارہ کرتا تھا۔

اس باغ میں سنگِ مرمر کا ایک حوض بھی تھا۔ جس میں چراغوں کے لیے طاقچے بنے تھے۔ ان طاقچوں میں سجے چراغوں کے سامنے سے پانی حوض میں گرتا تو کئی رنگوں کی بارش کا منظر بن جاتا تھا۔ یہ باغ مغل بادشاہوں کی عظمت اور شان وشوکت کا عظیم مظہر ہے۔ اقوامِ متحدہ کے ادارے یونیسکو نے اسے عالمی ثقافتی ورثہ قرار دے کر اس کے تحفظ کی ذمہ داری لے رکھی ہے۔

باغ کی سیر کر کے ہم عظیم صوفی بزرگ مادھو لال حسین کے مزار پر گئے۔ وہاں فاتحہ پڑھی اور دعا کی۔ اس کے بعد ہم واہگہ بارڈر کی طرف روانہ ہو گئے۔ واہگہ بارڈر پر روزانہ شام کو پرچم اتارنے کی تقریب ہوتی ہے۔

اس تقریب میں دونوں ملکوں کی سیکیورٹی فورسز اپنے اپنے پرچم اتارنے کا فرض ادا کرتی ہیں۔ بہت سے لوگ اس تقریب کو دیکھنے کے لیے آتے ہیں۔ سرحد کی دونوں جانب بیٹھے لوگ اپنے اپنے محافظوں کی پھرتی پر داد دیتے ہیں۔ ہم واہگہ پہنچے تو لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔ نوجوان، بچے، بزرگ، مرد، عورتیں سبھی پر جوش نظر آ رہے تھے۔ رینجرز کے جوانوں کے ساتھ لوگ "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگا رہے تھے۔ بچوں اور نوجوانوں نے چھوٹے چھوٹے پاکستانی پرچم تھام رکھے تھے۔ ہر طرف ملی نغموں کی گونج تھی۔ ہر شخص حب الوطنی کے جذبے سے سرشار تھا۔ رینجرز کے جوانوں کا جذبہ دیدنی تھا۔

اس تقریب کے دوران میں بھارتی (بی۔ ایس۔ ایف) بارڈر سیکیورٹی فورس کے ایک سپاہی کی رائفل گر گئی۔ اس پر ہماری طرف کے تماشائیوں نے بڑے جوش وخروش سے نعرے لگائے۔ بھارتی اہل کار نے جلدی سے رائفل اٹھا کر اپنے ساتھی کو پکڑا دی۔ ہم نے بھی "پاکستان زندہ باد" کے نعرے لگائے اور اس تقریب سے لطف اندوز ہوئے۔ مغرب کے بعد ہم بارڈر سے روانہ ہوئے اور لکشمی چوک پہنچے۔ ایک ریسٹورنٹ سے کھانا کھا کر ہم اپنے ہوٹل پہنچے۔ سامان سمیٹ کر واپس ریلوے سٹیشن پہنچے اور گیارہ بجے ٹرین میں سوار ہو کر واپسی کا سفر اختیار کیا۔ یہ ایک بہت یادگار دورہ تھا، جس میں ہم نے بہت کچھ سیکھا اور بہت لطف بھی اٹھایا۔ یہ یادگار تفریحی وتاریخی دورہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

3 شجرکاری مہم کی تقریب کی روداد

ہمارے ملک میں ہر سال شجرکاری مہم چلائی جاتی ہے۔ اس کا مقصد زیادہ سے زیادہ پودے اور درخت اگا کر ماحول کو صاف ستھرا بنانا ہے۔ شجرکاری مہم کا آغاز جولائی کے مہینے میں ہوتا ہے۔ ہمارے کالج میں بھی ہر سال شجرکاری مہم چلائی جاتی ہے۔ جس میں طلبہ کو پودے اور درخت اگانے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ اس سال بھی جولائی کے مہینے میں کالج میں شجرکاری مہم کے آغاز کی ایک خوب صورت تقریب کا انعقاد ہوا۔ تقریب کا اہتمام کالج کے مرکزی ہال میں تھا۔

ہال کو خوب صورت بینرز سے سجایا گیا تھا، جن پر درختوں کے فائدے تحریر تھے۔ ہال طلبہ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ کچھ طلبہ کے والدین بھی اس تقریب میں شریک تھے۔ والدین کے لیے الگ کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ تقریب کا آغاز آٹھ بجے ہوا۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض زولوجی کے پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد پرنس نے انجام دیے۔ انھوں نے پرنسپل صاحب اور اساتذۂ کرام کو سٹیج پر تشریف فرما ہونے کی دعوت دی۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔

سال اول کے طالب علم حافظ شعیب خالد نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ سنایا۔ نعتِ رسول مقبول ﷺ کے لیے سال دوم کے طالب علم حافظ عمیر خالد کو دعوت دی گئی۔ اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد پرنس صاحب نے اس تقریب کے مقصد پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے بتایا کہ ہر سال حکومتِ پنجاب صوبائی سطح پر شجرکاری کی مہم چلا کر بہت سے درخت اور پودے اگاتی ہے۔

اس مہم میں لوگوں کو ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ درخت اگائیں۔ اس مہم کے دوران میں عوام کو درختوں کے فائدے بتائے جاتے ہیں اور ان میں درخت اگانے کا شوق پیدا کیا جاتا ہے۔ انھوں نے بتایا کہ ہمارا کالج بھی اس مہم کا حصہ بنتے ہوئے درخت اور پودے اگاتا ہے۔ پچھلے سال جو درخت اور پودے لگائے گئے تھے، وہ تر و تازہ اور ہرے بھرے ہیں۔ ان پودوں اور درختوں سے ہمارے کالج کا سارا ماحول خوب صورت ہو گیا ہے۔

ان درختوں کی نگہداشت اور آبیاری میں کالج کے تمام عملے اور طلبہ کا بہت کردار ہے۔ انھوں نے بتایا کہ اس سال بھی ہم کئی طرح کے درخت اور پودے اگائیں گے۔ انھوں نے اس سال کی شجرکاری کی تفصیل بتائی اور پرنسپل صاحب کو دعوتِ خطاب دی۔ حاضرین نے کھڑے ہو کر تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔

پرنسپل صاحب سٹیج پر تشریف لائے اور تمام مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ پرنسپل صاحب نے فرمایا کہ درختوں اور ہریالی سے محبت دراصل زندگی اور انسانیت سے محبت ہے۔ درختوں کا وجود ہماری صحت اور بقا کا سامان ہے۔ صنعتی ترقی سے گلوبل وارمنگ کے خطرات بڑھ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آبادی میں اضافے سے قابلِ کاشت رقبے اور جنگلات میں کمی ہو رہی ہے۔

فضائی آلودگی کی وجہ سے بہت سی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ لوگوں کو گلے اور سانس کی تکالیف کا سامنا ہے۔ ہوا میں آکسیجن کی مقدار میں بھی کمی ہو رہی ہے۔ جب کہ جانوروں اور انسانوں کو زندہ رہنے کے لیے آکسیجن کی شدید ضرورت ہوتی ہے۔ سبزہ اور درخت ہمیں آکسیجن مہیا کرتے ہیں۔ اسی طرح درخت فضا میں موجود کاربن ڈائی آکسائیڈ کو جذب کر کے فضائی آلودگی میں بھی کمی کا سبب بنتے ہیں۔

انھوں نے بتایا کہ پاکستان میں درختوں کی کٹائی کا عمل تیزی سے جاری ہے۔ جس کی وجہ سے جنگلات کا صفایا ہو رہا ہے۔ جنگلات میں کمی کی وجہ سے نہ صرف فضائی آلودگی میں اضافہ ہوا ہے، بلکہ زمینی کٹاؤ کا عمل بھی بڑھ گیا ہے۔

درختوں کے فائدے بتاتے ہوئے انھوں نے کہا کہ پھل دار درخت نہ صرف ماحول کو خوش گوار بناتے ہیں بلکہ ہمارے لیے خوراک مہیا کرنے کا بھی ایک ذریعہ ہیں۔ درختوں کی وجہ سے کئی صنعتیں فروغ پاتی ہیں۔ فرنیچر سازی، گتہ سازی اور ریشم سازی جیسی صنعتوں کا انحصار درختوں پر ہے۔ اس لیے درختوں کی کمی سے ان صنعتوں کے متاثر ہونے کا بھی خدشہ ہے۔ درخت بہت سے پرندوں اور جان داروں کا قدرتی مسکن بھی ہیں۔

بے شمار پرندے درختوں پر اپنے گھونسلے بناتے اور چہچہاتے ہیں۔ جنگلات کی کمی کی وجہ سے پرندوں کی کئی نسلیں معدوم ہونے کے قریب ہیں۔ درخت ہمیں پھل، پھول، سایہ فرحت و تازگی دیتے ہیں۔ ان کے نہ ہونے سے ہم بہت سی خوشیوں سے محروم ہو جائیں گے۔ اس لیے ہماری خوشی اور خوش حالی کے لیے ضروری ہے کہ ہم زیادہ سے زیادہ درخت لگائیں۔ اس سے ہمارا ماحول اور آب و ہوا خوش گوار رہیں گے۔ زیادہ درختوں کی وجہ سے زیادہ بارشیں ہوں گی اور فضائی آلودگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ فضائی آلودگی کی ایک بہت بڑی وجہ ٹریفک اور

کارخانوں کا دھواں ہے۔ ہم دھویں پر قابو پا بھی لیں تو اسے ختم نہیں کر سکتے۔ اس لیے ہر قسم کی فضائی آلودگی میں کمی کے لیے درختوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہوگا۔

انھوں نے فرمایا کہ آج کی تقریب کا مقصد درختوں کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے زیادہ سے زیادہ شجرکاری کرنے کا عزم کرنا ہے۔ اگر ہم میں سے ہر فرد ایک درخت لگائے اور اس کی نگہداشت کرے تو ہم آنے والی نسلوں کو ایک قدرے صاف ستھرا ماحول فراہم کر سکتے ہیں۔ شجرکاری ہماری قومی ذمہ داری ہی نہیں بلکہ ایک مذہبی فریضہ بھی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی پسند کے پھل دار یا ماحول دوست درخت اگا کر قومی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہوں۔ اپنی تقریر کے آخر میں انھوں نے تمام مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اپنی نشست پر تشریف لے گئے۔

سٹیج سیکرٹری ڈاکٹر منیر احمد پرنس صاحب نے بتایا کہ کالج کے میدان میں بہت سے پودے رکھے ہیں۔ پرنسپل صاحب، اساتذہ اور مہمان اپنی پسند کے پودے لگا کر شجرکاری مہم کا افتتاح کریں گے۔ پرنسپل صاحب اساتذہ اور مہمانوں کو لے کر کالج کے میدان کی طرف چل دیے۔ میدان میں ایک جگہ بہت سے پودے رکھے تھے۔ میدان کے کناروں پر پودے اگانے کے لیے بہت سے گڑھے کھودے گئے تھے۔ سب سے پہلے پرنسپل صاحب نے اپنی پسند کا پودا لگایا۔ انھوں نے کچنار کا پودا پسند کیا۔ کچنار بہت خوب صورت درخت ہوتا ہے۔ اس پر بہت خوب صورت پھول لگتے ہیں۔ اس کی چھاؤں گھنی ہوتی ہے اور اس کے پھول سبزی کے طور پر بھی استعمال ہوتے ہیں۔ پرنسپل صاحب نے اپنے ہاتھوں سے پودا لگایا اور اس کو پانی دیا۔ سب نے مل کر دعائے خیر کی اور کالج میں شجرکاری مہم کا باقاعدہ آغاز ہو گیا۔

تمام اساتذہ اور مہمانوں نے بھی اپنی پسند کے پودے لگائے۔ ان پودوں میں شیشم، سرس، بکائن، نیم، کچنار، آم اور جامن شامل تھے۔ اس موقع پر طلبہ نے بھی پودے لگائے۔ ہر پودے کے ساتھ ایک فلیش کارڈ بھی آویزاں کیا گیا، جس پر پودے کا عام نام اور سائنسی نام دونوں درج تھے۔ اس کے ساتھ اس کارڈ پر پودا لگانے والے کا نام بھی لکھا گیا تھا۔

طلبہ نے اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بہت خوشی کا اظہار کیا۔ پرنسپل صاحب کی طرف سے مہمانوں کے لیے چائے کا انتظام کیا گیا تھا۔ شجرکاری سے فارغ ہو کر سب مہمان اور اساتذہ پرنسپل صاحب کے ہمراہ اسٹاف روم میں چلے گئے۔ طلبہ میدان میں تازہ لگائے گئے پودوں کے سائنسی نام اور ان کی خصوصیات پر بحث کرتے رہے۔ کچھ دیر خوش گپیاں کرنے کے بعد طلبہ اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔ اس تقریب سے ہم سب نے درختوں کی افادیت کے بارے میں جانا اور اپنے آس پاس درخت لگانے کا عزم کیا۔ یقیناً درخت ہمارے ماحول کا انتہائی اہم حصہ ہیں۔ ان کے بغیر ہمارا ماحول خوش گوار نہیں رہ سکتا۔ اس لیے ہمیں زیادہ سے زیادہ درخت اگانے چاہییں تاکہ ہمارا ماحول صحت افزا اور دل فریب ہو۔

4 مہندی کی رسم کا آنکھوں دیکھا حال

شادی بیاہ کی کئی رسمیں ہیں جو اپنی الگ الگ خاص پہچان رکھتی ہیں۔ ان رسموں کا مقصد لوگوں کے چہروں پر مسکراہٹیں بکھیرنا ہے۔ یہ رسمیں شادی کی خوشیوں کو کئی گنا بڑھا دیتی ہیں۔ اس لیے لوگ شادی بیاہ کے موقع پر مختلف رسمیں ضرور نبھاتے ہیں۔ صوبہ پنجاب میں شادی کے موقع پر ایک مہندی کی رسم بھی ادا کی جاتی ہے۔ مہندی کی رسم کا اپنا خاص رنگ اور خوشی ہوتی ہے۔

مہندی کی رسم برات سے ایک دن قبل ہوتی ہے۔ اس میں دلہا اور دلھن کے گھروں میں مہندی لگانے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ اگر دلہا اور دلھن کے گھر قریب قریب ہوں تو دلہا کے گھر والے دلھن کے گھر اور دلھن کے گھر والے دلہا کے گھر مہندی لے کر جاتے ہیں۔ اگر دلہا اور دلھن کے گھروں میں مہندی لے جانا ممکن نہ ہو تو دونوں گھروں میں انفرادی طور پر مہندی کی تقریب کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ رسم رات کو ہوتی ہے جس میں سب رشتہ دار اور دلہا کے دوست اور دلھن کی سہیلیاں شریک ہوتی ہیں۔

اگر دلہا والوں کی طرف سے دلھن کے گھر مہندی لے کر جانا ممکن ہو تو دلہا کے رشتہ دار بڑی دھوم دھام سے مہندی لے کر جاتے ہیں۔ دلہا کے گھر سے رات کے وقت لڑکیاں خوب صورت لباس پہنے، مہندی کا تھال لے کر دلہا کے گھر آتی ہیں۔

پچھلے ہفتے میری خالہ کے بیٹے کی شادی تھی۔ ہم سب شادی سے تین دن پہلے ہی ان کے ہاں چلے گئے تھے۔ دلھن کا گھر دوسرے شہر میں تھا۔ اس لیے ان کے گھر مہندی لے کر جانا ممکن نہ تھا۔ برات سے ایک رات پہلے دلہا کے گھر میں مہندی کی رسم کا انتظام تھا۔ مہندی کی رسم کی تیاری دوپہر سے ہی شروع ہو گئی تھی۔ رات کو گھر میں رنگ برنگی روشنیاں بکھری ہوئی تھیں۔ سارا گھر برقی قمقموں سے منور تھا۔ بہت سے رشتہ دار مہندی کی رسم میں شریک ہونے کے لیے پہنچ چکے تھے۔ سب لوگ خوب صورت لباس میں ملبوس تھے۔

بڑے سے ڈیک پر مہندی کے گیت چل رہے تھے۔ لڑکے شلوار قمیص پہنے گلے میں زرد رنگ کے پٹکے ڈالے ہوئے تھے۔ لڑکیاں سبز رنگ اور پیلے رنگ کے شلوار قمیص اور پیلے دوپٹوں میں ملبوس تھیں۔ دلہا نے بھی اس رسم کے لیے خاص تیاری کی تھی۔ سفید شلوار قمیص کے ساتھ گلے میں زرد رنگ کا پٹکا پہنے دلہا بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ صحن میں دلہا اور مہمانوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ لڑکیاں ڈھولک کی تھاپ پر گیت گا رہی تھیں۔ ساتھ ہی ساتھ کچھ لڑکیاں ایک دوسری کو مہندی لگا رہی تھیں اور کچھ ہاتھوں پر مہندی کے خوب صورت ڈیزائن بنوا رہی تھیں۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ کچھ لڑکیاں گانوں پر رقص کر رہی تھیں۔ بڑی بوڑھیاں بھی اس موقع پر بہت خوش تھیں۔ ہنسی مذاق، گانے، قہقہے اور خوشیاں ہر طرف بکھری ہوئی تھیں۔ مہندی کی رسم کا باقاعدہ آغاز ہوا تو دلہا کی بہنوں اور دوسری لڑکیوں میں جوش و خروش اور بڑھ گیا۔ دلہا کے لیے صحن میں ایک خوب صورت رنگین پیڑھا رکھا گیا۔

اس کے سامنے میز پر پلیٹوں میں مٹھائی رکھی گئی۔ دلہے کے پیڑھے کو بھی پیلے پھولوں سے سجایا گیا تھا۔ دلہا کے اردگرد لڑکیاں اور خواتین جمع تھیں۔ کئی لڑکیاں اپنے موبائل فون کے ساتھ ویڈیو بنانے میں مصروف تھیں۔ سب سے پہلے دلہا کی امی نے دلہا کے ہاتھ پر تھوڑی سے مہندی لگائی۔ پھر اس کے منھ میں مٹھائی کا ایک ٹکڑا ڈالا۔ اسے پیار کیا اور کچھ رقم اس کے سر سے واری۔ پھر دلہا کے خاندان کی کچھ اور بزرگ خواتین نے اسی طرح اس کے ہاتھ پر تھوڑی تھوڑی مہندی لگائی۔ سب ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہی تھیں۔

اس کے بعد دلہا کی بہنوں اور ان کی سہیلیوں کے ساتھ خاندان کی دوسری لڑکیوں کی باری آئی۔ سب نے ہنسی مذاق کرتے ہوئے دلہا کو مہندی لگائی اور مٹھائی کھلائی۔ کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر دلہا کے دوستوں اور خاندان کے لڑکوں کی باری آئی۔ انھوں نے مہندی تو نہیں لگائی لیکن ہنسی مذاق کے ساتھ دلہا کو مٹھائی کھلائی۔ کافی دیر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔

سب بہت خوش تھے۔ ہر طرف قہقہے گونج رہے تھے۔ دلہا بے چارہ مٹھائی کھا کھا کر تنگ آ چکا تھا۔ اس کے دوست زبردستی اس کے منھ میں لڈو اور برفی ٹھونس رہے تھے۔ دلہا کے ہاتھوں پر مہندی لگی تھی۔ اس لیے وہ زیادہ مزاحمت بھی نہیں کر سکتا تھا۔

صحن مہمانوں سے بھرا ہوا تھا۔ آخر میں خاندان کے بزرگوں نے دلہا کو پیار کیا اور بہت سی دعائیں دیں۔ تین گھنٹے اسی طرح ہنسی مذاق میں گزر گئے۔ پھر سب مہمانوں کو کھانا کھلایا گیا۔ اس موقع پر کھانے کا بھی خاص اہتمام تھا۔ دہی بھلے، گول گپے اور پکوڑے وغیرہ خاص طور پر تیار کیے گئے تھے۔ اس کے ساتھ ٹھنڈے مشروبات بھی مہمانوں کو پیش کیے گئے۔ کھانے کے بعد بھی مہمان گپ شپ لگاتے رہے۔ کچھ نوجوانوں نے رقص کر کے سب کو محظوظ کیا۔ آدھی رات اسی ہنگامے میں گزر گئی۔ پھر سب سونے کی تیاری کرنے لگے۔ اس طرح یہ خوب صورت تقریب اختتام کو پہنچی۔ شادی کی سبھی رسمیں خوشیوں سے بھرپور ہوتی ہیں، لیکن مہندی کی رسم خاص اہمیت کی حامل ہے۔ مہندی کی رسم کی یہ خوب صورت تقریب مجھے ہمیشہ یاد رہے گی۔

5 ایک میلے کی روداد

میلے اور عرس ہماری ثقافت کا حصہ ہیں۔ میلوں کا انعقاد عام طور پر کسی خاص تہوار یا کسی صوفی بزرگ کے عرس کے موقع پر ہوتا ہے۔ میلوں پر لوگ ہر قسم کے تعصب سے بالاتر ہو کر مل جل کر خوشیاں مناتے ہیں۔ اس لیے میلے لوگوں کے درمیان محبت و ہم آہنگی کو پروان چڑھانے کا ایک ذریعہ ہیں۔ پنجاب میں کئی یادگار میلے منعقد ہوتے ہیں۔ انھی میلوں میں ایک میلہ صوفی بزرگ حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر لگتا ہے۔ جسے "میلہ چراغاں" کہا جاتا ہے۔ یہ میلہ ہر سال مارچ کے مہینے کے آخر میں منعقد ہوتا ہے۔ اس دن لاہور میں عام تعطیل ہوتی ہے۔

اس سال ہم تینوں دوستوں نے "میلہ چراغاں" پر جانے کا پروگرام بنایا۔ ہم تینوں دوست ایک رکشے میں سوار ہو کر میلہ چراغاں دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔ مارچ کے مہینے کا آخری ہفتے کا دن تھا۔ ہم شالامار باغ کے قریب پہنچے تو سڑک پر بہت بھیڑ تھی۔ لوگ پیدل اور سواریوں پر میلے کی طرف جا رہے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ کسی زمانے میں یہ میلہ شالامار باغ کے اندر لگتا تھا۔ میلے میں شرکت کرنے والے لوگوں کی تعداد اتنی زیادہ ہو گئی کہ شالامار باغ میں جگہ کم ہو جاتی تھی۔ اب بھی "میلہ چراغاں" کے موقع پر لوگ دور دراز سے میلہ دیکھنے آتے ہیں۔ ہم میلے کی طرف رواں دواں تھے اور مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں کرتے جا رہے تھے۔

میرا دوست اسلم ہمیں میلے کے بارے میں بتا رہا تھا۔ سڑک پر بہت سے لوگ پیدل، موٹر سائیکلوں، رکشوں، بسوں، کاروں اور ویگنوں وغیرہ پر سوار ہو کر میلہ دیکھنے جا رہے تھے۔ میلے کے مقام پر پہنچنے سے پہلے ہی ہمیں رکشے سے اترنا پڑا، کیوں کہ وہاں لوگوں کا بہت ہجوم تھا۔

ہر طرف بچے، بوڑھے اور جوان خوشی سے میلہ دیکھ رہے تھے۔ پورا میدان عارضی دکانوں اور سٹالوں سے سج گیا تھا۔ دکانوں پر بلند آواز میں موسیقی بج رہی تھی۔ لوگ سٹالوں پر چیزیں دیکھ رہے تھے۔ دکان دار گاہکوں کو چیزیں دکھا رہے تھے اور بھاؤ تاؤ کر رہے تھے۔ رنگ برنگ مٹھائیاں اور طرح طرح کی چیزیں لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کر رہی تھیں۔ کہیں لوگ ڈھول کی تھاپ پر رقص کر رہے تھے۔ کہیں لوگ ڈھول کی تھاپ پر تماشے دیکھ رہے تھے۔ کہیں کھانے پینے کے سٹالوں پر مزے مزے کی چیزیں کھا پی رہے تھے۔ ہم بھی ایک سٹال پر رکے اور گرما گرم جلیبیاں خریدیں۔ پھر چائے کے سٹال پر بیٹھ کر ہم نے جلیبیاں کھائیں اور چائے سے لطف اندوز ہوئے۔

چائے پی کر ہم پھر مختلف سٹال دیکھنے لگے۔ ہر طرف بے شمار عارضی دکانیں اور سٹالز لگے تھے۔ ان دکانوں پر مٹھائیاں، پھل، کھانے پینے کی دوسری چیزیں، کھلونے، کتابیں، کپڑے، رومال، برتن، خواتین کی چوڑیاں اور زیورات، پرندے اور دوسری بے شمار چیزیں فروخت ہو رہی تھیں۔ دکان دار گاہکوں کو آوازیں دے کر بلا رہے تھے۔ ہر کسی کی کوشش تھی کہ اس کی دکان سے خریداری کی جائے۔ ہم مختلف دکانوں اور سٹالوں سے چیزیں دیکھتے ہوئے ایک کھلے میدان میں پہنچے۔ وہاں موت کا کنواں اور سرکس تھی۔ لاؤڈ سپیکر پر بلند آواز میں گانے بج رہے تھے اور ساتھ اناؤنسمنٹ بھی ہو رہی تھی۔

بہت سے لوگ قطار بنائے ٹکٹ خرید رہے تھے۔ بہت سے لوگ موت کے کنویں پر کھڑے تھے۔ ایک طرف کچھ لوگ کرتب دکھا رہے تھے۔ ایک جگہ لوگ جمع تھے۔ ہم بھی وہاں رک گئے۔ ایک جادوگر کرتب دکھا رہا تھا۔ لوگ بڑے شوق سے اس کے کرتب دیکھ رہے تھے۔ تھوڑا آگے گئے تو ڈگڈگی کی آواز کانوں میں پڑی۔ ایک بندر والا ڈگڈگی بجا کر بندر کا تماشا دکھا رہا تھا۔ بندر پھدک پھدک کر عجیب و غریب حرکتیں کر رہا تھا۔

بندر کا سسرال کے گھر جانا اور اکڑ اکڑ کر چلنا لوگوں کو خوشی فراہم کر رہا تھا۔ لوگ بندر والے کو کچھ رقم دیتے تو بندر ان کا شکریہ ادا کرتا۔ ایک طرف ایک شعبدہ باز بھی لوگوں کا مجمع لگائے ہوئے تھا۔ کبھی وہ ایک ٹوپی میں سے کبوتر برآمد کرتا اور کبھی ٹوٹی ہوئی رسی کو جوڑ کر دکھاتا۔ ایک آدمی ہاتھ میں ایک لمبی چھڑی لیے ایک باریک رسی پر چل رہا تھا۔ ایک طرف ڈھول کی تھاپ پر ایک گھوڑا رقص کر رہا تھا۔ لوگ گھوڑے کا رقص دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔

ایک طرف لاؤڈ سپیکر پر گھڑ دوڑ کا اعلان ہو رہا تھا۔ لوگ گھڑ دوڑ دیکھنے کے لیے لپکے۔ ہم بھی گھڑ دوڑ دیکھنے کے لیے میدان کی طرف چل دیے۔ میدان میں بہت سے گھوڑے کھڑے تھے۔ ان پر پنجاب کے روایتی لباس میں ملبوس گھڑ دوڑ کا آغاز ہوا۔ گھڑ سوار گھوڑوں کو تیز دوڑا رہے تھے۔ سرپٹ دوڑتے ہوئے گھوڑے میدان میں ڈھول اڑا رہے تھے۔ گھڑ سواروں میں بہت جوش و خروش تھا۔ لوگ بھی بڑے شوق سے دوڑ دیکھ رہے تھے۔ ایک سفید رنگ کا خوب صورت گھوڑا سب سے آگے نکل گیا۔

لوگ تالیاں بجا کر اسے داد دینے لگے۔ ہر طرف باجوں اور ڈھول کی آواز گونجنے لگی۔ گھڑ سوار نے ہاتھ ہلا کر لوگوں کی داد کا جواب دیا۔ ہم اس گھڑ دوڑ سے بہت محظوظ ہوئے۔ اس کے بعد ہم نے ایک تماشا دیکھا۔ شکاری کتے ایک مصنوعی خرگوش کو شکار کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ ایک خوب صورت مصنوعی خرگوش کو دوڑایا جاتا۔ اس کے پیچھے ایک شکاری کتا دوڑتا اور اسے شکار کرنے کی کوشش کرتا۔ یہ بھی ایک دل چسپ منظر تھا۔ لوگ بڑے شوق سے اسے دیکھ رہے تھے۔ یہ تماشا دیکھ کر ہم کھانے پینے کے سٹالوں کی طرف آ گئے۔ طرح طرح کے کھانوں کی مہک بھوک بڑھا رہی تھی۔ بہت سے لوگ کرسیوں پر بیٹھے کھا پی رہے تھے۔ ہم نے بھی بریانی منگوائی اور بھوک مٹانے کی کوشش کی۔

شام ڈھل رہی تھی۔ اس لیے ہم حضرت مادھو لال حسین رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کی طرف روانہ ہوئے۔ ہر طرف رونق اور چہل پہل تھی۔ مزار کے باہر چند قوال حضرت شاہ حسین رحمۃ اللہ علیہ کا کلام گا رہے تھے۔ بہت سے لوگ بڑے انہماک سے اسے سن رہے تھے۔ کچھ لوگ دھمال ڈال رہے تھے۔ جیسے ہی سورج ڈوبا، مزار پر بے شمار چراغ روشن ہو گئے۔ پورا ماحول منور ہو گیا۔ ہر طرف روشنی ہی روشنی تھی۔ لوگ بڑی خوشی سے اس چراغاں کو دیکھ رہے تھے۔ رات کو محفل سماع کا اہتمام بھی تھا۔ نامور قوال اپنے فن کا مظاہرہ کر رہے تھے۔

بہت سے لوگ قوالی سننے میں مگن تھے۔ پنڈال لوگوں سے بھرا ہوا تھا۔ حاضرین پر روحانی کیفیت طاری تھی۔ پوری رات محفل سماع جاری رہی تھی۔ اس دوران میں لوگ آتے جاتے رہے۔ نماز فجر تک یہ سلسلہ چلتا رہا۔ فجر کی نماز ہم نے مزار سے ملحق مسجد میں ادا کی۔ سورج طلوع ہوا تو ایک سٹال پر جا کر ہم نے حلوہ پوری اور نان چنے سے ناشتہ کیا۔

لوگ ابھی میلہ دیکھنے آ رہے تھے۔ جو لوگ محفل سماع میں شریک تھے، وہ جا رہے تھے۔ ہم نے ایک دفعہ پھر دکانوں کا چکر لگایا۔ اپنے لیے کھسے اور رومال خریدے۔ میں نے چھوٹے بھائی کے لیے چند کھلونے بھی خریدے۔ میلے کی رونق ابھی باقی تھی، لیکن ہم نے واپسی کا

ارادہ کیا اور رکشے کی تلاش میں سڑک کی طرف آ گئے۔ میلہ چراغاں تین دن تک جاری رہتا ہے۔ دور دراز سے لوگ اس میلے میں شرکت کے لیے آتے ہیں۔ یہ پنجاب کا ایک واقعی بہت شان دار میلہ ہوتا ہے۔ میلے کی خوش بوؤں اور یادوں کو دل میں بسائے ہم دو پہر کو واپس آ گئے۔ اس میلے کی رونقیں اور یادیں مجھے ہمیشہ یاد رہیں گی۔

6 یومِ آزادی کی روداد

(ساہیوال بورڈ 2023)

14۔ اگست کا دن ہماری قومی تاریخ کا سب سے اہم دن ہے۔ یہ ہماری آزادی کا دن ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آزادی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ آزادی اور اپنا وطن اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتیں ہیں۔ زندہ قومیں اپنی آزادی کے دن کو ہمیشہ بڑے پُر جوش انداز میں مناتی ہیں۔

ہر سال کی طرح اس سال بھی ہمارے کالج میں یومِ آزادی کی تقریب کا انعقاد ہوا۔ اس سلسلے میں طالبات میں بہت جوش و خروش پایا جاتا تھا۔ پورے کالج کو جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا۔ جگہ جگہ علامہ اقبالؒ کے اشعار اور تحریکِ آزادی کے رہنماؤں کی تصویریں آویزاں تھیں۔ کئی بینرز پر بانیِ پاکستان قائداعظمؒ کی تصویریں اور فرمودات تحریر تھے۔ تقریب کا اہتمام کالج کے مرکزی ہال میں تھا۔ ہال کو بھی خوب صورت جھنڈیوں اور تصویروں سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج کی پچھلی دیوار پر ایک بڑا بینر آویزاں تھا۔ اس پر قائدِ اعظم کی تصویر کے ساتھ یومِ آزادی کے حوالے سے ایک دل کش تحریر چھپی تھی۔ تمام طالبات وقت سے پہلے ہی کالج پہنچ چکی تھیں۔ سب نے پاکستانی جھنڈے کے بیج سینے پر سجا رکھے تھے۔ ہال میں ملی نغمے گونج رہے تھے۔ ہال طالبات سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ اس تقریب کی مہمانِ خصوصی ڈپٹی کمشنر محترمہ ساجدہ نور تھیں۔

وقتِ مقررہ سے ذرا پہلے مہمانِ خصوصی کی آمد ہوئی۔ کالج کی پرنسپل محترمہ ڈاکٹر عاتکہ عمیر صاحبہ نے ان کا استقبال کیا۔ پرنسپل صاحبہ مہمانِ خصوصی اور دیگر مہمانوں کو لے کر ہال میں تشریف لائیں۔ طالبات نے کھڑی ہو کر تالیوں سے ان کا استقبال کیا۔ ٹھیک دس بجے پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔

ڈائس کو بھی بڑی خوب صورتی سے سفید کپڑے سے ڈھانپا گیا تھا۔ تازہ پھولوں کا ایک خوب صورت گل دستہ ڈائس پر بھی رکھا تھا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر سمیرا اصفدر نے انجام دیے۔ اسٹیج سیکرٹری پروفیسر سمیرا اصفدر نے مہمانِ خصوصی کا رسمی تعارف کرایا۔ پروگرام کا آغاز تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔ سالِ اول کی طالبہ میمونہ خالد نے قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں اور ان کا ترجمہ سنایا۔ سالِ دوم کی طالبہ مہناز گل کو نعتِ رسول مقبول ﷺ کے لیے بلایا گیا۔ انھوں نے پُر سوز آواز میں نعتِ رسول مقبول ﷺ پیش کی۔ پھر سالِ دوم کی طالبات اسما اور بادیہ نے ایک ملی نغمہ سنایا اور حاضرین سے خوب داد سمیٹی۔

یومِ آزادی کے حوالے سے ایک تقریری مقابلے کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ تقریری مقابلے کا موضوع تھا ”تحریکِ پاکستان میں خواتین کا کردار۔“ اس تقریری مقابلے میں پانچ طالبات نے حصہ لیا۔ ججز کے فرائض پروفیسر حمیرا ارشد، پروفیسر سدرہ نور اور پروفیسر سعدیہ فاروقی نے ادا کیے۔ ہر طالبہ کو تقریر کے لیے پانچ سے سات منٹ دیے گئے۔ تمام طالبات نے موضوع کی مناسبت سے اپنا مدعا بیان کرنے کی بھر پور کوشش کی۔

انھوں نے محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت علی خان، بیگم جہاں آرا شاہ نواز، بیگم نوری سرفراز، بیگم امجدی بانو، بیگم سلمیٰ تصدق حسین اور بیگم شفیع وغیرہ کی خدمات پر روشنی ڈالی۔

اس مقابلے میں شائستہ خالد سالِ دوم کی طالبہ نے تیسری پوزیشن، سلمیٰ اصغر سالِ اول نے دوسری پوزیشن اور ثمرہ کوکب سالِ دوم نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

اس کے بعد سالِ اول کی طالبات نے ایک ٹیبلو پیش کیا، جس میں پاکستان کی خاطر قربانی دینے والوں کو خراجِ عقیدت پیش کیا گیا تھا۔ اس کے بعد ملی نغموں کا مقابلہ شروع ہوا۔ سدرہ، سامعہ، خالدہ اور بشریٰ نے خوب صورت ملی نغمے سنا کر حاضرین سے خوب داد سمیٹی۔ ملی نغموں کے مقابلے میں بشریٰ نے پہلی پوزیشن حاصل کی۔

مہمانِ خصوصی نے ملی نغموں اور تقریری مقابلے میں پوزیشن لینے والی طالبات میں انعامات تقسیم کیے۔ مقابلے میں حصہ لینے والی اور ٹیبلو پیش کرنے والی تمام طالبات کو بھی تحائف دیے گئے۔ اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری پروفیسر سمیرا اصفدر نے مہمانِ خصوصی کو خطاب کی دعوت

دی۔ انھوں نے مائیک سنبھالا اور اپنی تقریر کا آغاز اس شعر سے کیا:

یہ پاک وطن میرا جو پیارا مجھ کو جان سے ہے
میں کیا کروں کہ میرا رشتہ پاکستان سے ہے

طالبات سے خطاب کرتے ہوئے مہمانِ خصوصی نے کہا کہ پاکستان کی حفاظت اور ترقی کی ذمہ داری ہم سب پر ہے۔ پاکستان کی ترقی کے لیے ہمیں تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ ہم تعلیم یافتہ قوم بن کر پاکستان کو مضبوط اور ترقی یافتہ بنا سکتے ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمیں خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ ہم ایک آزاد ملک میں سانس لے رہے ہیں۔ آزادی جیسی نعمت کی قدر ان قوموں سے پوچھو، جو اس نعمت سے محروم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے ملک کو اپنی امان میں رکھے اور ہمارا سبز ہلالی پرچم ہمیشہ لہراتا رہے۔ مہمانِ خصوصی نے تقریری مقابلے اور ملی نغموں کے مقابلے میں حصہ لینے والی طالبات اور ٹیبلو پیش کرنے والی طالبات کی کارکردگی کو سراہا اور انھیں شاباش دی۔

انھوں نے کالج انتظامیہ اور پرنسپل صاحبہ کا شکریہ بھی ادا کیا۔ طالبات نے ان کی باتیں بہت توجہ سے سنیں۔

آخر میں اسٹیج سیکرٹری پروفیسر سمیرا اصفدر نے کالج کی پرنسپل ڈاکٹر عاتکہ عمیر صاحبہ کو خطاب کی دعوت دی۔ انھوں نے اس دن کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور آزادی کی قدر و قیمت سے آگاہ کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ پاکستان اسلام کا قلعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ ملک ہمیں اس لیے عطا کیا ہے کہ ہم یہاں اپنی زندگیاں اسلام کی تعلیمات کے مطابق گزار سکیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہمیں اپنی آزادی کی حفاظت کے لیے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ ہمارے بزرگوں نے اپنی جانیں قربان کر کے ہمیں آزادی عطا کی ہے۔ اب اس آزادی کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔

پرنسپل ڈاکٹر عاتکہ عمیر صاحبہ نے مہمانِ خصوصی کا شکریہ ادا کیا اور تقریب کو خوب صورت بنانے والی طالبات کی کوششوں کو سراہا۔ انھوں نے خوب صورت اور کامیاب تقریب کے انعقاد پر اساتذہ اور طالبات کا بھی شکریہ ادا کیا۔

تقریب کے اختتام سے پہلے پاکستان کا قومی ترانہ بجایا گیا۔ ہال میں موجود تمام لوگ قومی ترانے کے احترام میں کھڑے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی خوب صورت تقریب اختتام کو پہنچی۔ سب ثمر کا جذبۂ آزادی سے مسرور اپنے گھروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

7 ایک دل چسپ ہاکی میچ کی روداد

کھیل ہماری جسمانی صحت ہی نہیں، بلکہ دماغی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے بھی ضروری ہیں۔ کھیلوں کی وجہ سے آدمی صحت مند اور چاک و چوبند رہتا ہے۔ ہمارے ملک میں ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، والی بال اور کبڈی جیسے کئی کھیل بہت مقبول ہیں۔ ان سب کھیلوں میں سے ہاکی پاکستان کا قومی کھیل ہے۔ پاکستان نے عالمی سطح پر ہاکی میں بہت شہرت حاصل کی ہے۔ پاکستان نے ہاکی کے میدان میں اولمپکس، ورلڈ کپ اور چیمپئن ٹرافی جیسے کئی اعزاز جیتے ہیں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہاکی پاکستانیوں کا پسندیدہ کھیل رہا ہے۔ بھارت کا قومی کھیل بھی ہاکی ہے، لیکن ہاکی کا پہلا عالمی چیمپئن پاکستان بنا تھا۔ اس کے علاوہ پاکستان کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سب سے زیادہ مرتبہ عالمی فاتح رہا ہے۔

ہاکی میں لوگوں کی دل چسپی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ یہ مختصر دورانیے کا کھیل ہے۔ صرف ستر منٹ کے کھیل سے ہار جیت کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔ دونوں ٹیموں کی برابری کی صورت میں بیس منٹ اضافی ملتے ہیں۔ اضافی وقت میں بھی کھیل برابر رہ جائے تو پینلٹی سٹروک ملتے ہیں۔ اس طرح یہ کھیل اپنی سُرعت اور سنسنی خیزی کی وجہ سے بہت دل چسپ خیال کیا جاتا ہے۔

گزشتہ ہفتے ہمارے کالج کی ہاکی ٹیم کا مقابلہ بہاول پور کالج کی ہاکی ٹیم سے ہوا۔ یہ ہاکی کا فائنل میچ تھا۔ اس لیے دونوں کالجوں کی ٹیموں اور طلبہ میں خاصا جوش و خروش تھا۔ میچ بہاول پور کے ہاکی سٹیڈیم میں منعقد ہوا۔ سٹیڈیم ہمارے اور بہاول پور کالج کے طلبہ سے بھرا ہوا تھا۔ طلبہ کے علاوہ دوسرے تماشائی بھی میچ دیکھنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اس میچ میں کمشنر بہاول پور مہمانِ خصوصی کے طور پر تشریف لائے ہوئے تھے۔

میچ دو پہر دو بجے شروع ہوا۔ دونوں ٹیموں کے کھلاڑی میدان میں اُترے تو تماشائیوں نے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا۔ ہماری ٹیم نے سبز اور سفید یونی فارم پہن رکھا تھا، جب کہ بہاول پور کالج کی ٹیم پیلے اور نیلے یونی فارم میں ملبوس تھی۔ مہمانِ خصوصی میدان میں تشریف لائے اور دونوں ٹیموں کے کھلاڑیوں سے مصافحہ کیا۔ ریفری بھی اپنے مخصوص یونی فارم میں میدان میں اُتر چکے تھے۔ ڈھائی بجے کھیل کا آغاز ہوا۔ میچ شروع کرنے کے لیے ریفری نے سیٹی بجائی تو دونوں ٹیمیں آمنے سامنے آ گئیں۔ تماشائیوں نے

بھی تالیاں بجا کر ان کی حوصلہ افزائی کی۔ دونوں ٹیموں کے سنٹر فارورڈ کھلاڑی میدان کے درمیان میں آگئے اور سنسنی خیز کھیل کا آغاز ہوگیا۔

مخالف ٹیم کا سنٹر فارورڈ ناصر محمود بہت ہوشیار اور چاک و چوبند کھلاڑی تھا۔ کھیل شروع ہوتے ہی مخالف ٹیم نے جارحانہ انداز اپنایا اور بہت پھرتی دکھائی۔ انھوں نے پے در پے حملے کیے لیکن ہماری ٹیم کا دفاع بہت مضبوط تھا۔ ہماری ٹیم کا گول کیپر بہت چست تھا۔ اس نے مخالف ٹیم کی گول کرنے کی ہر کوشش کو ناکام بنا دیا۔ ہمارے کھلاڑی کسی حد تک دباؤ میں تھے لیکن ان کا دفاع بہت مضبوط تھا۔ مخالف ٹیم نے بہت جارحانہ حملے کیے اور یوں لگتا تھا کہ ابھی گول ہوا، لیکن ناکام رہے۔

ایک موقع ایسا آیا کہ ہماری ٹیم کے کھلاڑی گیند کو مخالف ٹیم کے گول تک لے گئے۔ اچانک مخالف ٹیم کے سینٹر فارورڈ نے گیند پکڑ لی۔ وہ چکما دیتے ہوئے گیند ہمارے گول تک لے گیا۔ ڈی میں گول کے سامنے پہنچ کر اس نے ایسی پھرتی سے شارٹ لگائی کہ کسی کو کچھ سمجھ نہ آیا۔ اچانک گول ہوگیا۔ ہر طرف سے تالیوں کا شور بلند ہوا۔ ہمارا گول کیپر مہارت کے باوجود گیند کو روک نہ سکا اور گول ہوگیا۔

ہماری ٹیم دباؤ میں آگئی۔ بہاول پور کالج کے طلبہ دل کھول کر اپنے کھلاڑیوں کو داد دے رہے تھے۔ ہمارے کھلاڑیوں نے بھرپور کوشش کی لیکن گول نہ کر سکے۔ کھیل میں بہت تیزی آگئی تھی۔ مخالف ٹیم کے حوصلے بہت بلند ہو چکے تھے، اس لیے ہاف ٹائم ختم ہونے سے دو منٹ پہلے انھوں نے ایک اور گول کر دیا۔ میدان میں پھر تالیاں اور نعرے گونجنے لگے۔ تالیوں کی گونج میں ہی ہاف ٹائم کی سیٹی بج گئی اور کھیل میں وقفہ آگیا۔ وقفے کے دوران میں کھلاڑیوں کو مشروب اور پھل پیش کیے گئے۔ تماشائیوں نے بھی کولڈ ڈرنکس اور سنیکس وغیرہ خریدے۔ لوگوں کو کھیل شروع ہونے کا شدت سے انتظار تھا۔ ہماری ٹیم کے کھلاڑی اکٹھے ہو کر بہت سنجیدگی سے کوئی لائحہ عمل بنا رہے تھے۔ یقیناً وہ میچ جیتنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ پندرہ منٹ کے وقفے کے بعد کھیل دوبارہ شروع ہوا۔ تماشائی اپنی نشستوں پر براجمان ہو گئے۔ مخالف ٹیم نے پھر جارحانہ انداز سے کھیل کا آغاز کیا۔ وہ پاس دے کر گیند اپنے قبضے میں رکھتے تھے۔ اچانک ہماری ٹیم نے اپنے دفاع کو بہت مضبوط کر لیا تھا۔ ہمارے کھلاڑی چھوٹے چھوٹے پاس دے کر گیند کو ان کے گول پوسٹ کے قریب لے گئے۔ مخالف ٹیم کے کھلاڑی کے فاؤل کے نتیجے میں ہماری ٹیم کو ایک پینلٹی سٹروک مل گیا۔ ہمارے کالج کے طلبہ دعا کرنے لگے۔ ہمارے کھلاڑی نے بڑے اعتماد سے سٹروک لگایا۔ ان کے گول کیپر نے روکنے کی کوشش کی، لیکن اللہ تعالیٰ نے ہماری دعا سن لی تھی۔ ہماری ٹیم نے ایک گول کر لیا تھا۔

ہمارے کالج کے طلبہ نے دل کھول کر ٹیم کو داد دی۔ ہمارے کھلاڑیوں کے حوصلے بلند ہو چکے تھے۔ وہ گول کرنے والے کھلاڑی کو شاباش دے رہے تھے۔ مخالف ٹیم کا انداز بھی جارحانہ نہیں رہا تھا۔ اب ہماری ٹیم بہت نپے تلے انداز میں کھیل رہی تھی۔ مخالف ٹیم کو ہماری ٹیم کے خلاف ایک پینلٹی کارنر مل گیا۔ ہماری ٹیم نے بہت مہارت سے گول ہونے سے بچا لیا۔ گیند ہماری ٹیم کے فل بیک راشد محمود کے ہاتھ لگ گئی۔ وہ بہت سے کھلاڑیوں کو چکما دے کر گیند کو ان کے گول پوسٹ میں لے گیا اور اچانک گول کر دیا۔ اب دونوں ٹیموں کے گول برابر تھے۔ ہماری ٹیم کے حوصلے اور اعتماد میں بہت اضافہ ہو چکا تھا۔

تماشائی ہماری ٹیم کو بہت داد دے رہے تھے۔ ابھی دس منٹ کا کھیل باقی تھا۔ دونوں ٹیمیں گول کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہی تھیں۔ مخالف ٹیم کو پینلٹی کارنر مل گیا۔ انھوں نے گول کرنے کی کوشش کی مگر ہمارا دفاع کافی مضبوط تھا۔ دونوں ٹیمیں بھرپور کھیل کا مظاہرہ کر رہی تھیں۔ کھیل ختم ہونے میں صرف دو منٹ باقی تھے، لگتا تھا کہ میچ برابر رہے گا۔ میچ بہت سنسنی خیز مرحلے میں داخل ہو چکا تھا۔

کھیل کا آخری منٹ تھا کہ گیند ہمارے سنٹر فارورڈ کے ہاتھ لگ گئی۔ اس نے دو کھلاڑیوں کو چھوٹے چھوٹے پاس دیے۔ پھر اس نے گیند کو قابو کیا اور مخالف ٹیم کے کھلاڑیوں کو چکما دیتے ہوئے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا۔ بڑی پھرتی سے وہ گیند کو مخالف ٹیم کے گول پوسٹ تک لے گیا۔ سب لوگ بڑے انہماک سے اگلے مرحلے کے منتظر تھے۔ مخالف نے گیند چھیننے کی سرتوڑ کوشش کی لیکن ہمارے کھلاڑی نے گول کیپر کو چکما دے کر گول کر دیا۔ تماشائی نعرے لگانے لگے۔ لوگوں نے تالیاں بجا کر ٹیم کو خوب داد دی۔ اسی اثنا میں میچ کے اختتام کی سیٹی بجی اور ہماری ٹیم فاتح قرار پائی۔

ہمارے کالج کے طلبہ میدان میں آگئے اور کھلاڑیوں کو کندھوں پر اٹھا لیا۔ ہر طرف خوشیوں کے ترانے گونجنے لگے۔ طلبہ نعرے لگا رہے تھے اور بھنگڑے ڈال رہے تھے۔

کچھ دیر بعد مہمان خصوصی میدان میں تشریف لائے اور ہماری ٹیم کو ٹرافی اور مبارک باد دی۔ دونوں ٹیموں نے مہمان خصوصی کے ساتھ فوٹو بنوائے اور یہ سنسنی خیز میچ اختتام کو پہنچا۔

چند مجوزہ رُودادیں

بمطابق اُردو قواعد و انشا

(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

8 عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس کی روداد

ربیع الاوّل کا پُر بہار اور پُر نور مہینہ ہر مسلمان کے لیے باعثِ مسرت ہوتا ہے کیوں کہ یہ وہ مقدس مہینہ ہے جس میں ہمارے پیارے آقا حضرت محمد خاتم النبیین ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ چناں چہ ربیع الاوّل کی پہلی تاریخ ہی سے رسول اکرم ﷺ کے لیے درود شریف اور نعت خوانی کا نذرانہ شروع ہو جاتا ہے۔ تمام ماہ ہر گھر میں محفلِ میلاد اور محفلِ نعت کا انعقاد ہوتا ہے۔ البتہ 12 ربیع الاوّل کے روز خوب صورت دن سب کا جوش و خروش دیدنی ہوتا ہے کیوں کہ اسی دن رسول اللہ ﷺ دنیا میں تشریف لائے تھے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے:

"بے شک اللہ نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اس نے ان میں انھی میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو انھیں اس کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ اس سے پہلے یہ لوگ کھلی گمراہی میں پڑے تھے" (سورہ آلِ عمران: 164)

چناں چہ اس دن خصوصی تقریبات، جلسے اور جلوس کا اہتمام ہوتا ہے۔ ہمارے شہر ملتان میں بھی ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کا جلوس بڑی شان و شوکت سے نکالا جاتا ہے۔ اس سال بھی 12 ربیع الاوّل کے دن ملتان شہر میں جلوس نکالا گیا۔ جلوس کے بارے میں چند دن پہلے ہی اشتہارات کے ذریعے عوام الناس کو مطلع کر دیا گیا تھا۔ ہر سال کی طرح میں بھی اس میں شرکت کے لیے پُر جوش تھا۔ چناں چہ صبح ہوتے ہی میں نہا دھو کر تیار ہو گیا اور قریبی مسجد میں پہنچ گیا۔ وہاں پہلے ہی لوگوں کا ایک ہجوم موجود تھا۔ مسجد کے امام صاحب لوگوں کو جلوس کے آداب کے بارے میں آگاہ فرما رہے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بتایا کہ جلوس کن راستوں اور چوراہوں سے ہو کر گزرے گا۔ جلوس کے تمام تر انتظامات جماعت اہل سنت کے ہزاروں رضا کار انجام دے رہے تھے۔ جلوس کی سیکیورٹی کے لیے خصوصی انتظامات بھی کیے گئے تھے۔ یہ جمعہ کا دن تھا۔ موسم بڑا خوش گوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی جس میں خنکی تھی۔

تقریباً 8 بجے کے قریب ہم سب باوضو ہو کر ایک جلوس کی صورت میں مسجد سے نکلے۔ ہم سب کے ہاتھوں میں سبز جھنڈے تھے اور لبوں پر درود و سلام تھا۔ کچھ نوجوانوں نے ہاتھوں میں پینا فلیکس اور بینرز تھام رکھے تھے، جن پر عید میلاد النبی ﷺ کے حوالے سے جملے اور نعتیہ اشعار لکھے تھے۔ مثلاً:

"اہلِ اسلام کو جشنِ عید میلاد النبی ﷺ مبارک ہو"

مرحبا ساقی کوثر!

مرحبا شافعِ محشر!

سوہنا آیا تے سج گئے نے گلیاں بازار

دنیا میں احترام کے قابل ہیں جتنے لوگ — میں سب کو مانتا ہوں مگر مصطفیٰ کے بعد (قتیل شفائی)

بعض لوگ اپنی گاڑیوں اور موٹر بائیک پر سوار تھے جب کہ بعض ٹریکٹر ٹرالیوں، بسوں اور ٹرکوں پر سوار تھے۔ ہر گاڑی میں بڑے بڑے اسپیکر نصب تھے جن میں بلند آواز سے مختلف نعتوں کی صدائیں بلند ہو رہی تھیں۔ ایک نعت سب سے واضح سنائی دے رہی تھی:

نور والا آیا ہے، نور لے کر آیا ہے — سارے عالم میں یہ دیکھو کیسا نور چھایا ہے

قرب و جوار کے گاؤں اور قصبوں سے بھی چھوٹے چھوٹے گروہ اس جلوس میں شامل ہو گئے۔ جلوس کے شرکا کی تعداد ہزاروں میں پہنچ گئی۔ چہار جانب نعتوں اور درود و سلام کی صدائیں کانوں میں رس گھول رہی تھیں۔ بعض عشاق عطر کے محلول کے سپرے کر رہے تھے، جس سے تمام فضا مہک گئی تھی۔ ماحول میں ایک عجیب کیف و سرور تھا۔ طبیعت میں نورانیت در آئی تھی۔ دل خوشی سے لبریز تھا۔ چھوٹے بچے نہا دھو کر نئے کپڑوں میں ملبوس سر پر سبز عمامے باندھے اور ہاتھوں میں جھنڈے اٹھائے بڑے جوش و خروش سے نعرے لگا رہے تھے

سرکار کی آمد — مرحبا

دلدار کی آمد — مرحبا

جلوس میں شامل ہونے والے علما کا استقبال بڑی دھوم دھام سے کیا جا رہا تھا۔ مدرسوں کے طلبہ ہاتھوں میں پھولوں کے ہار لیے چل رہے تھے اور آنے والے علما کرام کے گلے میں ڈالتے جاتے۔ علما کرام ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے جلوس کے آگے آگے چل رہے تھے۔ بڑے ایک بڑے مفتی مولانا سمیع اللہ خان صاحب ہاتھ میں مائیک لیے لوگوں کو برابر ہدایت کرتے جا رہے تھے اور انھیں منظم رہنے کی تلقین کر رہے تھے۔ چند رضا کار جلوس کے کناروں پر چل رہے تھے اور ہجوم منظم کر رہے تھے۔ جگہ جگہ چوکوں اور چوراہوں پر عشاق ٹھنڈے میٹھے شربت کی سبیلیں لگائے ہوئے تھے اور ہجوم کو سیراب کر رہے تھے۔ بعض جگہوں پر لنگر کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ جلوس شہر کے اہم مقامات سے گزر رہا تھا۔ راستے میں آنے والے گھر، دفاتر، مساجد، بازار اور شاہراہیں سبز جھنڈوں سے سجی تھیں۔ جو ایک نہایت دل فریب منظر پیش کر رہی تھیں۔ تقریباً ایک بجے جامع مسجد چوک میں پہنچ کر جلوس رک گیا۔ اب نمازِ جمعہ کا وقت ہو گیا تھا۔

مرکزی جامع مسجد کے امام مولانا احسان اللہ فاروقی صاحب نے جمعہ کے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ کے معجزات بیان کیے۔ نمازِ جمعہ کے بعد عالمِ اسلام کی سلامتی اور ملک و قوم کی خوش حالی کے لیے دعائیں کی گئیں۔ آخر میں سب نے کھڑے ہو کر بارگاہِ رسالت میں درود و سلام کا ہدیہ پیش کیا:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام   شمعِ بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام

اس طرح عید میلاد النبی کا یہ جلوس اختتام پذیر ہوا۔ تمام لوگ دلوں میں نورِ ایمان اور عشقِ رسول کی شمع فروزاں کیے اپنے گھروں کی جانب رواں دواں ہو گئے۔

9 کسی کتاب کی تقریبِ رونمائی کی روداد

گزشتہ ماہ خانیوال کے معروف نعت گو شاعر عباس عدیم قریشی صاحب کا پہلا نعتیہ مجموعہ ''انشی'' شائع ہوا۔ عباس عدیم قریشی صاحب معروف شاعر غضنفر روہتکی کے شاگرد ہیں اور ان کے بعد اب شعر و سخن کی آبیاری میں مشغول و منہمک ہیں۔ ملک بھر میں ان کے تلامذہ کی کثیر تعداد موجود ہے۔ چناں چہ ان کی کتاب کی اشاعت کے بعد خانیوال ڈسٹرکٹ کلب کے زیرِ اہتمام ان کی کتاب کی تقریبِ رونمائی کا فیصلہ ہوا۔ بروز جمعہ یہ تقریب ہونا قرار پائی۔ جس میں دور و نزدیک سے شعرا اور اساتذہ کو مدعو کیا گیا۔

تقریب کا آغاز صبح 8 بجے ہوا۔ پریس کلب میں تمام مہمان شعرا پہنچ چکے تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض معروف شاعر راجا ناصر سعیدی صاحب فرما رہے تھے۔ انھوں نے مہمانِ خصوصی کا شکریہ ادا کیا اور انھیں ان کی مخصوص نشستوں پر جلوہ افروز ہونے کو کہا۔ عقبی دیوار پر ایک بڑے سے پینا فلیکس پر نمایاں حروف میں ''عباس عدیم قریشی صاحب کے نعتیہ مجموعہ انشی کی تقریبِ رونمائی'' لکھا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز پر کتاب کے چند نسخے سجائے گئے تھے۔ تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوتِ کلام پاک سے ہوا۔ قاری سعید احمد صاحب نے سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیات نہایت خوب صورت آواز میں تلاوت کیں۔ پروفیسر علی اکبر صاحب نے اس کا ترجمہ پیش کیا۔ اس کے بعد ایک نوجوان طالب علم نے عباس عدیم قریشی صاحب کی لکھی ہوئی حمد ترنم سے سنائی۔ جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

اِک عجز کا سر ہے جو ترے در کے لیے ہے   میرا یہی زر ہے جو ترے در کے لیے ہے
تسبیح کے زنبیل نہ تہلیل کی گٹھڑی   اِک آہِ سحر ہے جو ترے در کے لیے ہے
سجدوں کی جبین پاس نہ زانوئے تشہد   بس سوزِ جگر ہے جو ترے در کے لیے

اسٹیج سیکرٹری نے مشہور نعت خواں سلیم سمرا صاحب کو بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت پیش کرنے کے لیے دعوت دی۔ انھوں نے عباس عدیم قریشی صاحب کی کتاب سے ایک نعت منتخب کی اور نہایت خوب صورت آواز سے پڑھی۔ ان کی پُرسوز آواز اور دل نواز کلام نے محفل میں سماں باندھ دیا۔ چند اشعار درج ذیل ہیں:

نہ کسی صلے کی طلب مجھے، نہ کسی کے لطف کی چاہ بس   تری نعت میری حیات ہے، مری سجدہ گہ تری راہ بس
مرے سائباں مرے آسماں، مجھے اپنی چھاؤں میں ڈال رکھ   مجھے کیا خبر کسی خلد کی، مری خلد تیری پناہ بس

اس کے بعد پروفیسر حفیظ اوج صاحب نے نعتیہ مجموعہ ''انشی'' کا تعارف کروایا اور اس پر اپنا مضمون پڑھ کر سنایا۔ انھوں نے کہا کہ علوم و فنون میں سے شاعری ایک ایسا ہنر ثابت ہوا ہے جس کے ذریعے ما فی الضمیر بیان کرنے اور طویل ترین بات کو صرف ایک دو مصرعوں میں کہنے کا ہنر ملا۔ صنفِ شاعری میں نعت گوئی وہ خاص طرزِ سخن ہے جس میں آقائے نامدار ﷺ کی مدح سرائی اس حساس اور خوب صورت انداز

سے کی جاتی ہے کہ حقیقت کو اس کی اصل صحت اور سند کے ساتھ برقرار رکھا جاتا ہے۔ استادِ محترم جناب عباس عدیم قریشی ان سعادت مندوں میں شامل ہیں کہ جن کو سرورِ کائنات، شاہِ موجودات ﷺ کی نعت کہنے کی سعادت حاصل ہوئی اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان پر یہ خدا کا خاص کرم ہے۔ اس کے بعد انھوں نے عباس عدیم قریشی صاحب کی کتاب سے نمونے کے طور پر چند نعتیہ اشعار پیش کیے:

مطلعِ نعت اگر ہو تو سحر ہوتی ہے   ورنہ ہم ایسوں کی کب رات بسر ہوتی ہے
جب پھول کھلیں گے تو شہا نعت کہوں گا   پتے بھی جھڑیں گے تو شہا نعت کہوں گا

ان کے بعد میاں چنوں کے معروف شاعر سید طاہر واسطی صاحب کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے عباس عدیم قریشی صاحب کے نعت گوئی کے محاسن بڑی عمدگی سے بیان کیے۔ انھوں نے کہا عزیزی عباس عدیم قریشی صاحب وضع دار، خلیق و ملنسار، بندۂ تسلیم و رضا، صاحبِ فقر و غنا، رہروِ علم و عرفان، اور صاحبِ حال ہیں۔ ہمیشہ زندہ اشعار کہتے ہیں۔ پہلے پہل ان کی سطوت الفاظ بہت ثقیل ہوا کرتی تھی اب سہل میں بھی سامعین و قارئین کو مشکلات میں ڈالنے کا ہنر خوب جانتے ہیں۔ ان کی نعت گوئی کے محاسن کا تذکرہ کیا کروں کہ یہ تو غزل کے اشعار بھی عبادت کے طور پر کہتے ہیں۔

ان کے مجموعہ کلام ''انشی'' میں جہاں اطاعت کے سمندر خاموش ادب ہیں وہیں کیفیاتِ قلبی کے دھارے تلاطم خیز ہیں۔ وہ جذبات و کیفیات کی ان لہروں پر سفر کرتے ہیں جہاں ہوش و خرد ورطۂ حیرت میں گم ہیں۔ وارفتگیِ شوق میں بھی کمال عقیدت کا شعور بانٹتے ہیں۔ ان کا یہ شعر ابلاغ کی معراج پر رخشندہ ہے۔

جمالِ رخ کی کسے تاب؟ دیدِ پا مانگیں   اگر ذرا بھی ہو عقل و شعور آنکھوں کو

ایک مومن مسلمان کی طرح عباس عدیم صاحب بھی دیدارِ حرمین شریفین کی طلب میں ہمہ وقت پر امید اور دعا گو رہتے ہیں۔ یقیناً خدا ان کی حسرت کو شرفِ قبولیت سے نوازے گا۔

حج کے رواں تو جا چکے اس سال بھی عدیم   سوچا تھا ان کے لطف سے ہوگا یہ سال وصل

ان کے بعد پروفیسر امجد رضا صاحب نے اظہارِ خیال کرتے ہوئے کہا کہ نعت گوئی امتِ محمدی ﷺ کے عشق کی معراج ہے اور ہر مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے۔ نعت صرف وہی شخص لکھ سکتا ہے جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے جمال و کمال، اخلاق و عادات، رسالت و معجزات اور اسوۂ حسنہ سے متعلق بھرپور معلومات رکھتا ہے۔ عباس عدیم قریشی صاحب نے ایسی نادر تشبیہات، استعارے اور تلمیحات استعمال کی ہیں جو دیگر شعرا کے ہاں بہت کم دکھائی دیتی ہیں۔ انھوں نے نمونے کے طور پر کئی اشعار پیش کیے۔

نعت کہنے کے لیے یہ ضروری ہے عدیم   اسوۂ سیدِ دو عالم سے شناسائی ہو

معروف شاعر ندیم رضا فارق صاحب نے مضمون پیش کرتے ہوئے کہا کہ اصنافِ شاعری میں نعت گوئی مشکل ترین صنف ہے اور جناب عباس عدیم قریشی نعت گوئی کے اسلوب و آداب کا نا صرف مکمل ادراک رکھتے ہیں بلکہ انھوں نے اپنے کلام میں بے شمار ایسی جدید تراکیب متعارف کرائی ہیں جو ان سے پہلے کسی کے ہاں مستعمل نہیں رہیں۔ ''انشی'' میں شامل کلام محض لفاظی نہیں بلکہ شاعر کی وارداتِ قلبی، کیفیات و مشاہدات کا عکاس اور اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے پر دسترس کی روشن دلیل ہے۔

آخر میں صاحبِ کتاب معروف شاعر عباس عدیم قریشی صاحب کو اظہارِ خیال کی دعوت دی گئی۔ انھوں نے اول تو سب احباب کا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد کہا کہ نعت گوئی نہایت مشکل امر ہے جس میں ضرورتِ شعری کے تحت بھی ذرا سی لغزش روا نہیں اور عقیدت کے مد و جزر میں کمال ہوشیاری درکار ہے کہ اک ذرا سی کمی کمال بے ادبی ہے اور ذرا سی بیشی احتمالِ شرک ہے۔

''بلاشبہ نعت کہنا ایمان کی پل صراط سے گزرنے کا نام ہے۔''

اہلِ علم و دانش پر یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہے کہ ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اس وقت بھی تھا، جب ذاتِ احد کے سوا کوئی نہ تھا۔ اور ذکرِ مصطفیٰ ﷺ اس وقت بھی رہے گا جب ذاتِ احد کے سوا کوئی نہ ہوگا۔ لہٰذا میرا ایمان ہے کہ یہ درمیان میں تخلیقِ کائنات سے تفصیلِ کائنات تک کے تمام سلسلے اسی ذکرِ عظیم کے اثرات و ثمرات ہیں۔ مجھ جیسے حقیر و گنہگار ترین امتی کی بھی یہ خواہش ہے کہ میں بھی بارگاہِ خیر الانام میں چند حروفِ مدحت پیش کر پاؤں، جانتا ہوں کہ میری کیفیت مصر کے بازار میں اس بوڑھی عورت کی سی ہے جو سوت کی ایک انٹی کے عوض سیدنا یوسف علیہ السلام کو خریدنے آئی تھی۔ اور جانتی تھی کہ یوسف علیہ السلام کو خرید نہ پائے گی لیکن اپنی خواہش کی شدت سے وہ بھی مجبور تھی اور اپنی خواہش کی شدت سے میں بھی مجبور ہوں۔ لیکن باوجود اپنی اس شدید خواہش کے میں بارگاہ سید الکونین ﷺ کے شایاں اب تک بھی کچھ نہ کہہ سکا

کہ میری بساط ہی اتنی ہے میری اوقات ہی یہی کچھ ہے۔

حکمِ تعمیلِ نعت میں حاضر ہوا تو ہوں — نعتِ نبی ﷺ کہوں، مری اوقات ہی نہیں
جو کچھ بھی کہہ سکا ہوں یہ ان کا کرم ہے بس — فیضانِ مصطفیٰ ہے مری بات ہی نہیں

خطاب کے بعد صاحبِ کتاب نے مہمانوں کو زیرِ دستخطی مجموعہ کلام "انشی" بھی عنایت فرمایا۔ اس طرح یہ پُروقار تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

10 سالگرہ پارٹی کی روداد

پھول، کلی، ہر پتا، غنچہ، صحنِ چمن تک شاد ہے — آج تمھاری سالگرہ ہے دیکھو ہم کو یاد ہے

مجھے دوستوں کی سالگرہ منانے کا حد درجہ شوق ہے۔ اس سے محبت بڑھتی ہے۔ ہمارے بہت سے احباب ایسے بھی ہیں جو سالگرہ منانے کو اچھا نہیں سمجھتے بلکہ اس پر تنقید کرتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہوتی ہے کہ زندگی کا ایک سال کم ہوگیا ہے اس پر افسوس کرنے کی بجائے آپ خوشیاں منا رہے ہیں؟ شاید وہ ٹھیک سوچتے ہوں۔ بہر حال میرا موقف یہ ہے کہ اگر آپ پچھلے سال فوت ہوگئے ہوتے تو کیا لوگ آپ کی سالگرہ منا رہے ہوتے؟ ہرگز نہیں بلکہ لوگ آپ کی برسی منا رہے ہوتے۔ سو آپ کو تو خوش ہونا چاہیے کہ آپ کو ایک سال مزید مل گیا۔ زندگی میں خوشی کے مواقع ویسے بھی بہت کم میسر آتے ہیں۔ زندگی تو ہر گزرتے دن اور ہر گزرتے لمحہ کم ہو رہی ہوتی ہے تو کیا انسان ہر روز اور ہر لمحہ اسی بات کا سوگ مناتا رہے کہ اس کی زندگی کم ہو رہی ہے؟ وہ اس بات پر خوشی کیوں نہ منائے کہ اسے خدا نے مزید زندگی کی نعمت سے نوازا ہے، گزشتہ غلطیاں درست کرنے کے لیے اسے مزید مہلت عنایت فرمائی ہے۔ اس طرح خود احتسابی بھی ہوتی رہتی ہے اور انسان کو خوشی منانے کے مواقع بھی ملتے رہتے ہیں۔ موت کا ایک دن معین و مقرر ہے ہم اسے تبدیل نہیں کر سکتے البتہ زندگی ہمارے اختیار میں ہے۔ زندگی کا بنانا یا بگڑنا، اس کا سنورنا بکھرنا ہمارے اختیار میں ہے۔ یہ ہم پر منحصر ہے کہ زندگی کے ہر گزرنے والے لمحات پر ہم غم و افسوس کرتے ہیں یا شکر گزاری کے احساس سے خوش ہوتے ہیں۔ اس لیے میری رائے ہے کہ سالگرہ کی تقریب میں ضرور شرکت کرنی چاہیے اور تحائف کا تبادلہ بھی کرنا چاہیے اس سے آپس میں محبت و یگانگت بڑھتی ہے۔

کچھ دن پہلے مجھے ایک سالگرہ کی تقریب میں جانا ہوا۔ یہ میری زندگی کی سب سے یادگار سالگرہ پارٹی تھی۔ دراصل اس تقریب سے مجھے کچھ سیکھنے کو ملا تھا۔ سالگرہ میں عموماً کیک کاٹا جاتا ہے، مبارک باد کے تبادلے ہوتے ہیں۔ کچھ لوگ اس موقع پر قرآن خوانی کرواتے ہیں اور آخر میں دعا مانگی جاتی ہے۔ ہر ایک کا اپنا اپنا انداز ہے۔ لیکن ابھی گزشتہ ہفتے مجھے جس سالگرہ میں شرکت کا موقع ملا، وہ اپنی نوعیت کے اعتبار سے سب سے منفرد سالگرہ تھی۔ دراصل ہماری سہیلی عائشہ کی 14 مارچ کو سالگرہ تھی۔ اگرچہ میرا ارادہ تھا کہ اسے سرپرائز دوں گی لیکن اس نے شاید وقت سے پہلے ہی بھانپ لیا تھا، اس لیے اس نے سب سہیلیوں کو خود ہی اپنی سالگرہ پر مدعو کیا۔ یہ پارٹی شہر کے سب سے مشہور ہوٹل میں انعقاد پذیر تھی۔ یہ اتوار کا دن تھا۔ سہیلی کو تحفہ میں دینے کے لیے ایک خوب صورت گھڑی اور پھولوں کا بوکے میں نے پہلے ہی خرید لیا تھا۔ شام 8 بجے کے قریب میں مقررہ جگہ پر پہنچ گئی۔ وہاں تمام سہیلیاں پہلے سے ہی موجود تھیں گویا صرف میرا ہی انتظار ہو رہا تھا۔ سب لڑکیاں پارلر سے خوب اچھی طرح تیار ہو کر آئی تھیں اور رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس تھیں۔ ہاتھوں میں خوب صورت گفٹ اور پھولوں کے بوکے لیے چہک رہی تھیں۔ کچھ لڑکیاں لان میں خوش گپیوں میں مشغول و منہمک نظر آ رہی تھیں جب کہ کچھ سیلفی بنانے میں مگن تھیں۔

ہوٹل انتظامیہ نے سالگرہ کے لیے ایک کمرا مخصوص کیا تھا جسے بڑی عمدگی سے سجایا گیا تھا۔ جیسے ہی ہم کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں کی سجاوٹ دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ کمرے کو خوب صورت پھولوں اور رنگ برنگے غباروں سے خوب سجایا گیا تھا۔ فرش پر پھولوں کا قالین بچھایا گیا تھا۔ عقبی دیوار پر بڑا سا انگریزی الفاظ میں Happy Birthday Ayesha لکھا تھا۔ ایک بڑی سی میز پر ایک خوب صورت سا ایک کیک بڑی عمدگی سے رکھا ہوا تھا۔ کیک پر بھی Happy Birthday Ayesha لکھا ہوا تھا۔ کیک کے ارد گرد آرائشی موم بتیاں روشن کی گئی تھیں۔ شام کا وقت، کمرے کی سجاوٹ، دوستوں کا ہجوم اور قہقہوں کی گونج نے ایک پُرلطف سماں باندھ دیا تھا۔ کئی ننھے منے بچے بھی اس تقریب میں مدعو تھے۔ جو رنگ برنگے کپڑوں میں ملبوس تتلیوں کی مانند دکھائی دے رہے تھے۔ تقریباً نو بجے تک تمام دیگر مہمان بھی پہنچ گئے تھے۔

بالآخر تالیوں کی گونج میں کیک کاٹا گیا۔ سب سہیلیوں نے مل کر عائشہ کو جنم دن کی مبارک باد دی اور اسے کیک کھلایا۔ میری ایک دوست عنبرین نے کیک کھلانے کی بجائے عائشہ کے منہ پر لگا دیا۔ اس کے بعد سب نے عائشہ کو تحائف دینا شروع کر دیے۔ کسی نے

میں گھڑی دی، کسی نے پرفیوم، کسی نے پرس، کسی نے سوٹ، کسی نے قلم اور کسی نے ڈائری، الغرض سب نے اپنی بساط اور پسند کے مطابق تحفہ دیا۔ میں نے بھی پھولوں کا بوکے اور گھڑی تحفہ میں دی۔ لڑکیوں نے یادگار کے طور پر اپنے اپنے موبائل کیمروں میں تصاویر اور ویڈیوز بنانی شروع کیں۔ کیک کھانے اور کھلانے سے فرصت ملی تو سب سہیلیوں نے عائشہ سے کلامِ اقبالؒ سنانے کی فرمائش کی۔ جسے اس نے بخوشی قبول کر لیا اور مائیک تھام کر کلامِ اقبال سنانا شروع کیا:

گل زارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ — ہے دیکھنے کی چیز اسے بار بار دیکھ
آیا ہے تو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ — دم دے نہ جائے ہستیِ ناپائیدار دیکھ
مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں — تو میرا شوق دیکھ مرا انتظار دیکھ

عائشہ کا ترنم بہت خوب صورت تھا۔ تبھی ایک سہیلی نے نظم سنانے کی خواہش کی تو مائیک ان کی جانب بڑھا دیا گیا۔ انھوں نے عائشہ کے لیے ایک معروف شاعر ندیم رضا فاروق کی نظم سنائی جس کے چند اشعار درج ذیل ہیں:

آباد رہے دل کا حرم تیرے ہمیشہ — خوشیوں کے ترے دل میں رہیں ڈیرے ہمیشہ
دکھ درد کوئی رنج و الم ہو نہ مقدر — اپنوں کو کبھی کھونے کا غم ہو نہ مقدر
دنیا کے مصائب کبھی آفات نہ دیکھے — ہو جیت مقدر میں سدا، مات نہ دیکھے
دل کی ہے دعا خاص تری سالگرہ پر — تحفہ ہے یہی میرے پاس تری سالگرہ پر

ایک سہیلی سے درخواست کی گئی کہ سالگرہ کے اس یادگار موقع پر کچھ نصیحت آموز باتیں ہو جائیں تو کیا مضائقہ ہے۔ چناں چہ انھوں نے ایک مختصر سی تقریر کی جس میں مجھے بہت کچھ سیکھنے کو ملا۔ انھوں نے کہا سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہونا چاہیے کہ آج ہم سب سہیلیاں مل کر اپنی سہیلی کی خوشی میں شریک ہیں۔ ہماری سہیلی اپنی زندگی کی بیسویں بہار سے لطف اندوز ہو رہی ہیں۔ خوشیاں شوق سے منائیے لیکن اپنا اپنا محاسبہ بھی کیجیے۔ اپنی خامیوں کو تسلیم کرتے ہوئے ان سے نجات پانے کے لیے اپنے ساتھ چند وعدے کریں کہ میں آج تک جو کچھ کرتی رہی ہوں اب نہیں کروں گی۔ سب سے پہلے ڈائری میں اپنی کم از کم پانچ خامیاں نوٹ کریں جو خود آپ کے نزدیک آپ کی شخصیت میں بڑا عیب ہیں اور جن سے چھٹکارا حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ پھر خود سے عہد کریں جو باقاعدہ ڈائری میں درج ہو کہ ان پانچ بری عادات سے چھٹکارا حاصل کرنا میری زندگی کا مقصد ہے اور میں دل و جان سے تمام توانائیاں خرچ کر کے ان سے پیچھا چھڑاؤں گی۔ اس کے ساتھ ہی پانچ اچھی باتیں بھی درج کر لیجیے کہ ان پانچ اچھی عادات کو میں ضرور اپناؤں گی۔ مثلاً: عہد کیجیے کہ میں آج کے بعد غصہ نہیں کروں گی۔ میں وقت ضائع نہیں کروں گی۔ نوٹ کیجیے کہ میں اپنے ساتھ عہد کرتی ہوں کہ ہمیشہ اپنا کام دیانت داری سے انجام دوں گی۔ دوسروں سے سلام میں پہل کروں گی۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہر انسان کی اپنی زندگی اور اپنی کہانی ہے اس کے مطابق ہر شخص اپنی پانچ بری عادات اور پانچ اچھی عادات خود ہی نوٹ کر لے۔

تھوڑی دیر بعد کھانے کا انتظام ہو گیا۔ سب لوگ کھانا کھانے میں مصروف ہو گئے۔ تقریب کے اختتام پر عائشہ نے ہم سب سہیلیوں کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ تمھاری شرکت نے میری خوشیوں کو دوبالا کر دیا۔ اب رات کے 11 بج چکے تھے۔ وقت گزرنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ میں نے عائشہ سے اجازت چاہی اور واپسی کی راہ لی۔

11 "جلسہ تقسیم اسناد و انعامات" کی روداد

(گوجرانوالہ 2005، لاہور 11 ,2002، ڈیرہ غازی خان 2023-2010، بہاول پور 17 ,2012، سرگودھا بورڈ 2023-17، گوجرانوالہ 2023-2019)

مارچ کا مہینا کالج کے تعلیمی سال میں غیر نصابی سرگرمیوں کے حوالے سے اہم سمجھا جاتا ہے کیوں کہ اس مہینے میں تمام نصابی و غیر نصابی سرگرمیوں میں کامیابی حاصل کرنے والے طلبہ و طالبات میں انعامات تقسیم کرنے کے لیے تقریبات کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ جلسہ تقسیم انعامات و اسناد کا دن گویا روزِ جزا کا ہوتا ہے۔ ہر طالب علم کو اس کی محنت کے عوض انعام و اعزاز سے نوازا جاتا ہے، طلبہ انھیں رشک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ مارچ کا مہینا سالِ دوم اور سالِ چہارم کے لیے انتہائی مصروفیت کا مہینا ہوتا ہے اور کالج سے ان کے الوداع ہونے کا وقت بھی قریب آ رہا ہوتا ہے۔

ہمارے کالج میں ہر سال کی طرح اس سال بھی یہ جلسہ 25 مارچ کو ہو رہا تھا۔ اس کی صدارت کے لیے ڈائریکٹر کالجز بہاول پور کو دعوت دی گئی تھی۔ کالج کے نوٹس بورڈ پر اس خوش خبری کا نوٹس چسپاں ہوتے ہی طلبہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ جلسے کے انعقاد سے چند دن قبل ہی

کالج کے اساتذہ اور نمایاں طلبہ اس کے انتظامات میں مگن تھے۔ کالج کو دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ کالج کے مین گیٹ سے ہال تک رنگ برنگی جھنڈیوں اور بینرز سے سجا ہوا راستہ ہر آنے والے پر ایک اچھا تاثر ڈال رہا تھا۔

کالج ہال کو بھی خوب صورتی سے مزین کیا گیا تھا۔ ہال کے اندر اور باہر خوب صورت اقوال اور اشعار سے آراستہ بینرز اور چارٹ لگائے گئے تھے۔ اسٹیج کو بھی نہایت خوب صورتی اور قرینے سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج پر ایک کراؤن چیئر اور اس کے دائیں بائیں مزید چار کرسیاں رکھی گئی تھیں۔ میز پر بڑے قرینے سے خوب صورت اور تازہ گلاب کے پھولوں کے گل دستے رکھے ہوئے تھے۔ جن میں مہکتے ہوئے پھول بہار دکھا رہے تھے۔ انچارج تقریبات و ممبران اور پرنسپل صاحب نے طلبہ کو ایک دن قبل ہی کالج ہال میں اکٹھا کر کے سمجھا دیا تھا کہ جلسے میں بھرپور نظم و ضبط کا مظاہرہ کرنا ہے اور صاف ستھرے کپڑے پہن کر آنے کی تاکید کی تھی۔ چناں چہ تمام طلبہ صاف ستھرے کپڑوں میں ملبوس ہال میں بیٹھے مہمانِ خصوصی اور صدرِ تقریب کا انتظار کر رہے تھے۔ شوقِ انتظار صرف طلبہ کو ہی نہ تھا بلکہ پرنسپل سمیت اساتذہ بھی ہمہ تن انتظار تھے۔ تمام پروفیسر صاحبان نے سیاہ گاؤن پہن رکھے تھے جن میں وہ زیادہ پروقار نظر آ رہے تھے۔

دس بجے کے قریب تمام پروفیسر صاحبان پرنسپل آفس کے سامنے استقبال کے لیے قطار بنا کر کھڑے ہو گئے ٹھیک دس بج کر پندرہ منٹ پر ایک خوب صورت گاڑی کالج میں داخل ہوئی اور گاڑی میں سے ڈائریکٹر صاحب تشریف لائے۔ پرنسپل صاحب نے چند قدم آگے بڑھ کر ڈائریکٹر صاحب کے گلے میں گوٹے کا ہار ڈالا۔ پھر دونوں نے گرم جوشی سے مصافحہ کیا۔ اس کے بعد پرنسپل صاحب کے ہمراہ ڈائریکٹر صاحب اساتذہ کرام کی طرف آئے اور ہر ایک سے مسکرا کر ہاتھ ملایا۔ پرنسپل صاحب نے ہر پروفیسر کا تعارف بھی کرایا۔

تعارف اختتام پذیر ہوا تو ڈائریکٹر صاحب پرنسپل صاحب کے ہمراہ کالج ہال کی طرف آئے۔ ان کے پیچھے اساتذہ بھی ہال میں داخل ہوئے۔ سب طلبہ انھیں خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے ہو گئے کیوں کہ ان کی آمد کا انتظار وہاں پر موجود ہر فرد کو تھا چناں چہ سب نے بڑی خوش دلی سے تالیاں بجا کر ان کا استقبال کیا اور وہ اپنی مطلوبہ نشست پر تشریف فرما ہوئے۔

چند ساعتوں کے بعد جلسے کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے اسٹیج سیکرٹری پروفیسر محبوب ستار نے ڈائریکٹر صاحب کو کرسیِ صدارت پر جلوہ افروز ہونے کی دعوت دی۔ وہ تالیوں کی گونج میں کرسیِ صدارت پر جلوہ افروز ہوئے۔ پرنسپل صاحب ان کے قریب والی کرسی پر براجمان ہو گئے۔

اسٹیج سیکرٹری پروفیسر محبوب ستار نے رسمی کارروائی کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے تلاوتِ کلام پاک کے لیے سال دوم کے طالب علم حافظ محمد بلال کو دعوت دی۔ جنھوں نے اپنی خوب صورت اور دل نشین آواز سے حاضرینِ محفل پر سحر طاری کر دیا۔ اس کے بعد نعت رسول مقبول ﷺ کے لیے محمد ظفر تشریف لائے۔ جنھوں نے اپنی خوب صورت اور پرسوز آواز سے حاضرین محفل کے دل لوٹ لیے۔ جذبوں کو پختہ کیا اور جذبۂ عشقِ رسول کو مزید گرما دیا۔

نعت رسول مقبول ﷺ کے بعد پرنسپل صاحب نے کالج کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹ پیش کی۔ اس کے بعد سٹیج سیکرٹری پروفیسر محبوب ستار نے ڈائریکٹر صاحب سے درخواست کی کہ وہ طلبہ میں انعامات تقسیم کریں۔ چناں چہ ڈائریکٹر صاحب ڈائس کے قریب کھڑے ہو گئے اور خوش نصیب طالب علم سے ہاتھ ملاتے اور اس کے ہاتھ میں انعام دے دیتے۔ طالب علم انعام حاصل کر کے تالیوں کی گونج میں واپس آ جاتا۔ انعامات کا سلسلہ تقریباً آدھ گھنٹے سے زیادہ دیر تک جاری رہا۔ جب یہ سلسلہ اختتام کو پہنچا تو ڈائریکٹر صاحب اپنی کرسی پر جلوہ افروز ہوئے۔

بعد ازاں اسٹیج سیکرٹری پروفیسر محبوب ستار نے مائیک پرنسپل صاحب کے حوالے کیا جنھوں نے کامیاب طلبہ کو مبارک باد دی اور ان کے بہتر مستقبل کے لیے دعا کی اور اساتذہ کی کارکردگی کو خراجِ تحسین پیش کیا۔ پرنسپل صاحب نے ڈائریکٹر صاحب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنی مصروفیات میں سے وقت نکال کر تشریف لائے۔ اس کے بعد جلسے کے اختتام کا اعلان کیا گیا۔ اساتذہ کرام ڈائریکٹر صاحب کو لے کر سٹاف روم میں چلے گئے۔ جہاں ان کے لیے پرتکلف چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یوں یہ یادگار تقریب بحسن و خوبی اختتام پذیر ہوئی۔

12 سبزی منڈی سے خریداری کی روداد

سبزی منڈی سے خریداری کسی فن سے کم نہیں ہے۔ کفایت شعار لوگ ہفتہ بھر کے لیے سبزی منڈی سے پھل اور سبزیاں خریدتے ہیں۔ انھیں فریزر میں رکھ کر تمام ہفتہ سکون کا سانس لیتے ہیں۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ ضرورت کی چھوٹی چھوٹی اشیا کے لیے بار بار مارکیٹ نہیں جانا پڑتا۔ دوسرا اکٹھی چیزیں خریدنے سے چیزیں سستی بھی مل جاتی ہیں۔ اس طرح دہرا فائدہ ہوتا ہے۔ چناں چہ کفایت شعار لوگ سبزیوں اور پھل کی خریداری کے لیے ہمیشہ سبزی منڈی کی جانب رخ کرتے ہیں۔

خان پور کی سبزی منڈی پاکستان بھر میں مشہور ہے۔ یہاں دور و نزدیک سے خوانچہ فروش خریداری کے لیے آتے ہیں۔ صبح سے شام تک کسی لمحہ بھی یہاں رش کم ہونے کو نہیں آتا۔ خصوصاً جمعہ اور اتوار کے دن یہاں تل دھرنے کو جگہ نہیں ہوتی۔ دراصل جمعہ اور اتوار کو خوانچہ فروشوں کے علاوہ بہت سے عام افراد بھی خریداری کے لیے تشریف لاتے ہیں۔ اس اتوار میں نے بھی سبزی منڈی سے خریداری کا ارادہ کیا۔ دراصل ماہِ رمضان شروع ہونے والا تھا اس لیے میں نے سوچا کیوں نا ضرورت کی اشیا اکٹھی خرید لی جائیں۔ روزے میں بار بار مارکیٹ بھی جانا نہیں پڑے اور اکٹھی چیزوں میں برکت بھی بڑھ جاتی ہے۔ چناں چہ علی الصبح منڈی کی جانب روانہ ہو گیا۔ موسم بڑا خوش گوار تھا۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ آج پہلی بار منڈی سے خریداری کرنا تھی اس لیے خوشی کا احساس بھی ہو رہا تھا۔ لیکن جوں ہی منڈی کے صدر دروازے پر پہنچا تو وہاں رش دیکھ کر میرے ہوش اُڑ گئے۔ ایسا لگتا تھا گویا سبزیاں مفت تقسیم ہو رہی ہیں اور سارا شہر اپنا حصہ وصول کرنے کے لیے یہاں اُمڈ آیا ہے۔ بالآخر خدا خدا کر کے منڈی میں داخل ہوا۔ منڈی میں داخل ہوتے ہی چاروں اطراف سے آڑھتیوں کی کان پھاڑ آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"تازہ اور سستا مال۔۔۔ لے جاؤ۔۔۔ لے جاؤ۔ دوبارہ ایسا نہیں ملے گا"

"نہری پانی کی صاف ستھری سبزی"

"صرف پانچ سو کا ایک دھڑی۔۔۔ ارے بھائی صاحب صرف پانچ میں لے جاؤ۔۔۔ سستا ہو گیا۔۔۔"

"دانے بھرے مٹر۔۔۔۔ چھ سو روپے دھڑی۔۔۔"

ایک صاحب بڑے ترنم سے گا رہے تھے:

آلو لے لو، گوبھی لے لو، لے لو لال ٹماٹر — مولی بھی ہے، پالک بھی ہے لال لال ہے گاجر
دھنیا اور پودینہ لے لو، لے لو ادرک لہسن — ٹنڈے، لوکی اور چقندر اُودے اُودے بینگن
نیبو، پیاز اور مولی بھی ہے، ہری ہری ہیں مرچیں — چٹنی بناؤ، جیسے کھاؤ، جو بھی آئے جی میں
سب سے بہتر سب سے عمدہ رب کی نعمت سبزی — مزے مزے سے کھاؤ جو بھی، صحت بنائے سب کی

ان کی آواز کسی ماہر گلوکار سے کم نہ تھی۔ امید واثق تھی کہ اگر وہ سبزی فروش نہ ہوتے تو گلوکاری میں بڑا نام کماتے۔ سب سے زیادہ ہجوم انھی صاحب کے گرد جمع تھا۔

ایک جانب دیکھا تو ایک ہجوم دکھائی دیا جیسے کوئی تماشا ہو رہا ہو۔ میں اس جانب بڑھا تو دیکھا ایک اونچے سے چبوترے پر ایک لحیم شحیم آدمی بیٹھا ہے اور بڑے زور و شور سے ہاتھ لہرا لہرا کر پکار رہا ہے:

"بارہ سو۔۔ ایک۔۔۔ بارہ سو۔۔۔ دو۔۔۔ بارہ سو۔۔۔ تین۔۔۔"

اس کے قریب ہی ایک مزدور سر پر تہ بہ تہ کیلوں کا لنگر لیے کھڑا تھا۔ گویا وہ کیلوں کی نمائش کروا رہا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہاں کیلوں کی بولی لگائی جا رہی ہے۔ ہجوم میں سے کسی نے ہاتھ بلند کر کے پندرہ سو پکارا تو وہ آدمی اب پندرہ سو۔۔۔ ایک۔۔۔ پندرہ سو۔۔۔ دو۔۔۔ پندرہ سو۔۔۔ تین۔۔۔ پکارنے لگا۔ تبھی ہجوم سے کسی نے سولہ سو پکارا تو اب وہ سولہ سو۔۔۔ ایک۔۔۔ سولہ سو دو۔۔۔ سولہ سو تین۔۔۔ پکارنے لگا۔ بالآخر جب ہجوم میں سے کسی نے مزید دام نہ بڑھائے تو اس شخص نے کیلوں کا وہ لنگر سولہ سو روپے کے عوض یہ کہتے ہوئے اس کی جانب بڑھا دیا۔ "مبارک ہو۔ مبارک ہو۔ جگہ جگہ اس طرح کے مناظر دیکھنے کو ملے۔ اگرچہ یہ ایک پُرلطف نظارا تھا اور اتنے میں رش اور دھکم پیل میں مجھے زیادہ دیر کھڑے رہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ چناں چہ میں آگے بڑھ گیا۔ یہاں مختلف قطاروں میں لوگ سبزیوں کے سٹال لگائے بیٹھے تھے۔ کہیں آلوؤں کو ڈھیر لگا تھا تو نہیں پیازوں کا پہاڑ دکھائی دے رہا تھا۔ ایک طرف گوبھی سے بھرے ٹرک کھڑے تھے، جن سے گوبھی اتاری جا رہی تھی۔ دوسری جانب گاجر اور مولیوں سے بھری ٹرالیاں کھڑی تھیں۔ بعض لوگ دکانوں میں سبزیاں سجائے بیٹھے تھے، بعض لکڑی کے پھٹوں پر، جب کہ کچھ لوگ نیچے زمین ہی پر کپڑا بچھا کر سبزیاں رکھے ہوئے تھے۔ الغرض یہاں ہر طرح کے سٹال تھے اور ہمہ قسم کی سبزیاں تھیں۔ ایک چیز کی کئی کئی اقسام تہ بہ تہ چنی ہوئی تھیں۔ مہنگی، سستی اور درمیانی درجہ کی غرض ہر طرح کی ورائٹی کثیر تعداد میں یہاں دستیاب تھی۔ کچھ بے موسمی سبزیاں بھی یہاں دیکھنے کو ملیں۔ معلوم ہوا کہ وہ باہر کے علاقوں سے درآمد کی گئی تھیں۔

میں کوئی ایسی جگہ ڈھونڈ رہا تھا جہاں رش کم سے کم ہو۔ چناں چہ تلاش بسیار کے بعد آخر ایک ایسی جگہ مل ہی گئی۔ میں نے ایک سٹال سے ڈھائی کلو پیاز اور پانچ کلو آلو خریدے۔ ایک دوسرے سٹال سے دو کلو گوبھی، دو کلو مٹر خریدے۔ ایک سٹال پر شملہ مرچ بہت عمدہ نظر آ رہی تھی۔ ایک

کلو وہ خرید لیں۔ایک جگہ سے پالک، شلجم اور کچنار خریدا۔ کچنار اگرچہ مہنگا تھا لیکن بہت عمدہ اور تازہ دکھائی دے رہا تھا۔ چناں چہ میں خریدے بغیر رہ نہ سکا۔ایک جگہ سے ایک کلو ٹماٹر، لہسن، ادرک اور دھنیے کا ایک بنڈل خریدا۔ یہاں گاجریں بہت سستی اور اعلیٰ کوالٹی کی مل رہی تھیں تو میں نے گاجر کی ایک پوری بوری خرید لی کہ جوس پئیں، گجریلا بنانے اور سلاد میں کام آجائیں گی۔اس کے ساتھ پانچ کلو کھیرے بھی خرید لیے۔ چلتے چلتے پانچ کلو مالٹے، دو کلو سیب، دو کلو خربوزے اور تین کلو کھجوریں بھی خرید لیں کہ رمضان میں افطاری کے لیے یہ سب ضروری ہوگا۔ یہاں پھل اور سبزیاں بہت عمدہ تھیں، جنھیں دیکھ کر ہی دل خوش ہو جاتا تھا۔ جی چاہتا تھا کہ ہر ورائٹی کی ایک ایک چیز خرید لوں لیکن اب سامان اتنا جمع ہو گیا تھا کہ اٹھانے کی ہمت نہ تھی اور جیب بھی اجازت نہ دیتی تھی۔ سورج سر پر آ پہنچا تھا اور گرمی کی شدت بھی بڑھ گئی تھی۔ چناں چہ اب میں نے خریداری موقوف کر کے واپسی کا رخ کیا۔ اگرچہ مجھے خریداری کا کوئی خاص تجربہ نہیں تھا لیکن پھر بھی معقول ریٹ پر خریداری کر لی تھی۔ گھر پہنچ کر میں بہت خوش تھا۔ ہفتہ بھر کے لیے تازہ اور سستی سبزی میسر آ گئی تھی۔ گھر آ کر حساب لگایا تو ہر چیز میں تیس سے پچاس روپے فی کلو کے حساب سے بچت ہوئی تھی۔ سبزی منڈی سے خریداری کا پہلا تجربہ تھا لیکن اتنا شان دار تھا کہ اب میں نے دل میں تہیہ کر لیا کہ آیندہ ہر اتوار کو سبزی منڈی ہی سے خریداری کیا کروں گا۔

13 کسی یادگار سفر کی روداد

(ڈیرہ غازی خان، ملتان بورڈ 2017)

یہ حقیقت ہے کہ ثقافتی وتہذیبی روایات کے علاوہ فنِ تعمیر بھی معاشرتی ترقی کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ خطے میں موجود تاریخی عمارات تعمیراتی کلچر کی مظہر ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں زندہ قومیں اپنی تہذیب وثقافت سے پہچانی جاتی ہیں اور جو قومیں اس کی حفاظت نہیں کرتیں، انھیں زوال پذیر ہونے میں دیر نہیں لگتی۔ کسی بھی مخصوص علاقے کی ثقافت وہاں کی تہذیب کی آئینہ دار ہوتی ہے۔ تاریخی عمارات، عرس اور مخصوص حوالوں سے منعقدہ میلے وہاں کی ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ یہ میلے اور عرس مذہب سے عقیدت اور اپنے اولیا کرام سے عقیدت واحترام کا بھی پتا دیتے ہیں۔

پچھلے دنوں گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین خان پور کا ٹرپ تفریحی دورے پر ملتان روانہ ہوا۔ جس میں سوشل ورک کی طالبات کا مطالعاتی اور تفریحی ٹرپ تھا۔ مدینۃ الاولیا ملتان، اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ تاریخی اعتبار سے اس کی عظمت کا اعتراف دنیا بھر میں کیا جاتا ہے۔ اس دھرتی پر سیکڑوں اولیا مدفون ہیں۔ جنھوں نے خطے کے لوگوں کو اسلام کی روشنی سے منور کرتے ہوئے جہالت کی تاریکی کو دور کیا۔ اولیا کرام کے مزارات فنِ تعمیر کا خوب صورت نمونہ ہیں۔ ان مزارات کی وجہ سے ملتان کی ثقافت کو عروج حاصل ہوا۔ صدیوں پرانی عمارات کی تزئین وآرائش کے باعث یہ فن آج بھی زندہ ہے۔

ہم اپنی پروفیسر سمیرا اصغر صاحبہ اور پروفیسر عظمیٰ اطہر صاحبہ کے ہمراہ قلعہ قاسم باغ پہنچے۔ سب سے پہلے حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی کے مزار کی زیارت کا موقع ملا۔ 53 فٹ بلند اس مزار کو دیکھ کر اس کی خوب صورت نقاشی اور اس میں جھلکتی ثقافت میں ہی کھو کر رہ گئے۔ جب پروفیسر سمیرا اصغر صاحبہ اور پروفیسر عظمیٰ اطہر صاحبہ نے "شاہ رکن عالم" کے مزار کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا تو ہم اپنے دل میں محبت و عقیدت کے جذبات واحساسات لیے وہاں سے روانہ ہوئے۔ وہاں ایک اور خوب صورت اور دل میں گھر کرنے والی ثقافت لیے مقبرۂ مبارک موجود تھا۔ قدم قدم پر انتہائی خوب صورت عمارتیں اپنی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے ماضی کے لوگوں کی اپنی ثقافت وتہذیب میں دل چسپی کو عیاں کر رہی تھیں۔

چوں کہ اس دن "حضرت شاہ رکن عالم" کا عرس مبارک تھا، اس لیے ہر طرف بھیڑ تھی اور معتقدین وزائرین کا بھی ہجوم تھا۔ جس وقت ہم وہاں پہنچے، گدی نشین محترم جناب "شاہ محمود قریشی" خطاب فرما رہے تھے۔ ہم نے کچھ دیر وہاں ٹھہر کر ان کی باتوں کو سنا۔ ہر طرف ملکی حالات کے پیش نظر سیکیورٹی الرٹ تھی۔ اس منظر سے لطف اندوز ہوتے ہوئے شام ہوئی اور ہم اپنے ٹھکانوں کو سدھارے۔ اگلے دن ہماری رہائش گاہ سے کچھ فاصلے پر ثقافتی میلے کا انعقاد تھا۔ جوں ہی ہمیں یہ خبر پہنچی ہم پروفیسر سمیرا اصغر صاحبہ اور پروفیسر عظمیٰ اطہر صاحبہ کو وہاں لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ وہاں جا کر ملتان کی ثقافت کی جھلک دیکھ کر ہم پر ملتان اور زندہ دلان ملتان کا ایک اور خوب صورت پہلو عیاں ہوا۔ ملتان جتنا قدیم ہے اتنی ہی پرانی اس کی ثقافت ہے۔ ملتانی کھسہ، ملتانی چادر، ملتانی چپل، سوہن حلوہ، ہاتھ سے بنے ہوئے برتن اور خوبصورت اجرکیں، ٹوپیاں، قمیص، دریاں، لباس، غرض ہر سٹال پر ملتان کی ثقافت ہمارے سامنے عیاں تھی۔ خیر ہم نے ایک کھسہ، ایک چادر، کچھ مٹی سے بنے نقاشی والے برتن لیے اور "عبدالودود" کا ملتانی سوہن حلوہ خریدا۔ خوب صورت تاریخی مقامات عہد رفتہ کی یادیں تازہ کرتے ہیں۔ ان لمحات میں ہمیں محمد بن قاسم یاد آئے، جنھوں نے دیبل سے ملتان تک کا علاقہ اپنی فتوحات سے زیر نگیں کیا تھا۔ چند ساعتوں کے بعد مریم لئیق نے پیغام دیا کہ میڈم سمیرا اصغر صاحبہ اور میڈم عظمیٰ اطہر صاحبہ سب کو واپسی کے لیے بلا رہی ہیں۔

سرزمینِ اولیا ملتان میں ہمارا قیام تقریباً تین دن رہا اور ہم ملتان کی لازوال یادیں دل میں سمیٹے اپنے شہر خان پور پہنچے۔ یوں ایک خوب صورت پر لطف و پر کیف سفر کا اختتام ہوا اور چوتھے دن ہم اپنے گھروں میں پہنچ چکے تھے۔

14 ہسپتال میں مریض کی عیادت کی روداد

اس میں کوئی شک نہیں کہ صحت اور بیماری انسانی زندگی کا حصہ ہیں۔ انسان کبھی بھرپور صحت سے لطف اندوز ہوتا ہے تو کبھی دورِ غم والم، دکھ درد اور مختلف بیماریوں میں مبتلا ہوتا ہے۔ جس طرح اسلام ہمیں اپنے مسلمان بھائیوں کی خوشیوں میں شریک ہو کر انھیں دوبالا کرنے کی ہدایت کرتا ہے، اسی طرح غم اور بیماری کی کیفیت میں وہ ہمیں دوسروں کی غم خواری کرنے اور ان سے ہمدردی کرنے کی ترغیب دیتا ہے۔ دوسروں کے درد کو اپنا درد سمجھنے اور اُن کا احساس کرنے کی حقیقی تصویر عیادت ہی کی صورت میں نظر آتی ہے۔ چناں چہ اسلامی اخلاقیات میں مریض کی عیادت اہم جزو ہے۔ ایک مسلمان کا دوسرے پر حق ہے کہ جب وہ بیمار پڑ جائے تو اس کی عیادت کی جائے۔ بقول شاعر:

کوئی روتا ہوا چہرہ ہنسا دینا عبادت ہے   دلِ غمگین کی ڈھارس بندھا دینا عبادت ہے

گزشتہ روز مجھے معلوم ہوا کہ میرے ایک عزیز دوست عبدالجبار سخت بیمار ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں۔ ہم بچپن سے ایک ساتھ پڑھتے رہے ہیں۔ لیکن جب وہ شہر کے ایک بڑے کالج میں پڑھنے لگے، میری اور ان کی ملاقات بہت کم ہو گئی تھی۔ اب اچانک معلوم ہوا کہ وہ سخت بیمار ہیں تو مجھے بے حد تشویش ہوئی۔ چناں چہ پہلی فرصت میں ان کی عیادت کے لیے روانہ ہو گیا۔ راستے میں ایک پھل فروش سے دو کلو عمدہ سیب اور دو درجن کیلے خریدے اور ایک گل فروش سے پھولوں کا گلدستہ تیار کروایا۔ عبدالجبار شہر کے ایک معروف سرکاری ہسپتال میں داخل تھے۔ میں جوں ہی ہسپتال میں داخل ہوا تو یہاں کا ماحول دیکھ کر دل پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی۔ ہر جگہ مریضوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ ایسا لگتا تھا گویا سارا شہر ہی بیمار ہے اور علاج کے لیے یہاں اُمڈ آیا ہے۔ مختلف بیماریوں میں مبتلا مریضوں کو دیکھ کر اپنی تندرستی اور صحت مندی پر دل شکر گزاری کے احساس سے بھر گیا اور زبان پر بے ساختہ کلمۂ شکر جاری ہو گیا۔

یہاں ہر طرح کے مریض تھے کوئی بنچ پر سر ہاتھوں میں تھامے بیٹھا تھا۔ کوئی پیٹ پر ہاتھ رکھے درد کو سہلانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کوئی اسٹریچر پر کراہتا ہوا جا رہا تھا۔ کوئی وہیل چیئر اپنی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر پلستر چڑھائے بیٹھا تھا۔ کوئی کسی کونے میں بیٹھا الٹیاں کر رہا تھا۔ الغرض ہسپتال میں داخل ہوتے ہی دل بہت خراب ہوا ایک بار تو جی میں آئی کہ یہیں سے واپس لوٹ جاؤں۔ لیکن پھر عبدالجبار کی دوستی آڑے آ گئی۔ چناں چہ میں استقبالیہ کی جانب بڑھا اور وہاں سے عبدالجبار کے بارے میں معلوم کیا۔ استقبالیہ پر موجود خاتون نے مجھے ایک وارڈ کی جانب اشارہ کیا۔ میں وارڈ میں پہنچا تو دیکھا دو رویہ قطاروں میں مریضوں کے بیڈ لگے تھے۔ عبدالجبار بھی ایک درمیانی بیڈ پر موجود تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ کھل اٹھا۔ گویا جان میں جان آ گئی۔ میں نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور انھیں لیٹے رہنے کی تلقین کی۔ میں نے طبیعت کے بارے میں پوچھا تو اس کی زبان سے بے ساختہ غالب کا یہ شعر نکلا:

اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق   وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

اس برمحل شعر پر میں مسکرا دیا۔ میں نے پھول اور پھل اس کے حوالے کیے اور اس سے بیماری کے متعلق پوچھا۔ معلوم ہوا کہ اسے جگر کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے۔ ڈاکٹر کے مطابق بہت زیادہ جنک فوڈ اور تلی ہوئی بازاری چیزیں کھانے کے باعث جگر متاثر ہوا ہے۔ میں نے اسے مزید بتایا کہ اپنے پینے کا پانی پر بھی خصوصی دھیان دو۔ آلودہ پانی پینے کے باعث بھی جگر ہیپاٹائٹس جیسے موذی مرض کا شکار ہو جاتا ہے۔ حفظانِ صحت کے اصولوں کا خیال رکھو۔ صاف ستھری غذا کھاؤ اور پھلوں کا استعمال ضرور کرو۔ بازاری اور پروسیسڈ فوڈ کھانا ترک کر دو۔ میں نے اس کی باتوں سے محسوس کیا کہ وہ زندگی سے مایوس ہو چکا ہے۔ اس کے چہرے پر بھی مُردنی چھائی ہوئی تھی۔ دراصل اسی وارڈ میں آج صبح ایک مریض جان کی بازی ہار گیا تھا۔ جس کا عبدالجبار کے دل پر بہت گہرا اثر ہوا تھا۔ میں نے محبت سے اس کا ہاتھ تھاما اور اسے تسلی دی کہ فکر نہ کرو تم بہت جلد صحت یاب ہو جاؤ گے۔ تمھارا علاج کرنے والے ڈاکٹر ایک ماہر پروفیسر ہیں۔ ان کی ہدایات پر مضبوطی سے کاربند رہو۔ ان شاء اللہ تم بہت جلد شفایاب ہو جاؤ گے۔ میں نے وارڈ کی دیوار پر آویزاں ایک قرآنی آیت کی طرف اسے متوجہ کیا۔ جہاں لکھا تھا:

"وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ"   (سورہ شعراء80)

"اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے"

مزید براں میں نے اسے بتایا کہ بیماریاں ہماری آزمائش کے لیے آتی ہیں۔ یہ ہمیں گزشتہ زندگی پر متوجہ کرنے کا باعث بنتی

ہیں۔ بستر پر رہتے ہوئے مریض خدا کے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ دنیا کی مصروفیات میں ہم خدا کو بھول جاتے ہیں اور اس کے احکامات سے غافل ہو جاتے ہیں۔ خدا اپنے بندوں کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لیے مختلف بیماریوں، غموں اور مصیبتوں میں مبتلا کر دیتا ہے۔ یہی وہ موقع ہوتا ہے جب انسان خلوصِ دل کے ساتھ خدا کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے۔ خود احتسابی اور اپنا محاسبہ کرتا ہے اور اپنی آئندہ کی زندگی بہتر کرنے کا عہد کرتا ہے۔ بیماریاں اور تکلیفیں مسلمان کے گناہوں کا کفارہ بھی ہوتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب مسلمان کو کسی بیماری یا کسی اور سبب کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ اس کثرت سے معاف فرما دیتا ہے جیسے خزاں میں پتے جھڑتے ہیں۔'' (ترمذی:966)

اسی طرح ایک اور جگہ فرمایا:

''مومن کو کوئی کانٹا بھی چبھے تو اللہ اس کے بدلے میں اس کا گناہ معاف فرما دیتا ہے۔'' (ترمذی:965)

میری باتوں سے عبد الجبار کی ہمت بندھی اور اس کے چہرے پر طمانیت چھا گئی۔ بے ساختہ اس نے میرا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا۔ کہنے لگا میں تمھارا شکر گزار ہوں، تمھاری باتوں نے مجھے امید دلا دی اور میرا حوصلہ بڑھا دیا۔ ورنہ کچھ ایسے عیادت کرنے والے بھی ہوتے ہیں، جن کے اندازِ پرسش سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیماری ایک سنگین جرم ہے۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر صاحب معمول کے معائنہ کے لیے آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب میرے والد کے دوست نکلے۔ میں نے انھیں اپنے دوست کا تعارف کروایا اور ان سے درخواست کی کہ اس پر خصوصی شفقت فرمائیں۔ ڈاکٹر صاحب بہت مہربان شخصیت تھے، انھوں نے ہمیں تسلی دی کہ پریشانی کی کوئی بات نہیں ایک ہفتہ کی دوا اور پرہیز سے یہ مکمل صحت یاب ہو جائیں گے۔

وقت کافی ہو چکا تھا۔ اس لیے اب میں نے اپنے دوست سے رخصت چاہی۔ اسے ڈھیروں دعائیں دے کر میں واپس آ گیا۔

15 داخلے کے بعد کالج میں گزارے پہلے دن کی روداد

غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا

میٹرک پاس کرنے کے بعد انسان اپنی عمر کے اس دور میں قدم رکھتا ہے جسے شاعروں نے مرادوں کے ایام کہا ہے۔ زندگی کی انجانی امنگیں یلغار کرتی ہوئی قلبِ انسانی سے اٹھتی ہیں اور پوری شخصیت کو فتح کر لینا چاہتی ہیں۔ زندگی میں کچھ کرنے اور کچھ کر کے دکھانے کے ولولے پیدا ہوتے ہیں۔ وقت کے گہرے دبیز پردے کے پیچھے چھپا ہوا مستقبل آنکھوں میں جگمگا اٹھتا ہے۔ وہ خوش نصیب جنھیں تعلیم حاصل کرنے کی توفیق ملتی ہے، اپنے اس سفر میں ایک نئی منزل سے ہم کنار ہوتے ہیں۔ کالج میں پہلا دن اس انجانی دنیا کا پہلا دن ہوتا ہے اور نئے نئے ارمانوں اور آرزوؤں کے طلوع کی صبح ہوتا ہے۔

کالج کا داخلہ فارم جمع کروانے کے بعد میں کالج جانے کے لیے بہت پُر جوش تھا۔ لیکن ابھی کچھ دن باقی تھے۔ 20۔ اپریل کو کالج جانا تھا۔ خدا خدا کر کے وہ دن آ ہی گیا۔ میں نے رات ہی سے تیاریاں شروع کر دیں تھیں۔ اگلی صبح میں نے سفید رنگ کا نیا بیش قیمت سوٹ پہنا، عینک لگا کر اپنی نئی موٹر بائیک پر سوار ہوا اور شاہانہ اور فاتحانہ انداز میں کالج کا رخ کیا۔ بہزاد لکھنوی کا یہ شعر گنگناتے جا رہے تھا:

اے جذبۂ دل گر میں چاہوں، ہر چیز مقابل آ جائے منزل کے لیے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے

بڑی شان سے بے نیازی اور شان و شوکت کے ساتھ کالج میں داخل ہوا۔ اتنا تو ہم نے ضرور سن رکھا تھا کہ کالج میں پہلا دن بہت بھاری ہوتا ہے، جو انسان کی نازک طبع پر بہت گراں گزرتا ہے۔ مگر یہ بوجھ کیسا ہوتا ہے؟ یہ جاننے کی زحمت گوارا نہ کی تھی۔ کالج میں داخل ہوئے ہی تھے کہ سر منڈاتے ہی اولے پڑے۔ ہمیں اپنے قریب ہی چند شیطان کے چیلے نظر آئے، دل میں بہت ڈرے کہ کہیں سال دوم فول ہی نہ بنا دے۔ لیکن آج 20 بیس تاریخ ہے یکم اپریل تو کب کی گزر گئی۔ خیر خدا کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا کہ ان سے بچ نکلے۔

میں اور میرا دوست جان بچی سو لاکھوں پائے کا ورد کرتے آگے بڑھے۔ جس چہرے کو بھی چور نگاہوں سے دیکھتے وہی ہمیں کھانے والی نظروں سے گھورتا ہوا دکھائی دیتا۔ یہ تو خدا کا شکر ہوا کہ دفتر تک پہنچتے پہنچتے پرانے ہم جماعتوں کا ایک قافلہ مل گیا۔ اب ہم قدرے اطمینان سے ایک دوسرے کے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے کالج کے برآمدوں سے گزر رہے تھے، حالاں کہ ہمارا قافلہ اچھا خاصا تھا، اس کے باوجود بھی ہم پر آوازیں کسی جاتی رہیں۔ ''امی گود میں لے لو'' اور یک لخت قہقہے فضا میں گونج اٹھے۔

ہم برآمدے کی سیڑھیوں میں سے بدحواسی میں لڑھک رہے تھے کہ گرج دار آواز فضا میں گونجی Are you First Year

Students? ہمارے قدم جہاں تھے، وہیں جم گئے اور گھبراہٹ میں ہمارے گلے سے یہی آواز بل کھاتی ہوئی نکلی Yes Sir!۔ یہ صاحب اپنے ہاتھ میں رجسٹر تھامے، چشمہ لگائے کھڑے تھے۔ کمرا نمبر 4 میں چلیے اور اپنے نام درج کرا دیجیے۔ انھوں نے بڑی سنجیدگی سے کہا، ان کا رعب دار حلیہ اور چشمہ ان کے پروفیسر ہونے کی عکاسی کر رہا تھا۔ اتنا کہہ کر وہ برآمدوں کی بھول بھلیوں میں کھو گئے اور ہم پوچھتے ہوئے کمرا نمبر 4 میں پہنچے اور نہایت شریفانہ انداز میں ایک قطار میں کھڑے ہو کر پروفیسر صاحب کے آنے کا انتظار کرنے لگے۔ اتنے میں پروفیسر تشریف لائے۔ ہاتھ کے اشارے سے ہمیں ایک طرف بیٹھنے کا حکم دیا اور کالج کے اصول و ضوابط کے بارے میں بتانے لگے۔ یہ مت بھولنا کہ کالج میں آزادی کا ماحول ہوتا ہے، یہاں بھی سکول سے کم سختی نہیں ہوتی۔ کسی کو موبائل لانے کی اجازت نہیں۔ بغیر قطار باہر جانے والوں کو سزا دی جائے گی۔ روزانہ ناخن اور بال چیک کیے جائیں گے۔ وغیرہ وغیرہ۔ ان کا لہجہ نہایت سخت اور تحکمانہ تھا۔ پھر انھوں نے کہا آپ نے سٹوڈنٹ کارڈ بنوانا ہے، اس کے بغیر گیٹ پر موجود گارڈ آپ کو کالج میں داخل نہیں ہونے دے گا۔ سٹوڈنٹ کارڈ کے لیے سب بچے سو سو روپے جمع کروا دیں۔ سب نے پیسے دینا شروع کر دیے۔ باہر لان میں لڑکوں کا بڑا ٹولہ قہقہے لگا رہا تھا کہ اتنے میں کمرے کے عقبی دروازے سے ایک لڑکا بھاگم بھاگ اندر داخل ہوا اور آتے ہی یوں مخاطب ہوا کہ ''بڑے احمق ہو تم لوگ جو اس چھوکرے کو پروفیسر سمجھ رہے ہو خوب الو بنایا بھئی تمھیں واہ واہ کیا کہنے'' پھر کچھ توقف سے بولا۔

ادھر گراؤنڈز میں چلو ڈی۔ پی۔ ای صاحب تمھارا انتظار کر رہے ہیں۔ ہم غصے اور بدحواسی کے عالم میں ایک دوسرے کا منھ تکنے لگے مگر ایسے میں سوچ بھی کیا سکتے تھے۔ وسوسے اور شکوک و شبہات تو بہت دل میں گزرے مگر۔۔۔۔ اطلاع دینے والا لڑکا خود فرسٹ ایئر کا دکھائی دیتا تھا۔ ہم اپنی نشستوں سے ٹس سے مس نہ ہوئے اور جواب دیا کہ ہم اس کے جھانسے میں آنے والے نہیں۔ اس نے ہمیں قسم کھا کر یقین دلایا کہ وہ ہمارا ہم جماعت ہے اور کسی دوسرے کالج سے نہیں ہے۔ آخر کار یہ طے پایا کہ چلو دیکھتے ہیں کوئی جان سے تو نہیں مار ڈالے گا۔ چند لمحوں میں ہم گراؤنڈ میں تھے۔ ایک صاحب بڑے غصے میں کھڑے تھے۔ ہم نے جاتے ہی انھیں سلام کیا، معلوم ہوا کہ ڈی۔ پی۔ ای صاحب ہیں۔ وہ ہمیں دیکھتے ہی ڈانٹ کر بولے۔ ''جوتے اتار کر سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔'' حکم کی تعمیل کرنا ہی پڑی۔ ہم جیسے کچھ اور لڑکے بھی وہاں موجود تھے۔ ہمیں بھاگنے کا حکم صادر ہوا، ہمیں شبہ تو ہو رہا تھا کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ لہٰذا ذرا تذبذب میں تھے اور ایک دوسرے کی طرف چور نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ ڈی۔ پی۔ ای صاحب کو ہماری حرکت پر غصہ آیا اور حکم دیا کہ اگر ہم ان کے حکم کی خلاف ورزی کریں گے تو ہمیں فوراً کالج سے نکلوا دیں گے۔ آخر بڑی مشکل سے وہاں سے بھی رہائی ملی۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ فرسٹ ایئر فول تھا۔ ہم نے اس مذاق کو بھی مجبوراً قبول کر لیا۔

تھوڑی دیر کے بعد ہم نے دیکھا کہ کالج ہال کے پاس طلبہ کا رش لگا ہے۔ سو ہم اس جانب چل دیے کالج ہال میں تمام پروفیسر صاحبان اور پرنسپل صاحب موجود تھے۔ وہ طلبہ کو پروفیسر صاحبان کا تعارف کروا رہے تھے اور کالج کے بارے میں طلبہ کو ہدایت دے رہے تھے۔ ہم خاموشی سے وہاں بیٹھ گئے کہ چلو آخر صحیح جگہ پہنچ ہی گئے۔ پرنسپل صاحب نے کالج کی ذمہ داریوں کے بارے میں آگاہ کیا اور بتایا کہ سکول میں استاد مار پیٹ کر کے جسمانی سزا کے ذریعے تعلیم دیتے تھے مگر کالج میں ایسا ہرگز نہیں ہوتا۔ یہاں تمھیں صرف پڑھایا جائے گا۔ اسے یاد کرنا یا نہ کرنا اب تمھارا کام ہو گا۔ آپ کو اپنی ذمہ داریوں کو خود محسوس کرنا ہو گا اور اپنی سیرت و کردار کو بہتر بنانا ہو گا۔ بول چال کا شائستہ اور مہذب طریقہ سیکھنا ہو گا۔ اپنی عزت چاہتے ہو تو دوسروں کی عزت کرو۔ کامیاب زندگی بسر کرنا چاہتے ہو تو محنت کرو ورنہ دو تین سال ضائع کرنے کے بعد مارے مارے پھرو گے اور پھر وقت تمھارے ہاتھ نہ آئے گا۔ والدین کے گاڑھے پسینے کی کمائی اور زندگی کے قیمتی دن گنوا کر عمر بھر پچھتاؤ گے۔ الغرض پرنسپل صاحب نے کردار، علم اور وقت کی اہمیت پر جو تبصرہ کیا میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد ہم سب کو اپنی اپنی کلاس کے بارے میں بتایا گیا۔ ہم سب اپنی اپنی کلاس میں چلے گئے۔ پہلے صرف اُردو، اسلامیات اور انگلش کا لیکچر ہوا۔ تینوں پروفیسر صاحبان بڑے قابل تھے اور اپنے مضمون پر مکمل دسترس رکھتے تھے۔ کالج میں آ کر معلوم ہوا کہ لیکچر کیا ہوتا ہے۔ چھٹی کے بعد ہم گھروں کی جانب روانہ ہو گئے۔ الغرض کالج کا یہ پہلا دن مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔

16 یومِ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کی تقریب کی روداد

(لاہور بورڈ 18، 11-10-2008، ملتان بورڈ 2023-18، 2010، گوجرانوالہ بورڈ 18، 2010، سرگودھا بورڈ 2010، ڈی جی خان بورڈ 17، راولپنڈی بورڈ 18، ساہیوال 2019)

تاریخ میں بعض ایسی شخصیات ملتی ہیں، جنھوں نے اقوام کی تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ تاہم افکار کی تاریخ کا دھارا موڑنا اقوام کی تاریخ کا دھارا موڑنے سے کہیں زیادہ گراں کام ہے۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت جس نے مسلمانانِ ہند کو انقلاب افکار سے نوازا علامہ محمد اقبال تھے۔ 9 نومبر کئی بار آیا اور آئے گا، تاہم 1877ء کا 9 نومبر بھی عجب تھا، جب چشمِ آفتاب نے شب کی نیند کے بعد آنکھ کھولی تو دنیا میں ایک فرد

کا اضافہ ہو چکا تھا۔ یہ بات تو عام تھی تاہم یہ فرد خاص تھا۔ جی ہاں یہی شخص علامہ محمد اقبال تھا جو محبِ رسول، محبِ مسلمین، پُر امید مگر غمگین اور سوز دروں کا حامل تھا۔ ہر سال کی طرح رواں برس بھی ہمارے کالج میں شہر کے مشہور دانش ور اور اقبال شناس پروفیسر محمد طیب صاحب کی صدارت میں یومِ اقبال منایا گیا۔

مقررہ وقت پر کالج ہال اساتذہ، معزز مہمانوں اور طلبہ سے بھر چکا تھا۔ اسٹیج سیکرٹری ''بزمِ اقبال'' کے نائب صدر پروفیسر یوسف سلیم صاحب تھے۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرنے سے قبل صدر مجلس کو کرسیِ صدارت پر رونق افروز ہونے کی دعوت دی گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال تالیوں سے گونج اُٹھا۔ یوں جلسے کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے لیے حافظ عمیر خالد سال اول کے طالب علم کو دعوت دی گئی۔ نعت رسول مقبولؐ کے لیے سال چہارم کے محمد بلال شریف آئے اور انھوں نے نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیا۔

''بزمِ اقبال'' کے نائب صدر پروفیسر یوسف سلیم صاحب نے تقریب کا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ آج کی اس عظیم الشان فکری تقریب جس کا اہتمام کالج ہذا نے کیا ہے، شاعرِ مشرق، مفکرِ اسلام علامہ محمد اقبال کے حوالے سے ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ ہم ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتے اور آج کی یہ فکری نشست ان کی خدمت میں نذرانہ عقیدت کی چھوٹی سی کاوش ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج کی اس تقریب میں نامور شعرا، ادیب اور دانش ور تشریف لائے ہیں۔ یہ ان کی علامہ صاحب سے محبت ہی کا ایک ثبوت ہے کہ وہ دور دراز سے تشریف لائے اور ہماری محفل کو رونق بخشی۔ اہلِ علم حضرات کی موجودگی میں، میں امید کرتا ہوں کہ حاضرین محفل ان کے خیالات سے استفادہ فرمائیں گے۔

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری نے جناب پروفیسر سید سمیع اللہ شاہ صاحب کو دعوت دی کہ وہ سٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ پروفیسر سید سمیع اللہ شاہ صاحب نے اس پر سیر حاصل گفتگو کی اور اقبال کی شخصیت اور ان کی سوچ کو اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اقبال کا تصورِ خودی دراصل عرفانِ ذات کا دوسرا نام ہے۔ وہ ایسی خودی کے خواہاں تھے، جس میں فقر بھی ہو اور عزتِ نفس بھی۔ اقبال کے نزدیک جب بندۂ مومن اپنی ذات کو پالیتا ہے تو پھر وہ کسی غیر کا محتاج نہیں رہتا۔ وہ صرف اور صرف اپنے رب کا ہو کر رہتا ہے اور زمانے کے سود و زیاں سے بیگانہ ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں اقبال کے فلسفہ خودی کے اصل معنی یہ ہیں کہ انسان بحیثیت بندۂ مومن اپنا مقام پہچان لے، وہ مقام جس کے لیے اس کی تخلیق ہوئی اور جس کی وجہ سے وہ اللہ کا نائب بنا اور اسی میں انسان کی خیر اور فلاح ہے۔ اس ضمن میں انھوں نے اقبال کے مدعا کو مزید واضح کرنے کے لیے اقبال کے اشعار بھی پیش کیے۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے ۔۔۔ خدا بندے سے خود پوچھے، بتا تیری رضا کیا ہے

انھوں نے اپنا مطمعِ نظر مزید واضح کرنے کے لیے ضربِ کلیم کے یہ اشعار دہرائے۔

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی ۔۔۔ یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی
یہی مقام ہے مومن کی قوتوں کا عیار ۔۔۔ اسی مقام سے آدم ہے ظلِ سبحانی

اس کے ساتھ ہی وہ تالیوں کی گونج میں اجازت لیتے ہوئے اپنی کرسی پر براجمان ہوئے۔ اسٹیج سیکرٹری نے پروفیسر علی نوید صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ وہ تشریف لائے اور یوں گویا ہوئے:

روحِ اسلام کی ہے نورِ خودی، نارِ خودی ۔۔۔ زندگانی کے لیے نارِ خودی، نورِ حضور

انھوں نے اپنی بات کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا کہ بندۂ مومن جو کہ اقبال کا شاہین بھی ہے اور اقبال کی خودی کا حامل بھی، اللہ نے اس کائنات میں اپنا نائب بنا کر بھیجا ہے اور اس پر کچھ ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا نائب ہونے کی حیثیت سے وہ اپنی خودی کو مقدم جانتے ہوئے، خالق کائنات کے علاوہ کسی کے سامنے نہ جھکے۔ جب وہ ایسا کرے گا تو زمان و مکان کی وسعتیں اس کے زیرِ نگیں ہوں گی اور یہی اس کی دنیا و آخرت کی کامیابی کا راز ہے۔ سیر حاصل بحث کے بعد انھوں نے اپنی بات کا اختتام اس شعر پر کیا۔

آہ کہ کھویا گیا تجھ سے فقیری کا راز ۔۔۔ ورنہ ہے مالِ فقیر سلطنتِ روم و شام

اس کے بعد سال چہارم کے محمد بلال شریف نے اقبال کی خوب صورت نظم کو ترنم کے ساتھ پڑھ کر حاضرین و سامعین محفل کے دلوں کو جو سکون پہنچایا، اس نے تقریب کا لطف دوبالا کر دیا۔ نظم کے اشعار کچھ اس طرح سے تھے

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان، نئی آن ۔۔۔ گفتار میں، کردار میں، اللہ کی برہان!
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن ۔۔۔ قاری نظر آتا ہے، حقیقت میں ہے قرآن!

اس کے بعد اقبال شناس و محقق پروفیسر جام شاہد اقبال صاحب تشریف لائے۔ اس دوران میں حاضرین محفل کا اقبال کے حوالے سے شوق، جذبہ اور ذوق عروج پر تھا۔ انھوں نے اقبال کے ''مردِ مومن'' کے موضوع پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انھوں نے اپنا مدعا بیان کرتے ہوئے کہا کہ اقبال کی شاعری کا بغور مطالعہ کیا جائے تو اس پر قرآن و اسلام کی گہری چھاپ نظر آتی ہے۔ اقبال کے مردِ مومن پر اسلامی تعلیمات کا عکس واضح ہے۔ درحقیقت اقبال کی شاعری قرآنی تعلیمات کا مظہر ہے۔ اقبال کا مردِ مومن عشق کو عقل پر فوقیت دیتا ہے۔ وہ ایسے عشق کو کوئی اہمیت نہیں دیتے جو عقل کے تابع ہو۔ اقبال کا مردِ مومن دراصل انسانیت کے لیے رحمت کا باعث اور اس کا وجود انسان کی بقا کے لیے ضروری ہے۔ وہ قوتِ ایمانی، کردار کی پاکیزگی، یقین اور اخلاقِ حسنہ کا مجسمہ ہے۔

اس کے بعد مختلف مقالہ نگار آئے انھوں نے ''اقبال کے شاہین'' اور ''اقبال کا تصورِ خودی آج کے زمانے میں'' پر گفتگو کی اور اپنے خوب صورت اور گراں قدر خیالات سے حاضرین محفل کو مسرور کیا۔ آخر میں صدرِ محفل پروفیسر محمد طیب صاحب کو خیالات کے اظہار کی دعوت دی گئی۔ صدرِ محفل نے اس تقریب کی تعریف کی اور پھر انھوں نے طلبہ پر زور دیا کہ وہ اقبال کے فرمودات کو اپنی زندگی میں شامل کرتے ہوئے اپنے کردار میں پختگی لائیں اور اقبال کے فرمودات کے موافق زمانہ بدل دیں۔ تاکہ ہماری مملکت اور امتِ مسلمہ جو اس وقت زوال کا شکار ہے پھر سے پوری دنیا پر اور تمام ادیان پر غالب آ جائے، کیوں کہ اقبال کے نزدیک طلبہ ہی قوم کے معمار اور اصل سرمایہ ہیں۔ تقریر کے اختتام پر ''بزمِ اقبال'' کے تحت تنظیم کے مختلف عہدے داروں کو بہترین کارکردگی پر انعامات دیے گئے جن میں عمر انعام، سعد اللہ اور محمد فاروق شامل تھے۔ کالج کے پرنسپل جناب پروفیسر سمیع اللہ چودھری صاحب نے صدرِ مجلس، مہمانانِ گرامی اور دیگر مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور یوں یہ خوب صورت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

17 ایک کرکٹ میچ کی روداد

(لاہور بورڈ 1996، گوجرانوالہ، سرگودھا 1998، آزاد کشمیر بورڈ 18، 17، فنی بورڈ 18، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا 19، بہاول پور 17)

سلسلۂ ارتقاء، آفرینشِ عالم ہی سے جاری و ساری ہے۔ یہ ایک فطری عمل ہے کہ ہر شے ارتقا کی طرف رواں دواں ہے۔ حکومتوں کا بدلنا، انسانی زندگی کا روز افزوں بہتر ہونا، روز بروز سامانِ تعیش میں اضافہ وغیرہ ارتقا ہی ہے۔ مشاغل کا بدلتے رہنا بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ ابتدائے بنی آدم کے وقت فقط شکار، شکار اور بس شکار۔ تاہم آہستہ آہستہ فارغ البال لوگوں بالخصوص نوجوانوں اور بچوں نے مختلف طرز کے مشاغل پیدا کر لیے اور یہی مشاغل کھیل کے نام سے موسوم کیے جانے لگے۔ آج کل بھی ہاکی، کبڈی، فٹ بال، والی بال، ٹینس بال اور اولمپک کھیلوں جیسے کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ تاہم کھیلوں میں کرکٹ نے جو جھنڈے گاڑے ہیں وہ عدیم النظیر ہیں۔ موجودہ دور میں کرکٹ ہر دل عزیز کھیل کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ یورپی ممالک کی اختراع یہ کھیل آج ایشیا کا بھی مقبول ترین کھیل بن چکا ہے۔ بڑے شہر ہوں کہ چھوٹے گاؤں، دیہات ہوں کہ قصبے، ہر جگہ کرکٹ یکساں مقبول کھیل ہے۔ قطعِ نظر کھیلوں کی لطافت کے کھیل بذاتِ خود ذریعہ مسرت ہیں۔ اقبال نے کہا تھا

جھپٹنا، پلٹنا، پلٹ کر جھپٹنا ۔۔۔ لہو گرم رکھنے کا ہے اِک بہانہ

کرکٹ کئی اقسام میں منقسم ہے۔ ٹیسٹ میچ پانچ دنوں کا ہوتا ہے۔ تاہم عصرِ حاضر میں اسے مختصر کرتے ہوئے 50 اوورز بلکہ اب تو 20 اوورز میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ سامعین و ناظرین کی تعداد میں بھی بے پناہ اضافہ ہوا ہے جو کہ اس کھیل کی مقبولیت کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ ورلڈ کپ ہر چار سال بعد منعقد ہوتا ہے، جس میں مختلف ممالک کی ٹیمیں حصہ لیتی ہیں اور ان دنوں تو طلبہ و طالبات سکول و کالجز سے چھٹی پر ہوتے ہیں۔ اس طرح کرکٹ کھیل نے ایک وبا کی طرح مخصوص طبقے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ ہمارے کالج میں بھی گیمز کلب قائم ہے جس میں صحت مندانہ سرگرمیاں ہر سال کے مخصوص مہینوں میں منعقد کی جاتی ہیں۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی مارچ کے مہینے میں ضلعی سطح پر مقابلوں کا انعقاد گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خواجہ فرید رحیم یار خان نے کرایا۔

اگرچہ ہمارے کالج کی کرکٹ ٹیم بہت بہتر نہ تھی، تاہم ماضی میں اعلیٰ کامیابیوں کے میڈلز اپنے سینے پر سجا کر ایک بہترین تاریخ رقم کر چکی ہے اور اب ہماری ٹیم کا مقابلہ گورنمنٹ میکنالوجی کالج صادق آباد سے تھا۔ جس دن فائنل میچ تھا۔ اس دن ہر کوئی پرجوش تھا اور ہر طالب علم اپنی اپنی ٹیم کے لیے دعا گو تھا۔ صبح کے 9 بجتے ہی کرکٹ گراؤنڈ اس طرح بھرا ہوا تھا کہ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ ٹھیک دس بجے میچ شروع ہوا صادق آباد کی ٹیم گہرے سبز رنگ اور ہماری خان پور کالج کی ٹیم گہرے نیلے رنگ کی وردی میں ملبوس تھی۔ گراؤنڈ میں موجود ریفری نے ٹاس کیا اور ٹاس صادق آباد کی ٹیم نے جیتا۔ انھوں نے ہماری ٹیم کو پہلے کھیلنے کی دعوت دی۔ جسے ہماری کالج ٹیم کے کپتان نے قبول کرتے ہوئے پہلے کھیلنے کا فیصلہ کیا۔

اسی طرح یہ دل چسپ میچ ٹھیک 10 بجے شروع ہوا۔ حاضرین نے تالیاں اور سیٹیاں بجا بجا کر ہماری ٹیم کے نوجوانوں میں ایک نئی روح پھونک دی تھی۔ ہماری ٹیم میں محمد شاہد پہلا بیٹسمین آیا، وہ بائیں ہاتھ کا کھلاڑی تھا، وہ جم کے کھیلنا شروع ہوا تو پہلے ڈیڑھ اوور میں 20 رنز بنا ڈالے۔ مخالف ٹیم کا باؤلر محمد سیف بلا شبہ ایک بہترین فاسٹ باؤلر تھا۔ اس نے اپنی دھواں دار باؤلنگ سے محمد شاہد کو 25 سکورز پر ڈھیر کر دیا۔ پھر ہماری ٹیم کی طرف سے علی احمد آیا۔ اس نے احتیاط سے کھیلتے ہوئے 2 اوور میں 18 رنز بنائے اپنی ٹیم کو ہم لوگ تالیاں بجا بجا کر پر جوش کر رہے تھے لیکن شومئی قسمت اوور کی آخری گیند پر مخالف ٹیم کے اظہر حسین نے علی احمد کو کیچ آؤٹ کر دیا۔

تیسرا بیٹسمین رحمن آیا جس نے عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے 50 رنز بنا ڈالے۔ اسی طرح ہماری ٹیم کا مجموعی سکور 93 تک جا پہنچا۔ سبطین 34 رنز پر اور سعید 9 رنز پر بولڈ ہو گئے۔ جب کہ اس وقت ٹیم کا مجموعی سکور 136 تھا۔ زاہد نے 2 چھکے اور 4 چوکوں سے ٹیم کے گرتے اسکور کو سہارا دیا۔ باقی بیٹسمین بھی اچھا کھیلے اور مجموعی سکور 164 ہو گیا۔ چائے کے وقفے کے بعد کھیل ٹھیک 2 بجے شروع ہوا۔ مخالف ٹیم نے احتیاط سے اور جم کر کھیلنا شروع کیا تو ان کے پہلے بیٹسمین محمد عامر نے ابتدائی چند اوورز میں 25 رنز بنا لیے۔ ہماری ٹیم کے محمد شاہد نے اپنی بہترین باؤلنگ سے مخالف ٹیم کے بیٹسمین محمد عامر کو آؤٹ کیا تو کل سکور 35 تھا۔ ان کا دوسرا بیٹسمین محمد یوسف تھا جس نے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ٹیم کا مجموعی سکور 50 تک پہنچایا۔ پھر ارشد بیگ بیٹنگ کے لیے آیا۔ وہ پہلے پہل 2 اوور تک ایک ایک کر کے دوڑیں بنا تا رہا۔ تقریباً تیسرے اوور میں اس نے جم کر کھیلنا شروع کیا۔ اس نے 2 چھکے اور 3 چوکے لگائے۔ وہ مجموعی سکور 49 ہی بنا پایا تھا کہ ہماری ٹیم کے باؤلر محمد سعید نے اسے کلین بولڈ کر دیا۔ اب مخالف ٹیم کا مجموعی سکور 99 تھا۔

اس کے بعد طلحہ اور جواد نے اپنی ٹیم کو سہارا دینے کی بھرپور کوشش کی اور بالترتیب 30 اور 25 رنز بنا کر آؤٹ ہوئے۔ اب جب کہ میچ اپنے اختتام کی جانب رواں دواں تھا، سنسنی خیز لمحات نے ناظرین و حاضرین میں سے ہر ایک کو اپنے سحر میں لے رکھا تھا۔ ہر دوسرے فرد کے چہرے کے تاثرات اس کے داخلی جذبات کی عکاسی کر رہے تھے اور میچ کو مزید سنسنی خیز بنا رہے تھے۔ ہر شخص اپنی ٹیم کی کامیابی کے لیے دعا گو تھا۔ ہر طرف عجیب سی کیفیت تھی۔ انسانی فطرت ہے کہ وہ ہر جگہ چھا جانا اور اپنی کامیابی کے جھنڈے گاڑنا چاہتا ہے۔ کچھ ایسے ہی جذبات ہر شخص کے تھے اور یہی میچ کو مزید اہم بنا رہے تھے۔ مخالف ٹیم کا سکور 155 پر پہنچ چکا تھا اور 9 کھلاڑی آؤٹ ہو چکے تھے اور آخری کھلاڑی جہانداد جو کہ ٹیم کا کپتان بھی تھا، اس نے آتے ہی چھکا لگانے کی کوشش کی لیکن باؤنڈری پر کیچ آؤٹ ہو گیا۔ یوں مخالف ٹیم ٹوٹل 158 رنز بنا کر آؤٹ ہو گئی اور ہماری ٹیم چھ رنز کی برتری سے جیت گئی۔ خیر جیت تو جیت ہوتی ہے چاہے ایک سکور سے ہی ہو۔ یوں ایک خوبصورت اور سنسنی خیز میچ کا اختتام ہوا اور ہم خوشی خوشی گھروں کو روانہ ہوئے۔

اضافی اہم رُودادیں

بمطابق سابقہ بورڈ پیپرز

18 سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر تقریب کی روداد

(گوجرانوالہ 71، 10، 04، 2003، فیصل آباد 2005، بہاول پور 2012، لاہور 2023-17، سرگودھا 18) (راولپنڈی، بہاول پور، ڈیرہ غازی خاں 2019)

۱۲ ربیع الاول سرورِ کائنات، خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی ولادت با سعادت کا مقدس دن ہے۔ یہ دن جس قدر خوب صورت ہے، اس سے کہیں زیادہ اہم بھی ہے۔ ''سیرت النبی ﷺ'' کے موضوع پر ہر سال کی طرح اس سال بھی ماہ مقدس ربیع الاول میں تقریب کا انعقاد ہوا۔ اس موقع پر کالج کو بھی مکمل طور پر سجایا گیا تھا۔ کالج ہال کو رنگ برنگی جھنڈیوں سے مزین کیا گیا۔ ہر طرف نور کا سماں تھا اور خوب صورت مناظر دیکھنے کو ملتے تھے۔ کالج کی راہ داریوں کو بھی بڑی خوب صورتی سے سجایا گیا تھا اور یہ سجاوٹ اس ہال تک جاری تھی جہاں تقریب کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کالج کی دیواروں پر بھی مختلف رنگ کے بینرز آویزاں تھے جو کہ روحِ اقبالؒ کے لیے باعثِ تسکین تھے کیوں کہ یہ اقبال کے قلم سے نکلے ہوئے نعتیہ اشعار سے مزین تھے۔ چند ایک اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے — غبار راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سینا
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل، وہی آخر — وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں، وہی طٰہٰ

کالج ہال کے ماتھے پر بڑا بینر آویزاں تھا، جس پر ''تقریب بسلسلہ سیرت النبی ﷺ'' لکھا تھا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز 10:00 بجے کیا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض انتہائی قابل اور منجھے ہوئے پروفیسر حافظ کلیم اللہ نے سر انجام دیے۔ انھوں نے طلبہ اور ہال میں موجود لوگوں سے مہمان خصوصی کا تعارف کرایا اور پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا۔ مہمان خصوصی عصر حاضر کی مایہ ناز شخصیت ادیب، شاعر، محقق اور عاشق رسول جناب پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال پتافی صاحب تھے۔ اسٹیج سیکرٹری پروفیسر حافظ کلیم اللہ نے پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے تلاوت کلام پاک کے لیے پروفیسر قاری محمد بلال صاحب کو دعوت دی۔ جنھوں نے پرسوز آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی تو سامعین پر سحر طاری ہو گیا۔ اس کے بعد نعت کے لیے محمد بلال شریف تشریف لائے اور انھوں نے نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ جس کا یہ شعر دلوں میں اتر گیا:

چاند تارے فلک، روشنی کہکشاں — تم ہو سب سے حسین سرورِ دو جہاں ﷺ

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری پروفیسر حافظ کلیم اللہ نے مقابلے کا باقاعدہ آغاز کرنے سے پہلے ججز کا تعارف کرایا۔ ان میں محترم پروفیسر تنویر منیر صاحب (شعبہ اکنامکس)، محترم پروفیسر محمد حسان قریشی صاحب (چیئرمین شعبہ اسلامیات) اور پروفیسر سراج احمد قریشی صاحب (چیئرمین شعبہ عربی) شامل تھے۔

سب سے پہلے سال دوم کے طالب علم محمد شاہد تشریف لائے اور انھوں نے موضوع کی مناسبت سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کے بعد سال چہارم کے محمد اظہر، سال اوّل کے محمد اقبال، محمد واجد، شفاقت علی اور سال سوم کے شرجیل نے موضوع پر سیر حاصل تقاریر کیں۔

اگرچہ موضوع کافی وسیع تھا اور میرے آقا ﷺ کی تو یہ شان ہے کہ روئے زمین پر آج تک جس ہستی پر سب سے زیادہ لکھا گیا ہے وہ آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہی ہے۔ تاہم مقابلہ بے حد سخت تھا تقریباً پندرہ طلبہ نے حصہ لیا۔ مقابلے کے نتائج کا اعلان کرنے کے لیے چیف جج جناب پروفیسر سراج احمد قریشی صاحب تشریف لائے۔ اعلان کے مطابق محمد واجد نے تیسری پوزیشن حاصل کی، دوسری پوزیشن سال چہارم کے محمد اظہر اور پہلی پوزیشن سال چہارم کے شفاقت علی نے حاصل کی۔

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری پروفیسر حافظ کلیم اللہ صاحب نے کالج ہذا کے پرنسپل پروفیسر سمیع اللہ چودھری صاحب کو اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی، پرنسپل صاحب نے نہایت مؤثر الفاظ میں حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت پر روشنی ڈالی۔ آخر میں معزز مہمان خصوصی پروفیسر ڈاکٹر جاوید اقبال پتافی صاحب کو دعوت دی گئی۔ منکسر المزاج شخصیت کا سخن بھی غماز انکسار تھا۔ انھوں نے کہا کہ یہ قطعی ناممکن ہے کہ کوئی شخص سیرت یا مدحت نبوی ﷺ کما حقہ بیان کر سکے۔ بہر حال سیرتِ نبوی ﷺ لازوال، بے مثل، بے نظیر، کامل و اکمل، جامع، مفصل اور جاوداں ہے اور آپ ﷺ کی سیرت پاک، ترجمانِ قرآن اور ضیائے ایمان سے منور ہے۔ بقول شاعر:

سیرت پاک ہے قرآن کے مطالب کی امیں — گویا خود آپؐ ہی قرآں ہیں رسول عربیؐ

چناں چہ انھوں نے مائیک سٹیج سیکرٹری کے حوالے کیا اور اپنی نشست پر براجمان ہوئے۔ کامیاب طلبہ کو مبارک باد دینے کے ساتھ ساتھ نقد انعامات اور کتابوں کے تحائف بھی دیے گئے۔ تقریب کے اختتام پر پرنسپل پروفیسر سمیع اللہ چودھری صاحب نے تمام مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا اور تمام طلبہ کو بھی مبارک باد دی۔ اس کے ساتھ ہی ایک خوب صورت اور یادگار تقریب کا اختتام ہوا اور اس دل کش و بابرکت تقریب کی یادوں کو دل میں سمیٹے سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

19 نعتیہ مقابلے کی روداد

(ملتان 2009، سرگودھا 2012، راولپنڈی بورڈ 17، فیصل آباد، ساہی وال، ڈیرہ غازی خان بورڈ 18، لاہور 2019)

ربیع الاوّل کا مہینا دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے مقدس اور بابرکت مہینا ہے۔ اور یہ عالم انسانیت کے لیے اجتماعی مسرت اور خیر و برکت کا پیغام لے کر آتا ہے۔ انبیا کی آمد کا جو سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا، وہ اس مہینے میں سرورِ دو جہان، رحمت دو جہاں، حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کی آمد پر اختتام پذیر ہوا۔ اس لیے اس مہینے کے آتے ہی درود و سلام و نعتیہ محافل کا انعقاد شروع ہو جاتا ہے اور عاشقانِ رسول ﷺ بھی آپ ﷺ کے حضور ہدیہ عقیدت پیش کرتے ہوئے اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔ ایسی ہی ایک تقریب کا اہتمام گورنمنٹ کالج میں کیا گیا۔ تقریب کا اہتمام "تقریبات کمیٹی" کے روح رواں جناب پروفیسر علامہ سراج احمد قریشی صاحب کے سپرد ہوا اور 12 ربیع الاول کے دن کا انتخاب کیا گیا۔ اس دن کالج رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجا ایک عجیب ہی لطف و سرور کی کیفیت سے معمور نظر آ رہا تھا۔

کالج ہال کو نہایت نفاست اور خوش ذوقی سے سجایا گیا تھا اور نبی کریمؐ سے عقیدت کے اشعار سے مزین مختلف قسم کے بینرز ہال کے ماتھے پر جگمگا رہے تھے۔ طلبہ میں بھی ایک ناقابلِ بیان محبت و عقیدت سے ملے جلے تاثرات کا حال جوش پایا جاتا تھا۔ مطلوبہ دن وقت مقررہ پر پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت صدر شعبہ اسلامیات پروفیسر محمد حسان قریشی صاحب کے سپرد ہوئی۔ مہمانِ خصوصی مشہور نعت خواں، صاحب فضیلت، عاشقِ رسول، مشہور شخصیت جناب خواجہ علقمہ صاحب تھے۔ ان کے ساتھ مہمانانِ اعزاز جناب ابراہیم صوفی اور جناب ذکاء اللہ قریشی تھے۔ سٹیج سیکرٹری جناب پروفیسر محمد افضل صاحب نے تقریب کا آغاز کرنے سے پہلے مہمانِ خصوصی اور مہمانانِ اعزاز کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد پروفیسر حافظ انوار شہزادہ صاحب نے اپنی پرسوز آواز میں سورہ الم نشرح کی تلاوت فرما کر دلوں کو راحت بخشی۔ پھر نعت رسول مقبولؐ کے گلہائے عقیدت نچھاور کرنے کے لیے عبدالہادی تشریف لائے۔

مقابلے کا باقاعدہ آغاز ہوا تو جناب پروفیسر محمد افضل اسٹیج سیکرٹری نے مقابلے کے قواعد و ضوابط بتاتے ہوئے ججز صاحبان کا بھی تعارف کرایا۔ ان میں پروفیسر حافظ کلیم اللہ صاحب، پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد صاحب اور پروفیسر صفدر عباس صاحب تھے۔ حصہ لینے والے ہر نعت خواں کو تین سے پانچ اشعار پڑھنے کے لیے کہا گیا۔ سب سے پہلے مدثر احمد سال چہارم تشریف لائے اور اپنی خوب صورت اور پرسوز آواز سے حاضرین محفل کے دل لوٹ لیے، جذبوں کو پختہ کیا اور جذبۂ عشق رسول کو مزید گرما دیا۔ نعت کے اشعار کچھ یوں تھے۔

لم یاتِ نظیرکَ فی نظرٍ — مثلِ تو نہ شد پیدا جانا
جگ راج کو تاج تورے سر سو — ہے تجھ کو شہِ دوسرا جانا!

اس کے بعد سال اوّل کے محمد اظہر حسین تشریف لائے۔ ان کی آواز سے عشق رسول محسوس کیا جا سکتا تھا۔ حاضرین محفل پر ایک وجد کی سی کیفیت تھی۔ نعت کے اشعار کچھ یوں تھے۔

افق سے بارشِ انجم ہے، ظلمت آستانوں پر — بہاریں خاک پر رقصاں ستارے آسمانوں پر
تجلی در تجلی ہو فضا تو پھر زبانوں پہ — کیوں نہ صل علیٰ صل علیٰ صل علیٰ آئے
محمد مصطفیٰ آئے محمد مصطفیٰ آئے

اور حاضرین محفل نے محمد اظہر حسین کی یہ نعت توجہ اور انہماک سے سنی۔ اس کے بعد سال اول کے آفتاب ملک تشریف لائے اور بارگاہِ رسالت میں گلہائے عقیدت نچھاور کرنے لگے کہ:

میرے دلبر ہے نبی ﷺ، نبی ﷺ میرا دل مقام حبیب ﷺ ہے — میں مریض عشق رسول ہوں وہ حبیب ﷺ میرا طبیب ہے

اسی طرح سال سوم کے انجم شہزاد آئے اور بارگاہ کونین ﷺ میں اپنی خوب صورت نعت کا نذرانہ پیش کیا۔

میرے دل میں ہے یادِ محمد ﷺ — میرے ہونٹوں پہ ذکرِ مدینہ

انجم شہزاد کے بعد سالِ چہارم کے طالب علم منور حسین آئے اور بارگاہِ رسالتؐ میں نذرانہ عقیدت پیش کیا۔

نورِ مجسم، شافعِ عالم — صلی اللہ علیہ وسلم

ان کی یہ نعت حسنِ عقیدت کا مرقع تھی۔ اس کے بعد کئی طلبہ تھے، جنھوں نے اس مقابلے میں حصہ لیا اور رسول مقبول ﷺ کے حضور گلہائے عقیدت پیش کیے۔ اسٹیج سیکرٹری نے مقابلے کے نتائج کا اعلان کرنے کے لیے چیف جج جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالواحد صاحب کو دعوت دی۔ ججز صاحبان کے فیصلے کے مطابق آفتاب ملک، مدثر احمد اور منور حسین نے بالترتیب اول، دوم اور سوم پوزیشن حاصل کی۔ مہمان خصوصی کو اسٹیج پر اظہار خیال کے لیے بلایا گیا۔ انھوں نے فرمایا کہ عصرِ حاضر ہو یا دورِ ماضی، نبی ﷺ سے عشق ہی امت کی وجہ کامیابی اور اس سے دوری وجہ ذلت و رسوائی ہے۔ انھوں نے طلبہ سے استدعا کی کہ اپنی زندگی میں حب نبی ﷺ کو لے کر آئیں، پھر دیکھیں دنیاوی اور اخروی کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ انھوں نے کامیاب طلبہ میں انعامات اور اسناد تقسیم کیں۔ نیز مبارک باد سے بھی نوازا۔ سامعین کی بھرپور فرمائش پر انھوں نے کیف و مستی سے معمور نعت رسول مقبول ﷺ سے سامعین کو مسحور کر دیا۔

آخر میں جناب محترم صدر شعبہ اسلامیات پروفیسر محمد حسان قریشی صاحب نے تمام مہمانانِ گرامی و حاضرینِ محفل کا شکریہ ادا کیا کہ جن کی موجودگی نے محفل کو چار چاند لگائے۔ انھوں نے مقابلے میں کامیاب ہونے والے طلبہ کو مبارک باد دی۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے "تقریبات کمیٹی" کے انچارج کا شکریہ ادا کیا۔ جنھوں نے ایسی ایمان افروز اور دل سوز محفل کا انعقاد کیا اور یوں یہ خوب صورت تقریب اختتام پذیر ہوئی۔

20 "کالج میں یومِ پاکستان کی تقریب" کی روداد (گرلز کالج خان پور)

(گوجرانوالہ 1996، آزاد کشمیر 1998، لاہور بورڈ 1999، ملتان 2000,18)

مارچ کا مہینا اپنے اندر بے پناہ یادیں سمیٹے ہوتا ہے، یہ مہینا جہاں کالج کے سال دوم و سالِ چہارم کے طلبہ کے لیے امتحانات کا پیغام لاتا ہے، وہیں پاکستان کی تاریخ کی بہت اہم یادیں اسی مہینے سے وابستہ ہیں کہ جن کی وجہ سے یہ مملکت خداداد پاکستان معرض وجود میں آئی۔ ہر سال کی طرح اس سال بھی گورنمنٹ گرلز کالج خان پور میں "یوم پاکستان" کو بھرپور انداز سے منانے کے لیے زور و شور سے تیاریاں ہو رہی تھیں، جس کا انتظام کالج کی تنظیم "بزمِ اقبال" کے ذمے تھا۔ مقررہ دن کالج کو نہایت خوب صورتی سے رنگ برنگی جھنڈیوں سے سجایا گیا تھا اور وسطی عمارت کے سر پر پاکستان کا جھنڈا تاج کی مانند لہلہا رہا تھا۔ تمام طالبات صاف ستھرے یونیفارم میں ملبوس انتہائی منظم طریقے سے تقریب کی تیاریوں میں مصروف تھیں۔ پروگرام میں ملک کے دور دراز سے دانش ور اور اہل قلم حضرات کو مدعو کیا گیا تھا۔ محترمہ صنوبر صاحبہ پرنسپل گورنمنٹ گرلز کالج لیاقت پور سے، گورنمنٹ گریجوایٹ بوائز کالج خان پور سے پروفیسر سعدیہ فاروقی صاحبہ، اسی کالج سے صدر شعبہ اُردو پروفیسر زاہدہ نور صاحبہ اور محترمہ پروفیسر معظمہ اصغر صاحبہ گورنمنٹ گریجوایٹ بوائز کالج خان پور سے مدعو تھیں۔ مہمان خصوصی محترمہ ڈاکٹر جہاں آرا صاحبہ اہل علم، نقاد، محقق اور محب وطن پاکستانی تھیں۔ یوم پاکستان کے حوالے سے اسٹیج اور ڈائس کو خوب صورتی سے سجایا گیا تھا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض محترمہ پروفیسر عظمیٰ اطہر علوی صاحبہ انجام دے رہی تھیں۔ مہمان خصوصی وقت مقررہ پر تشریف لائیں۔ پرنسپل ڈاکٹر عمارہ اقبال صاحبہ استقبال کے بعد انھیں پنڈال میں لے آئیں۔ تمام طالبات نے کھڑے ہو کر تالیاں بجاتے ہوئے استقبال کیا۔ رسمی کارروائی کے بعد پروگرام کا آغاز ہوا اور تلاوت کلام پاک کا شرف خدیجہ مبین نے حاصل کیا اور میمونہ خالد نے نعت رسول مقبول ﷺ سے سب کے دل منور کیے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے اسٹیج سیکرٹری پروفیسر زاہدہ نور صاحبہ نے 23 مارچ یوم پاکستان پر سیر حاصل روشنی ڈالی اور مزید تفصیل کے لیے جناب محترمہ عفت جہاں صاحبہ جو کہ لاہور سے تشریف لائی تھیں، کو دعوت دی کہ وہ آئیں اور اظہار خیال کریں۔ انھوں نے اپنے خوبصورت انداز سے نظریہ پاکستان کی وضاحت کی اور قراردادِ پاکستان کے متعلق بتایا کہ یہ علامہ اقبال کا ایک مبنی بر حقیقت خواب تھا۔ ایک موقع پر قائداعظم نے کہا تھا کہ "پاکستان اُسی روز وجود میں آ گیا تھا جس روز پہلا ہندو مسلمان ہوا"۔ تاہم ہندو سام راج کے بعد رام راج کا خواہاں تھا جو ایک دیوانے کا خواب تھا۔ قراردادِ پاکستان کی منظوری کے بعد گاندھی کھلکھلا کر ہنس پڑا اور کہنے لگا کہ یہ شاعر کی بڑ ہے۔ لیکن اس نام نہاد مہاتما کی آنکھوں نے دیکھا کہ اس شاعر نے مسلمانوں میں نئی روح پھونک ڈالی۔

اس کے بعد پروفیسر سعدیہ فاروقی صاحبہ نے فرمایا کہ قوم کا فرض ہے کہ وہ نظریہ پاکستان اور مملکت پاکستان کی حفاظت میں اپنی تمام تر کوششیں بروئے کار لائے کیوں کہ اس دھرتی سے ہی ہماری پہچان ہے اور اس کی بقا در اصل ہماری بقا ہے۔ انھوں نے موجودہ حالات

کے تناظر میں بات کرتے ہوئے کہا کہ بیرونی سازشی عناصر اس ملک کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملائے گا۔ بالکل اسی طرح جس طرح تقسیم پاکستان کے وقت ہندو رہنماؤں کی کوششیں ناکام ثابت ہوئی تھیں۔ انھوں نے خطاب کے بعد اس شعر کے ساتھ اجازت چاہی:

میں پاکستان کا شہری تھا، پاکستان سے پہلے بھی ‏ ‏ میری یہی پہچان تھی، اس پہچان سے پہلے بھی

کے بعد دیگرے تمام مہمانانِ گرامی سٹیج پر آتے گئے اور نظریہ پاکستان پر سیر حاصل گفتگو کرتے گئے اور اپنے دل نشین و زریں خیالات کی حاضرین محفل سے بے پناہ داد سمیٹتے گئے۔ یہ سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ اس کے بعد محفل میں حاضرین و سامعین کی دل چسپی کو قائم رکھنے کے لیے اس دن کی مناسبت سے ملی نغموں پر کالج کی طالبات نے علاقائی رقص پیش کیا۔ اس روایتی رقص کا اپنا ہی انداز اور اثر تھا۔ کچھ طالبات نے ٹیبلوز پیش کیے۔ صدرِ محفل کالج ہذا کی پرنسپل ڈاکٹر عمارہ اقبال صاحبہ کو اپنے خیالات کے اظہار کی دعوت دی گئی اور وہ تشریف لائیں تو انھوں نے اپنی بات کا آغاز اس شعر سے کیا:

یقیں افراد کے، قوموں کے مستقبل سنورتے ہیں ‏ ‏ شہیدوں کا لہو وہ نور ہے جس کی تجلی سے

اس کے بعد انھوں نے اپنے مخصوص شفیق انداز میں یومِ پاکستان کے حوالے سے اظہارِ خیال کیا۔ تمام معزز مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر تشریف لائے اور اپنے زریں خیالات سے مادرِ علمی کے نونہالوں کو روشناس کرایا۔ انھوں نے "بزمِ اقبال" کو بہترین پروگرام منعقد کرانے پر خراجِ تحسین پیش کیا۔ انھوں نے طالبات کا بھی شکریہ ادا کیا، جنھوں نے اعلیٰ نظم و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہوئے پروگرام کو کامیاب بنانے میں مدد دی۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے مائیک پروفیسر عظمیٰ اطہر علوی صاحبہ کے حوالے کیا، جنھوں نے آنے والے تمام مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا۔ بعد ازاں مہمانوں کو سٹاف روم میں اساتذہ اور پرنسپل کے ہمراہ لے جایا گیا۔ جہاں ان کے لیے پرتکلف چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس تقریب کے اختتام کے ساتھ ہی آنکھوں میں امید کی ہزاروں شمعیں روشن کیے طلبہ اپنے گھروں کو سدھارے۔ بلاشبہ آج کی یہ تقریب ایک عظیم الشان تقریب تھی جو طویل عرصہ تک ذہنوں پر نقش رہے گی۔

21 "یومِ دفاع کی تقریب" کی روداد

(راولپنڈی بورڈ 17، بہاول پور بورڈ 18)

اگست کے مہینے سے جنم لینے والا جوش و جذبہ 14۔ اگست کے دن عروج پر ہوتے ہوئے ایک نئی تاریخ رقم کرتا ہے ستمبر کے مہینے کا آغاز اور اگست کا اختتام دراصل پاکستانیوں کے جذبہ حب الوطنی کی ایک نئی تاریخ کی بنیاد ڈالتا ہے۔ ایک ایسی تاریخ، ایک ایسی بنیاد جس کا نشان تاریخ کے ماتھے پر سنہری حروف سے درج اس غیور و بہادر قوم کا تمغۂ امتیاز ہے۔ یہ وہ مہینا ہے جس میں پاکستان کے استحکام کو مزید تقویت ملی اور پاکستانی قوم نے دنیا کے نقشے پر ایک قوم کی حیثیت سے اپنے آپ کو منوالیا۔ 6۔ ستمبر وہ دن ہے جب حق و باطل کا معرکہ ہوا۔ 6۔ ستمبر وہ دن ہے جب جذبۂ جہاد سے سرشار پاکستانیوں نے جرات و بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے، اپنے ملک کے لیے جانیں قربان کرنے کی مثال قائم کی۔ اہلِ پاکستان نے ثابت کر دیا کہ وہ واقعی زندہ دل اور زندہ قوم ہیں، جو ہر مشکل وقت میں اپنے ملک کے ساتھ ہیں۔

ہمارے کالج میں بھی ستمبر کا پہلا ہفتہ انتہائی جوش و خروش سے منایا جاتا ہے۔ اس بار 5 ستمبر کو ہی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ طلبہ کا جوش دیدنی تھا۔ پروگرام کے مہمانِ خصوصی جناب جنرل (ر) اسد حلیم تھے۔

پروگرام دس بجے کالج ہال میں ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر صفدر عباس صاحب نے انجام دیے۔ انھوں نے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے تلاوت کلام پاک کے لیے پروفیسر قاری محمد بلال صاحب کو دعوت دی۔ اس کے بعد پروفیسر محمد سلیم صاحب نے نعت کا ہدیہ عقیدت پیش کیا۔ جس کے بعد اسٹیج سیکرٹری پروفیسر صفدر عباس صاحب نے سامعین و حاضرین سے مہمانِ خصوصی کا رسمی سا تعارف کرانے کے بعد فرمایا کہ 6 ستمبر جیسا کہ سب جانتے ہیں "یومِ دفاع" کے طور پر منایا جاتا ہے اور ہمارے دلوں میں کئی یادیں تازہ کرتا ہے۔ یہ دن ہمارے لیے قومی دن کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ اس دن پاکستانی مسلمانوں نے دنیا کے سامنے اپنی دلیری و بہادری کا لوہا منوایا اور ثابت کیا کہ جب بھی کسی نے ان کے ملک کو میلی آنکھ سے دیکھا تو وہ منہ توڑ جواب دیں گے۔ انھوں نے مزید کہا کہ اس دن کو بجا طور پر ہم یومِ جہاد کہہ سکتے ہیں کہ اس دن ہماری غیرتِ قوم نے اپنے عیار دشمن بھارت کے اچانک حملوں کا جواب اسلحہ کی بجائے جذبہ ایمان اور جہاد سے دیا، جس کے نتیجہ میں دشمن کو شکست فاش ہوئی۔

تکبیر کے نعروں سے دنیا کو ہلا دیں گے ‏ ‏ اللہ کے شیروں کو مت چھیڑو ورنہ

اس کے بعد انھوں نے جنرل (ر) اسد حلیم کو دعوت دی۔ جنرل صاحب ایک سپاہی تھے۔ انھوں نے بتایا کہ اگرچہ واقعات و حالات اس وقت ایسے تھے کہ کچھ بھی ہو سکتا تھا۔ ان کا اندازِ تخاطب اس قدر دل نشین تھا کہ حاضرین محفل کی یکسوئی میں اضافہ ہو گیا۔ انھوں نے اس دن کی مزید منظر کشی کرتے ہوئے فرمایا کہ بزدل دشمن نے رات کی تاریکی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم پر حملہ کر دیا۔ آپ اس جنگ میں کمانڈر جنرل کا کردار ادا کر رہے تھے۔ انھوں نے ایک نقشہ کی مدد سے سیالکوٹ اور لاہور کے محاذ پر دشمن کے حملوں اور پاکستانی افواج کے دفاعی کارناموں سے حاضرین محفل کو باخبر کیا۔ انھوں نے فرمایا کہ قوم اور افواج پاکستان دشمن کے جارحانہ عزائم سے باخبر تھی۔ بھارتی فوج کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھتے ہوئے دفاعی حکمت عملی ترتیب دی گئی۔ ہر محاذ پر ہمارے سپاہی ڈٹے ہوئے دشمن کو ناکوں چنے چبوا رہے تھے۔ بھارت نے توپوں کے ذریعے شہریوں کو بھی گزند پہنچانے کی کوشش کی تھی۔

بھارت ٹینکوں کی ایک بڑی نفری میدان میں لے آیا تھا۔ تاہم ہمارے بہادر نوجوان سینے پر بم باندھ کر اس کے سامنے لیٹ گئے۔ صرف دو دن بعد بھارتی کمانڈر انچیف جنرل چودھری یہ ناقابل یقین خبر سن رہا تھا کہ اس کے ٹی پچپن (T-55) روسی ٹینک مکمل طور پر تباہ ہو چکے ہیں۔ انھوں نے اپنی تقریر کے دوران ان سرفروشوں کی داستانیں بھی سنائیں جن کی شجاعت، دلیری اور ایمان افروز کارناموں کی وجہ سے پوری قوم ہمیشہ ان پر فخر کرتی رہے گی۔ پاک فضائیہ کی سرفروشی کو بھی انھوں نے موضوعِ سخن بنایا۔ انھوں نے بتایا کہ ایم۔ ایم۔ عالم نے بیک وقت چھ طیاروں کو تباہ کر کے نیا عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ مزید برآں پاک فوج کے جواں مردوں نے دوارکا قلعہ تباہ کر کے دشمن کی کمر توڑ دی۔ اس کے ساتھ انھوں نے قوم کی تعریف بھی کی کہ میدانِ جنگ میں قوم نے اپنی فوج کا بھرپور ساتھ نبھایا اس کی روئے زمین پر مثال نہیں ملتی۔

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری صاحب نے پروفیسر محمد امین خالد صاحب کو اظہار خیال کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ یہ ایک ایسا موضوع ہے کہ جس کے آغاز کے بعد اختتام کی خواہش نہیں ہوتی۔ دل چاہتا ہے کہ بس ان کارناموں کو مسلسل سنا جائے اور سراہا جائے کہ جس سے ہمارا جذبہ حب الوطنی بھڑک اٹھتا ہے۔ ہماری رگوں میں گردش کرتا خون عہد کرتا ہے کہ ہر مشکل وقت میں ہماری جانیں ہمیشہ اپنے ملک کے لیے حاضر ہوں گی۔ وہ جذبہ جس کے تحت کل کے مسلمانوں نے اپنی جانیں دے کر ہمیں آزادی جیسی عظیم نعمت سے نوازا، پھر تازہ ہوتا ہے اور شاید یہی وہ اعلیٰ جذبہ ہے جس کی وجہ سے پاک فوج کے ہر سپاہی نے جراتوں کے اعلیٰ کارنامے انجام دیے۔ کیوں کہ ان کا مقصد صرف اور صرف اپنے ملک کی آزادی اور استحکام تھا اور دل جذبہ جہاد سے لبریز تھے۔

آخر میں جنابِ صدر پرنسپل پروفیسر سمیع اللہ چودھری صاحب نے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج بھی اسی جذبے اور ایمان کی ضرورت ہے تاکہ ملک کو سازشی اور دشمن عناصر سے پاک کر کے جنت کا نمونہ بنایا جا سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہر طالب علم اپنی حیثیت صرف پاکستانی شہری کے طور پر پہچانے اور اس ملک کی بقا و سلامتی کے لیے اپنا کردار ادا کرے کہ اقبال نے فرمایا تھا۔

افراد کے ہاتھوں میں ہے اقوام کی تقدیر ‏ ‏ ہر فرد ہے ملت کے مقدر کا ستارہ

انھوں نے کہا کہ آج بھی پاکستان خطروں میں گھرا ہے۔ ان حالات میں ہر پاکستانی محتاط اور چوکنا رہے اور اپنے فرائض کو پہچانے۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح 1965ء میں قوم اور افواج نے اعلیٰ کردار کا مظاہرہ کیا تھا اسی طرح آئندہ بھی کریں گے۔ آخر میں انھوں نے تمام حاضرین و سامعینِ محفل کا شکریہ ادا کیا۔ مہمانوں کے لیے پرتکلف چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ یوں یہ ناقابل فراموش اور جذبوں میں نئی امنگ و ترنگ پیدا کرنے والی خوبصورت تقریب کا اختتام ہوا اور سب اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

22 ایک ادبی مذاکرے کی روداد

(لاہور بورڈ 2008,10,11، ملتان 2010، سرگودھا 2010)(ملتان بورڈ 2023)

کالج کی نصابی سرگرمیاں اپنی جگہ اہمیت کی حامل ہیں لیکن غیر نصابی سرگرمیوں کے بغیر بھی کالج کی فضا ادھوری رہتی ہے۔ کھیل جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ انسان کے ذہن کو بھی فرحت بخشتے ہیں۔ لیکن غیر نصابی اور ہم نصابی ادبی سرگرمیاں کھیلوں سے بھی زیادہ ضروری ہیں، کیوں کہ یہ تعمیر کردار اور خود اعتمادی کے لیے بہت موزوں ہیں۔ مباحثے اور تقاریر سے ہی انسان کسی محفل میں بولنے کا حقیقی فن سیکھتا ہے۔ ان فوائد کے تناظر میں ہمارے کالج میں بھی وقتاً فوقتاً ادبی مذاکرے ہوتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی ہمارے کالج کی ادبی تنظیم "بزم اقبال" نے ایک مباحثے کا انعقاد کرایا۔ موضوع تھا "اقبال کا تصورِ خودی اور عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت"۔ مہمانِ خصوصی ملک کی نامور ادبی شخصیت حفیظ الرحمن صاحب تھے۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض پروفیسر ذیشان ممتاز صاحب انجام دے رہے تھے۔ انھوں نے پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے تلاوت کلام پاک کے لیے پروفیسر حافظ انوار شہزادہ صاحب کو دعوت دی۔ اس کے بعد پروفیسر محمد سلیم صاحب تشریف لائے اور ہدیہ نعت پیش کیا۔

اسٹیج سیکرٹری پروفیسر محمد ذیشان ممتاز نے پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے کہا کہ بزمِ اقبال نے علم وادب کے ایک روشن باب کی بنیاد رکھی ہے۔ جس کا بنیادی مقصد اقبال کے فلسفے، اس کے نظریات اور شاعری کو عام فہم انداز میں طالب علم تک پہنچانا اور آگاہ کرنا ہے، تاکہ اقبال کی آفاقی سوچ کی روشن قندیلیں ہمارے معاشرے میں عدم مساوات کے اندھیروں کو ختم کر کے تکریمِ انسانیت، مساوات اور محبت والفت کے لافانی جذبوں کو زبان عطا کر سکیں اور ایک پُرامن اور خوش حال معاشرے کی بنیادیں استوار کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہو سکیں۔ اس کے بعد انھوں نے پروفیسر سجاد علی صاحب (شعبہ اُردو) کو دعوت دی۔ وہ تشریف لائے اور موضوع کی مناسبت سے اقبال کے تصورِ خودی پر دھیمے لہجے میں گفتگو کرتے ہوئے سامعین وحاضرین سے داد سمیٹی۔ انھوں نے فرمایا کہ اقبال کا تصورِ خودی انسان کو پہچاننے کا نام ہے اور جب انسان خود کو پہچانتا ہے تو یا بت الٰہی کے مدارج طے کرتا ہوا عروج تک پہنچ جاتا ہے۔

روحِ اسلام کی ہے نورِ خودی ، نارِ خودی زندگانی کے لیے نار خودی، نورِ حضور

وہ اپنے لفظوں سے موتی بکھیرتے رہے اور سامعین وحاضرین سر دھنتے رہے۔ اس کے بعد پروفیسر تنویر احمد (شعبہ اُردو) تشریف لائے۔ انھوں نے اقبال کے تصورِ خودی پر بات کرتے ہوئے ان کے مختلف اشعار پیش کیے۔

نہ دیر میں، نہ حرم میں خودی کی بیداری کہ خاوراں میں ہے قوموں کی روح تریاکی
(اقبال)

انھوں نے مزید کہا کہ موجودہ دور میں اقبال کے فلسفے کو اپنانے کی ضرورت ہے جس کو بھلا کر ہم نے اپنا مقام اور اپنی شناخت کھودی ہے۔

گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

بعد ازاں انھوں نے کہا کہ اقبال جیسے درویش صفت انسان نے جو تصورِ خودی ہماری قوم کو دیا، اگر ہماری قوم اسے اپنا شعار بنا لے تو وہ وقت دور نہیں جب اسلام کا بول بالا ہوگا۔ انھوں نے تالیوں کی گونج میں اپنی بات کا اختتام اس شعر پر کیا۔

خودی کیا ہے، رازِ درونِ حیات خودی کیا ہے، بیداریِ کائنات (اقبال)

اس کے بعد پروفیسر تنویر منیر صاحب (شعبہ اکنامکس) تشریف لائے اور انھوں نے اپنے زریں خیالات سے سامعین وحاضرین کو آگاہ کرتے ہوئے تصورِ خودی پر سیر حاصل گفتگو کی اور فرمایا کہ اقبال کا مردِ مومن کبھی رب کی رحمت سے مایوس نہیں ہوتا۔ اس کا رزق اس کے رب کا محتاج ہے نہ کہ کسی غیر کا۔ اقبالؒ نے رزق کا ایک نیا تصور انسان کے سامنے پیش کیا۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

انھوں نے مزید کہا کہ اگر ہمارے حکمران قرضوں کی بھیک پر انحصار چھوڑ دیں تو ہم ذلت و پستی کی اتھاہ گہرائیوں سے نکل سکتے ہیں۔ انھوں نے آخر میں کہا کہ کوئی شک نہیں کہ اقبال نے جو فلسفہ ہمیں دیا وہ ہماری خودداری، عزت اور ضمیر کو بلندی عطا کر کے دنیا میں بہترین امت کے طور پر پیش کرتا ہے اور جھوٹی انا اور خود غرضی اور غلامی کی زنجیریں توڑتے ہوئے کامیابی اور رضائے الٰہی کی طرف لے جاتا ہے، کیوں کہ یہی تو انسان کی تخلیق کا مقصد ہے۔ انھوں نے حاضرین کی بہترین داد کے ساتھ اپنی بات کا اختتام کیا۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی حفیظ الرحمٰن صاحب جو کہ نامور اقبال شناس مانے جاتے ہیں تشریف لائے۔ انھوں نے اپنی خوب صورت باتوں سے اپنے دل نشین و پرسحر اندازِ گفتگو اور موضوع پر گرفت کے ذریعے سامعین وحاضرین کے دل موہ لیے۔

انھوں نے بات کا آغاز کرتے ہوئے کہا کہ اقبال نے جاوید نامہ میں تصورِ خودی کو بڑے بلیغ انداز میں پیش کیا ہے جو انسان کے ماضی، حال اور مستقبل کی نشان دہی کرتا ہے۔ یہ نہ صرف فکر وخیال و فلسفہ کی عظمت ہے بلکہ موجودہ دور کے حالات اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ آج بھی اگر ہم نے اس عظیم انسان کی باتوں سے چشم پوشی کی تو ہماری آنے والی نسلیں تباہی سے نہیں بچ سکیں گی۔ موجودہ دور میں اقبال کا تصورِ خودی کشکول توڑنے کا تقاضا کرتا ہے۔ صرف اور صرف رب کی رضا کے لیے اپنی نئی تاریخ رقم کرنے کے لیے ہمیں اپنے رویے تبدیل کرنا ہوں گے۔ ورنہ اللہ کا قاعدہ ہے کہ:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آخر میں ہمارے کالج کے وائس پرنسپل محمد سلیم اختر صاحب تشریف لائے۔ انھوں نے تمام مقررین کا شکریہ ادا کیا کہ انھوں نے تقریب کے وقار میں اضافہ کرتے ہوئے اپنی سیر حاصل گفتگو سے سامعین کو محظوظ کیا۔ انھوں نے تمام طلبہ کا بھی شکریہ ادا کیا۔ انھوں نے کہا کہ زندہ قومیں اپنے قومی رہنماؤں کو خراجِ عقیدت اسی صورت میں پیش کر سکتی ہیں جب وہ ان کی پیروی کریں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی خودی کو صحیح معنوں میں بیدار کرتے ہوئے پاکستان کے مفید شہری بن کر اس کی اصلاح کریں تاکہ ہمارا ملک ذلت اور کسمپرسی کی حالت سے نکل سکے۔

تو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا خودی کا رازداں ہو جا، خدا کا ترجماں ہو جا

اس کے ساتھ ہی نشست برخاست ہوئی۔ مہمانانِ گرامی کو پرنسپل کے ہم راہ ضیافت دی گئی اور یوں ایک عظیم الشان تقریب کا اختتام ہوا۔

23 کالج کی سالانہ کھیلوں کے آخری دن کی روداد

(سرگودھا بورڈ 2010ء، بہاول پور بورڈ 2017، لاہور، گوجرانوالہ، سرگودھا 2019)(گوجرانوالہ بورڈ 2023)

مشہور مقولہ ہے کہ "ایک صحت مند جسم میں ہی صحت مند دماغ ہو سکتا ہے"۔ اس مقولے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ہمارے کالج گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خان پور میں سالانہ کھیلوں کا اہتمام ہر سال مارچ کے مہینے میں کیا جاتا ہے اور اسی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے اس سال بھی پچھلے دو ہفتوں سے ڈویژن کی سطح پر مقابلے جاری تھے۔ کھیلوں کے اختتام کا دن تھا۔ جس میں فٹبال کے فائنل میچ کے ساتھ ساتھ تقریبِ تقسیمِ انعامات بھی تھی۔ ہمارے کالج میں ہر طرف لگی ہوئی رنگ برنگی جھنڈیاں گویا آنے والے معزز مہمانوں کا استقبال کر رہی تھیں۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی ایم این اے حلقہ NA-195 جناب محترم عبدالرحمٰن ہادی تھے۔ مقررہ وقت پر وہ ایک بڑی ہی خوب صورت گاڑی سے باہر تشریف لائے۔ جہاں کالج کے پرنسپل اور سینئر اساتذہ ان کے استقبال کے لیے موجود تھے۔ پھر پرنسپل صاحب انھیں آفس لے گئے اور 20 منٹ بعد فٹ بال گراؤنڈ میں مخصوص جگہ پر جلوہ افروز ہوئے اور رسمی کارروائی کے بعد پروگرام کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ آج کا فٹ بال میچ خان پور کالج اور صادق آباد ڈگری کالج کے مابین ہوا۔

ہمارے کالج کی ٹیم بڑے سخت مقابلے کے بعد بہاول پور ڈگری کالج کی ٹیم کو ہرا کر فائنل میں پہنچی تھی۔ حاضرین وناظرین کی پُرجوش تالیوں اور نعروں کی گونج میں دونوں ٹیمیں میدان میں آئیں۔ دونوں کے کوچ بھی اپنی اپنی ٹیم کے ہمراہ تھے اور ریفری نے دونوں ٹیموں کو قواعد وضوابط بتانے کے بعد میچ کا باقاعدہ آغاز کرنے کے لیے سیٹی بجائی۔ دونوں ٹیمیں اپنے اپنے ہدف کے لیے دوڑیں۔ میچ کی دل چسپ بات یہ رہی کہ 90 منٹ کا کھیل بغیر کسی گول کے برابر رہا۔ ہر گزرتے لمحے کے ساتھ میچ کی سنسنی میں اضافہ حاضرین کے دلوں کی دھڑکنوں میں اضافہ کر رہا تھا اور سب کے اعصاب کا تناؤ اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ دونوں ٹیمیں بھرپور کوشش کر رہی تھیں۔

دونوں ٹیموں کو اضافی وقت دیا گیا۔ چناں چہ سجاد حیدر گول کر کے اپنی ٹیم کو کامیابی سے ہم کنار کرانے میں کامیاب ہوا۔ بہر حال ہمارے کالج کی ٹیم اگرچہ کامیاب نہ ہو سکی تاہم بہترین کھیل پیش کیا جس پر وہ خراجِ تحسین کی مستحق ٹھہری۔ کپتان اپنی ناکامی کی وجہ سے شرمندہ شرمندہ سا میدان سے لوٹا۔ بعض منچلوں نے جیتنے والی ٹیم کے کھلاڑیوں کو کندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ اس کے بعد سب لوگ بشمول مہمانِ خصوصی جلسہ گاہ کی طرف تشریف لائے، جہاں انعامات کی تقسیم کی تقریب کا اہتمام تھا۔

اسٹیج سیکرٹری پروفیسر جام تبسم ایاز صاحب نے اس پروگرام کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے تلاوت کلام پاک کے لیے اظہر حسین اور ہدیہ نعت کے لیے بلال شریف کو دعوت دی۔ اس کے بعد مہمانِ خصوصی تشریف لائے جنھوں نے اپنے دستِ مبارک سے مقابلے میں کامیاب ہونے والے طلبہ میں اسناد اور انعامات تقسیم کیے۔ مہمانِ خصوصی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انسان ایک معاشرتی حیوان ہے لوگوں سے ملنا اور مل جل کر رہنا اس کی ضرورت ہے اور کھیل اس کا بہترین نعم البدل ہے۔ اس سے ایک فرد کو بہترین گروپ اور جماعت میسر آتی ہے۔ انسان صحت مند اور چاق وچوبند رہتا ہے۔ کامیابی اس کی شخصیت کو اعتماد بخشتی ہے اور ناکامی کی صورت میں اس میں صبر وتحمل اور استقلال جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

انھوں نے کامیاب طلبہ کو خراجِ تحسین پیش کیا اس کے بعد جناب پرنسپل جام محمد فاروق صاحب آئے، جنھوں نے مہمانِ خصوصی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے تمام کامیاب طلبہ کو نصیحت کی کہ وہ کھیل کے ساتھ ساتھ تعلیم میں بھی، اسی طرح نمایاں پوزیشنیں حاصل کر کے، نہ صرف اپنا مستقبل سنواریں بلکہ ادارے اور ملک وقوم کی ترقی کا سبب بنیں۔ اس کے ساتھ ہی مہمانِ خصوصی پرنسپل اور دیگر اساتذہ کے ہمراہ ایک مخصوص کمرے میں تشریف لے گئے جہاں چائے کا اہتمام تھا۔ کامیاب طلبہ اپنے انعامات کے ہمراہ چہروں پر رونق اور دلوں میں خوب صورت مستقبل کے خواب سجائے گھروں کو روانہ ہوئے جب کہ ناکام طلبہ اگرچہ دکھی اور پریشان تھے تاہم آئندہ جیتنے کا ایک نیا عزم اور ولولہ لیے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

24 ایک شادی کی تقریب کی روداد

النکاح من سنتی (الحدیث)

''نکاح میری سنت ہے'' حضور اکرم خاتم النبیین محمد رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے اور یہ وہ امر ہے جسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے پسند فرمایا ہے۔ اس لیے بحیثیت مسلمان یہ ہمارے لیے اور زیادہ قابل احترام ہو جاتا ہے۔ ہمارے یہاں اکثر شادیوں کا موسم فصلوں کی آمد کے ساتھ مخصوص ہے، کیوں کہ پاکستان کی کثیر آبادی کی گزر بسر زراعت پر ہے۔ اس لیے شادی بیاہ و دیگر تقریبات کپاس اور گندم کے موسم میں عمل میں لائی جاتی ہیں۔ 29۔ اگست کو میری خالہ زاد بہن مہرین بھی رشتہ ازدواج میں منسلک ہونے جا رہی تھی۔ ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے مجھے ان چیزوں میں خاص کشش محسوس ہوتی ہے۔ بس جی جت گئے مہندی اور شادی کی تیاریوں میں۔ 27/ اگست کو مہندی کی تقریب ہونا قرار پائی۔ اس دن سب زرد لباس میں ملبوس ایک عجیب، دل چسپ اور پرکشش سماں پیش کر رہے تھے۔ مرد و زن، بچے سب زرد رنگ کے کپڑوں میں ملبوس ماحول میں ایک قسم کی دل کشی کا سبب بن رہے تھے۔ رات 7:00 بجے مہندی کی تقریب ہونا قرار پائی۔ دلہن بھی زرد لباس میں ملبوس خوب صورتی و حسن کا مرقع حور یا پری محسوس ہو رہی تھی۔

مقررہ وقت پر مہندی کی تقریب بخیر و عافیت سرانجام پائی۔ بس پھر سب رخصتی کی تیاریوں میں مگن ہو گئے۔ آخر رخصتی کا دن بھی آ پہنچا۔ اس دن کا اپنا ہی حسن ہوتا ہے۔ دلہن نے سُرخ رنگ کا غرارہ زیب تن کیا جو ڈیزائنر (Designer) کی مہارت کا منھ بولتا ثبوت تھا۔ اس لباس میں دلہن یوں محسوس ہو رہی تھی گویا کوہ قاف کی کوئی حسین افسانوی پری حقیقت کا روپ دھار چکی ہو۔ ہر کسی نے اپنی حیثیت کے مطابق خود کو بہتر سے بہتر تیار کیا ہوا تھا۔ بچے، بوڑھے سب اپنے حال میں مست اس وقت کی خوب صورت ساعتوں سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ ''بارات آئی، بارات آئی'' کا شور برپا ہو۔ دلھا صاحب مکمل مردانہ وجاہت کا منھ بولتا شاہ کار، دلہن کے قریب سٹیج پر بٹھائے گئے۔ گویا اپنی خوب صورتی کا مقابلہ دلہن سے کرتے ہوئے بہت دل کش دکھائی دے رہے تھے۔ بقول شاعر:

آج کا یہ دن مجھے خواب جیسا لگتا ہے　　مانگی ہوئی دعاؤں کے ایجاب جیسا لگتا ہے
گلوں جیسا چہرہ بھی ویسے ہی گل رنگ ہے　　آج تو ہر اک چہرہ رُخ ماہتاب جیسا لگتا ہے

نکاح مبارک کی بابرکت گھڑیاں بھی آن پہنچیں۔ سب کی دعاؤں سے تمام کام بخیر و عافیت سرانجام پائے۔ اس کے بعد کھانے کا دور شروع ہوا اور اپنے اختتام کو پہنچا۔ پھر بارات کی روانگی کا وقت آیا۔ ہر آنکھ اشک بار تھی۔ دلہن کے والدین یعنی میرے خالو، خالہ اور سب کی آنکھیں پرنم تھیں۔ سب کی بے پناہ دعاؤں، ماں کی نصیحتوں میں دلہن پیا گھر سدھار گئیں۔ ہم سب سوگ وار تھے۔ اگلے دن ولیمہ تھا پھر وہی ہنگامہ اور وہی سب معاملات جو پچھلے دن تھے۔ یوں شادی کی ایک پرشکوہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ بہر صورت یہ تقریب نہایت شان دار، دل فریب اور ذہنوں پر ان مٹ نقوش مرتب کرنے والی تھی۔ اس تقریب کے بعض مناظر اس کی اہمیت کے تناظر میں، میں نے کیمرے کی آنکھ سے محفوظ کر لیے۔ مختصر یہ کہ میں اس تقریب کو کبھی بھی نہیں بھلا سکوں گی۔

25 ''ایک خوف ناک حادثہ'' کی روداد

وقت اور حالات یکساں نہیں رہتے۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ''سفر زحمت ہے اس لیے کم سے کم کرو''۔ انسان صبح گھر سے نکلے تو کیا معلوم کہ اس کی قسمت کیا روپ دھارے۔ ایک کہاوت ہے کہ ''گھر کی چوکھٹ سے باہر پاؤں رکھتے ہی انسان موت و حادثے میں قدم رکھتا ہے''۔ وہ دن بھی عام دنوں کی طرح کا دن تھا، لیکن جب بھی سوچتا ہوں تو روح کانپ اٹھتی ہے۔ اس دن جو حادثہ پیش آیا اس کے نقوش میں آج بھی اپنے ذہن کے پردے سے مٹا نہیں پایا، کیوں کہ جو کچھ میری آنکھوں نے دیکھا اسے میں کیسے بھلا پاؤں۔؟ میری آنکھوں نے تو اسے ایک بار دیکھا تھا لیکن چشمِ تخیل ہزار بار دیکھ چکی ہے۔ وہ اس قدر الم ناک حادثہ تھا کہ میرے ذہن پر انمٹ نقوش چھوڑ گیا۔ فی الحقیقت اس واقعے کو میں بھلانے پر قادر ہی نہیں۔

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں سال اول کا طالب علم تھا، سردیوں کے اوائل کی یہ ایک ٹھنڈی، پرکیف اور ہلکی ہلکی دھند میں لپٹی صبح تھی۔ میں پیدل اپنے کالج کی طرف رواں دواں تھا۔ موسم بھی خوش گوار تھا۔ سردی کی شدت زیادہ نہیں تھی۔ معتدل خنکی بڑی خوش گوار اور بھلی لگ رہی تھی۔ بچے، بوڑھے، بڑے جوان سب اپنے اپنے راستوں پر رواں دواں تھے۔ سڑک کے دونوں اطراف پیدل چلنے والوں کا رش

تو تھا ہی البتہ سڑک پر بھی رش تھا۔ کوئی کار ''پاں پاں'' کرتی اپنے سے آگے والے کو خبردار کرتی ہوئی اس کی دائیں طرف سے گزر رہی تھی تو کبھی کوئی سکوٹر ہارن بجاتا زن سے اڑا جا رہا تھا۔ جب کہ گھوڑے کے ٹاپوں کی ٹک ٹک بھی دل چسپ معلوم ہو رہی تھی۔ سائیکل سوار اپنی پھرتی دکھا رہے تھے۔

سڑک پر پیدل چلنے والے بھی ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش میں تھے۔ غرض خاصی چہل پہل اور مصروف شاہراہ کا منظر تھا۔ چوں کہ ہر کسی کو اپنی منزل، سکول، کالج، دفتر، کچہری غرض اپنے کام کی جگہ پہنچنے کی جلدی تھی۔ اس لیے کچھ عجب نہ تھا کہ ایسے میں ہر انسان عجلت کا مظاہرہ کرے۔ جوں ہی نواں کوٹ چوک کی طرف مڑا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک ٹیکسی کار بڑی تیزی سے کچہری چوک کی طرف مڑی۔ یا اللہ خیر۔ کیا ماجرا ہے اس کی تیز رفتاری نے نہیں کیوں مجھے ایک دم خوف زدہ کر دیا۔

میری سمجھ میں نہیں آیا کہ کیوں میرے اوسان ایک دم منتشر ہو گئے تھے۔ میرے دل نے آنے والے کسی خطرے سے پہلے ہی آگاہ کر دیا یا میرے وجدان نے سب کچھ سمجھ لیا ہو۔ میں ابھی اپنے جذبات کے زیر اثر غلطاں و پیچاں ہی تھا کہ ایک دل دہلا دینے والی چیخ نے میری توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہوئے میرے اعصاب کو جھنجھوڑ ڈالا۔ میرا دل دھک سے رہ گیا۔ میرے اعصاب ایک دم کام کرنا چھوڑ گئے۔ میں حواس باختہ ہو گیا، کیوں کہ وہ تیز رفتار گاڑی سامنے آتے کم عمر بچے سے جا ٹکرائی۔ بچے کو شدید چوٹیں آئیں اور سر پھٹ گیا۔ بچے کی آواز پر سب لوگ اس کی طرف لپکے۔ پھر کیا تھا، مختلف قسم کی آوازیں کانوں میں پڑ رہی تھیں۔ کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ بچہ کیسا ہے، کوئی کہہ رہا تھا کہ ہسپتال لے جاؤ، کہیں خون زیادہ نہ بہہ جائے تو کوئی ''گاڑی والے کو بھاگنے نہ دینا'' کی آوازیں دے رہا تھا۔ موت و حیات کی کشمکش اتنی سخت اور بے رحم ہوتی ہے، میں پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ یہ سب میری برداشت سے باہر تھا۔ بہت مشکل مرحلہ محسوس ہو رہا تھا کیوں کہ بچہ سڑک پر تڑپ رہا تھا۔ اس کے جسم سے خون بہہ رہا تھا۔ ناک اور منھ سے بھی خون جاری تھا۔

اس خوف ناک منظر سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ ہجوم بڑھ گیا تھا اور لوگ چہ میگوئیاں کرنے میں مصروف تھے۔ اتنی دیر میں راستہ چھوڑو، راستہ چھوڑو، کی آوازیں آئیں۔ یہ پولیس کی وردی میں ملبوس سپاہی تھے۔ جو حسب روایت جائے وقوعہ پر دیر سے پہنچے تھے۔ پولیس آفیسر نے لوگوں کے بیانات قلم بند کیے اور گاڑی کے ڈرائیور کو حراست میں لے لیا۔ سپاہیوں نے جائے حادثہ کا نقشہ وغیرہ بنایا اور ضروری کارروائی پوری کی اور لڑکے کو ایمبولینس میں ہسپتال لے گئے۔ میں اپنی جگہ پر ابھی تک بے حس و حرکت بت بنا کھڑا تھا۔ شاید میں ذہنی طور پر خود کو یہ باور نہیں کرا پایا تھا کہ ایک جیتی جاگتی حیات موت کا شکار ہو چکی ہے۔

مجھے اپنے ہونٹوں پر نمکین سی شے کا احساس ہوا تو معلوم ہوا کہ میں نجانے کب سے رو رہا تھا۔ اس ساری صورت حال میں دو سے تین گھنٹے تو گزر ہی گئے تھے۔ مجھے اپنے اندر بھاری پن اور سوگواریت محسوس ہو رہی تھی۔ اس لیے میں واپس گھر کو پلٹنے کی غرض سے مڑا۔ میں شاید اس حادثے کو کبھی نہیں بھلا پاؤں گا۔ آج بھی اس کی یاد تازہ ہوتے ہی میرے جسم میں کپکپی سی دوڑ جاتی ہے اور وہی کیفیت، بوجھل پن اور سوگواریت طاری ہو جاتی ہے، جو اس دن تھی۔

26 کالج کی الوداعی تقریب کی روداد

(گوجرانوالہ بورڈ 17، فیصل آباد سالانہ 16)(ڈی جی خان بورڈ 2023)

یادش بخیر عہد گزشتہ کی صحبتیں
اک دور تھا جب کہ مرے ساتھ تم بھی تھے
اک خواب ہو چلی ہے رہ و رسم دوستی
اک وہم سا ہے اب کہ مرے ساتھ تم بھی تھے

مادرِ علمی سے محبت فطری جذبہ ہے۔ انسان جس جگہ پڑھتا ہے، دوست بناتا ہے اور وقت گزارتا ہے اس کے در و دیوار سے بھی محبت ہو جاتی ہے۔ اس کارگہِ حیات کا دستور ہے کہ ہم ملتے ہیں بچھڑنے کے لیے اور بچھڑتے ہیں ملنے کے لیے، جس طرح پھول کھلتے ہیں بکھرنے کے لیے اور انسان دنیا میں آتے ہیں جانے کے لیے۔ پیچھے فقط یادیں رہ جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ ازل سے جاری ہے جو کہ ابد تک جاری

رہے گا۔ دنیا کا یہ دستور بھی عجیب ہے کہ وہ دوست، وہ ساتھی اور وہ غم گسار جس کی خوشیوں اور غموں میں انسان ساجھی ہوتا ہے، اچانک بچھڑ جاتا ہے۔ انھیں اپنے ہاتھوں سے رخصت کرتا ہے، الوداع کہتا ہے۔

دعا کے لہجے میں مجھے یوں کہو الوداع — کہ چاند، تارے، پھول ہوں رستہ میرا

ہمارے الپائن کالج آف سائنسز کا دستور ہے کہ ہر سال الوداع ہونے والی سالِ دوم اور سالِ چہارم کی طالبات کے اعزاز میں سالِ اول اور سالِ سوم کی طالبات کی طرف سے الوداعی تقریب کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ اس سال بھی 8۔ مارچ 2018ء کو الوداعی تقریب منعقد ہونا قرار پائی۔ کالج کو جھنڈیوں، غباروں اور پھولوں سے سجا دیا گیا۔ طالبات کے لیے کرسیوں کا انتظام کیا گیا، کالج کی فضا خوشی اور غم کے جذبات سے معمور تھی۔ خوشی اس بات کی تھی کہ ہمارے ساتھی ایک نئی راہ کا سفر آغاز کرنے جا رہے ہیں اور غم اس بات کا تھا کہ ہمارے دوست ہم سے بچھڑ جائیں گے۔

تقریب کا آغاز ۱۲ بجے ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض سالِ اوّل کی ہونہار طالبہ عمارہ خالد انجام دے رہی تھیں۔ انھوں نے طالبات اور ہال میں موجود مہمانانِ گرامی سے مہمانِ خصوصی کا تعارف کرایا اور پروگرام کا باقاعدہ آغاز کیا گیا۔ اسٹیج سیکرٹری عمارہ خالد نے پروگرام کا آغاز کرتے ہوئے، تلاوتِ کلامِ پاک کے لیے سالِ دوم کی طالبہ میمونہ خالد کو دعوت دی۔ جنھوں نے پرسوز آواز میں قرآن پاک کی تلاوت کی تو سامعین پر سحر طاری ہو گیا۔ اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری عمارہ خالد نے سالِ اول کی طالبہ فروہ طارق کو بارگاہِ خداوندی میں حمدیہ کلام پیش کرنے کے لیے مدعو کیا جس کے درج ذیل اشعار نے سامعین پر سحر طاری کر دیا۔

میں اس کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے سخن — ضمیرِ کن سے اگاتا ہے جو زمین و زمن
وہی تو ہے جو ہواؤں کو دے کے اِذنِ خرام — سمندروں کی جبیں پر اُبھارتا ہے شکن
جو بندگی کو ہدایت کا نور دیتا ہے — جو آگہی کو سکھاتا ہے مصطفیٰ ﷺ کا چلن
جھکا میں سامنے اس کے تو سرخرو بھی ہُوا — نہ ہاتھ شل ہوئے میرے نہ ہے زباں پہ تھکن

اس کے بعد نعت کے لیے سالِ اول کی طالبہ زینب خالد تشریف لائیں اور انھوں نے ہدیۂ نعت پیش کیا۔ جس کے یہ اشعار دلوں میں اتر گئے۔

نعت کیا ہے وادیِ شعر و سُخن کا افتخار
نعت کیا ہے خوش بوؤں کا گلشن میں فشار
دل کی ہر دھڑکن کہے مصطفیٰ ﷺ کی نعت ہو
حکم دے مرے قلم کو جب خدا، تو نعت ہو

اس کے بعد جماعت سالِ سوم کی طالبات نے ایک خوب صورت ٹیبلو پیش کیا، جسے محفل میں موجود لوگوں نے سراہا اور دادِ تحسین سے نوازا۔ اسٹیج سیکرٹری عمارہ خالد نے سالِ اوّل کی طالبات اقرا، مریم، بشریٰ اور حفصہ کو دعوت دی، جنھوں نے خوب صورت سرائیکی جھومر پیش کیا، جسے ناظرین نے بے حد پسند کیا۔

اس کے بعد لائبہ جمشید نے سالِ اوّل کی طالبات کی نمائندگی کرتے ہوئے سالِ دوم کی طالبات کو پرخلوص انداز میں الوداع کہتے ہوئے اظہارِ خیال کیا کہ وہ ان کی محبت کو ہمیشہ یاد رکھیں گی۔ اس کے بعد کچھ اسی قسم کے جذبات کا اظہار سالِ سوم کی طالبات کی نمائندگی کرتے ہوئے بشریٰ خالد نے کیا اور سالِ چہارم کی طالبات کو پرخلوص انداز میں الوداع کہا۔

سالِ دوم کی طالبات نے بھی سالِ اوّل کے خلوص اور محبت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ عاتکہ طارق نے سالِ دوم کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا کہ اسے کالج میں گزرا ہر لمحہ یاد آئے گا۔ ان کا پڑھا ہوا یہ شعر ہمارے ذہنوں پر نقش ہو گیا۔

روک لو قدم، جی بھر کے دیکھ لو — ہمارا تمھارا ساتھ بس یہیں تک تھا

آخر میں پرنسپل صاحبہ میڈیم ثنا کو دعوت دی گئی۔ انھوں نے طالبات کو، ان کے روشن مستقبل کے لیے دعا دی۔ انھوں نے سالِ اوّل اور سالِ سوم کی طالبات کو بھی دادِ تحسین دی کہ جن کی بھرپور محنت کی وجہ سے ایک کامیاب تقریب منعقد ہوئی۔ سالِ اول اور سالِ سوم کی طالبات کی طرف سے پرتکلف ظہرانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔

یوں یہ ناقابلِ فراموش اور جذبوں میں نئی امنگ و ترنگ پیدا کرنے والی خوب صورت تقریب کا اختتام ہوا اور سب اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے۔

27 سیلاب کا آنکھوں دیکھا حال

اس رنگین کائنات کو جب سے رب تعالیٰ نے وجود بخشا ہے، یہ تغیر پذیر ہے۔ ہزاروں انقلاب گزر چکے ہیں اور آخری دن تک نہ جانے کتنے ہیر پھیر سے یہ کائنات گزرے گی۔ کروڑوں مناظر اپنے سینے میں چھپائے ہوئے یہ کائنات اپنے انجام کی طرف تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ مختلف اوقات میں سماوی و ارضی آفات نے کائنات کو پلٹا، تہہ و بالا کیا اور اس کے حسن و جمال کو زیر و زبر کر کے رکھ دیا۔ لیکن کوئی ایسا پیمانہ آج تک ایجاد نہیں ہو سکا جو، ان آفاتِ سماوی و ارضی سے مکمل طور پر انسانیت کو نجات دلا سکے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب تک کائنات آباد ہے، درختوں، پودوں اور پھولوں کا حسن و جمال یوں ہی تہہ و بالا ہوتا رہے گا۔ بقول شاعر:

تغیرات سے دنیا سنگھار کرتی ہے
قضا کا زندگی یوں انتظار کرتی ہے

یہ ان دنوں کی بات ہے جب میں سالِ دوم کا طالب علم تھا۔ ہمارا گھر دریائے سندھ کے قریب واقع تھا۔ دریائے سندھ کا بہتا ہوا پانی، مچھلیوں کا رقص، پرندوں کی سریلی صدائیں، ندی نالوں کا راگ، مٹی کی زرخیزی، فصلوں کی لہلہاہٹ، سبزے کی خوشی نمائی غرض یہ تمام مناظر انسانی مشاہدے کے لیے ایک قیمتی سرمایہ ہیں۔ اکثر میں اپنے دوستوں کے ساتھ شام کے وقت دریا کی موجوں کا نظارہ کرنے کے لیے جایا کرتا تھا۔ لیکن چند ہی دنوں کے بعد سارا نقشہ ہی تبدیل ہو کر رہ گیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے بادلوں کے ٹکڑے آسمان پر پہاڑوں کے مانند نمودار ہوئے اور موسلا دھار بارش کی شکل اختیار کر گئے۔ بقول شاعر:

ہائے کیا فرطِ طرب سے جھومتا جاتا ہے ابر
فیلِ بے زنجیر کی صورت اُڑا جاتا ہے ابر

قدرت کا اصول ہے کہ ہر چیز میں اعتدال انسان کے لیے فائدہ مند ہے۔ کسی بھی چیز کی مقدار بڑھ جائے تو وہ تباہی لاتی ہے اور بجائے رحمت کے زحمت بن جاتی ہے۔ اس بارش میں جب کثرت آ جائے تو یہ سیلاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے۔ ان دنوں بھی کچھ ایسی ہی کیفیت پیدا ہو گئی کہ مسلسل بارشوں کے سبب دریاؤں میں پانی کی زیادتی کی وجہ سے کنارے پھیل گئے۔ پانی کی تیز لہریں گھروں میں داخل ہو گئیں اور کھڑی فصلیں تباہ ہو گئیں۔

ہمارے گاؤں کے تمام کچے مکان زمین بوس ہو گئے۔ لوگ چیختے چلاتے، مدد کو پکارتے حسرت بھری نگاہوں سے اپنے گھروں کو ملبے کا ڈھیر بنتے ہوئے دیکھتے رہے، لیکن وہ بے بسی کے عالم میں کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح گاؤں کے لوگ اپنا مال و اسباب سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر اونچی جگہ کی تلاش میں مارے مارے پھرنے لگے۔ یہ بڑا ہی دلخراش منظر تھا کیوں کہ میں نے اپنی آنکھوں سے کئی لوگوں اور کئی جانوروں کو پانی کی تیز لہروں میں بہتے ہوئے دیکھا تھا۔ ہمارے گاؤں کی بیشتر آبادی کھنڈر اور ویرانے میں بدل گئی۔ لوگوں کا قیمتی سامان سیلاب کے باعث پانی میں بہہ گیا اور ہم نے دو دن کھلے آسمان تلے گزارے۔

بعد ازاں پاکستان آرمی کی ٹیمیں کشتیوں کے ذریعے گاؤں پہنچیں اور لوگوں کو یہاں سے نکال کر محفوظ جگہ پر پہنچا دیا۔ پھر ہمیں حفاظتی ٹیکے لگائے گئے اور ادویات دی گئیں تاکہ سیلاب سے متاثرہ لوگ مختلف بیماریوں اور وبائی امراض سے بچ سکیں۔

چند دن گزرنے کے بعد دریا میں پانی کا زور ختم ہو گیا اور ہم سب واپس اپنے گاؤں آ گئے۔ گاؤں کی حالت زار کو دیکھ کر میرا دل خون کے آنسو رونے لگا۔ میں شاید اس واقعہ کو کبھی نہیں بھلا پاؤں گا۔ آج بھی اس کی یاد تازہ ہوتے ہی میرے جسم میں کپکپی سی دوڑ جاتی ہے اور وہی کیفیت، بوجھل پن اور سوگواریت طاری ہو جاتی ہے، جو اُس دن تھی۔

28 آتش زدگی کے واقعہ کا آنکھوں دیکھا حال

وقت اور حالات یکساں نہیں رہتے۔ وہ دن بھی عام دنوں کی مانند تھا، لیکن جب بھی سوچتا ہوں تو روح کانپ اٹھتی ہے۔ اس دن جو حادثہ دیکھا اس کے نقوش میں آج بھی اپنے ذہن کے پردے سے مٹا نہیں پایا۔ یہ حادثہ اس قدر الم ناک تھا کہ میرے ذہن پر ان مٹ نقوش چھوڑ گیا۔ ویسے تو ہر روز ملک کے کسی نہ کسی شہر میں کوئی ایسا واقعہ پیش آ جاتا ہے کہ جس کی تلافی انسان چاہتے ہوئے بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن

آتشزدگی کے واقعات تو سراسر انسانی لاپروائی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ اس لیے اگر ہم سب روزمرہ کے کاموں میں احتیاط سے کام لیں تو ایسے جان لیوا حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔

یہ آج سے دو سال پہلے کا واقعہ ہے۔ جب میں کالج سے گھر کی جانب جا رہا تھا۔ موسم بھی خوشگوار تھا۔ گرمی کی شدت زیادہ نہیں تھی۔ بازار میں لوگوں کا رش قابلِ دید تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ شہر کے تمام لوگ خریداری کرنے کے لیے بازار آئے ہوئے ہوں۔ اسی اثنا میں بچاؤ بچاؤ کی آوازیں بلند ہونے لگیں، لوگوں نے بتایا کہ ساتھ والی دُکان میں آگ لگ گئی ہے۔ جب میرے کانوں میں یہ آواز پہنچی تو ایک دم گھبراہٹ محسوس ہوئی۔ لوگوں نے اِدھر اُدھر بھاگنا شروع کر دیا، جس کے باعث بھگدڑ کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ کیوں کہ دُکان بہت بڑی تھی اور کئی لوگ اس کے اندر موجود تھے، اس لیے ہر شخص کے دل میں یہی خوف تھا کہ کہیں یہ آگ دُکان کو جلا کر راکھ کا ڈھیر نہ بنا دے۔

میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میرے اوسان ایک دم کیوں منتشر ہو گئے تھے اور یہی کیفیت دوسرے لوگوں کی تھی جو اس لمحے وہاں موجود تھے۔ اتنے میں کچھ لوگوں نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے بالٹیاں اُٹھائیں اور ان میں پانی بھر بھر کر آگ پر ڈالنے لگے مگر آگ شدت اختیار کرتی جا رہی تھی۔ کچھ لوگوں نے دُکان کے دوسرے دروازے سے نکل کر جان بچائی لیکن دُکان دار کا بیٹا ابھی تک دُکان کے اندر تھا۔ پہلے پہل تو لوگوں نے سمجھا کہ تمام لوگ نکل آئے ہیں مگر اچانک اندر سے چیخیں سنائی دیں کہ "مجھے بچاؤ" "مجھے بچاؤ"۔

اس خوف ناک منظر نے میرے رونگٹے کھڑے کر دیے۔ ہجوم بڑھ گیا تھا اور لوگ چہ مگوئیاں کرنے میں مصروف تھے۔ آگ اس قدر زیادہ بھڑک اُٹھی تھی کہ کوئی تدبیر کام نہیں کر رہی تھی۔ اسی اثنا میں ایک نوجوان نے ہمت کا مظاہرہ کیا اور اس نے ساتھ والی دُکان سے کمبل اُٹھایا۔ اس کے بعد کمبل کو اچھی طرح پانی میں بھگو لیا اور اپنے گرد لپیٹ کر دُکان کے اندر جانے کا مصمم ارادہ کیا کہ قیمتی جانوں کو بچایا جا سکے۔ اپنے لیے تو ہر شخص جیتا ہے۔ انسانیت کی معراج تو یہ ہے کہ دوسروں کی پروا کی جائے۔ بقولِ شاعر:

؎ اپنے لیے تو سب ہی جیتے ہیں اس جہاں میں
ہے زندگی کا مقصد اوروں کے کام آنا

وہ نوجوان اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرتا ہوا بے حد خطرناک آگ میں کود پڑا۔ دُکان میں دھواں اس قدر زیادہ تھا کہ دم گھٹنے لگا۔ مگر اس نوجوان نے ہوش و حواس قائم رکھے اور بچے کو اُٹھا کر ساتھ والی دُکان کی چھت پر چھلانگ لگا دی اور پھر بچے کو ایمبولینس کے ذریعے ہسپتال پہنچایا گیا۔ بعد ازاں فائر بریگیڈ کی دو گاڑیاں پہنچیں اور اس طرح اگلے دو گھنٹوں میں آگ پر مکمل قابو پا لیا گیا۔ دُکان کا آدھے سے زیادہ سامان جل چکا تھا مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کوئی جانی نقصان نہ ہوا۔ اس ساری صورتِ حال میں تین سے چار گھنٹے تو گزر ہی گئے تھے۔ میری طبیعت بوجھل ہو رہی تھی۔ اس لیے میں گھر کی جانب مڑا۔ میں شاید اس ناقابلِ فراموش واقعہ کو کبھی نہیں بھلا پاؤں گا۔

29 تقریبِ حلفِ وفاداری کی روداد

حسبِ معمول اس سال بھی کالج کی انجمنِ طلبہ کے منتخب عہدہ داران کی تقریبِ حلفِ وفاداری اعلان کے مطابق ۱۲ نومبر ۲۰۱۰ء کو دس بجے صبح کالج کے گراؤنڈ میں سادگی اور وقار سے منائی گئی۔ وقت کی پابندی کرتے ہوئے جناب پرنسپل مع مہمانِ خصوصی وزیرِ تعلیم و دیگر اساتذہ و یونین کے منتخب عہدے داران اسٹیج پر پہنچ گئے۔ پروفیسر جام خلیق مصطفیٰ صاحب کیوں کہ انجمنِ طلبہ کے نگران تھے، اس لیے انھوں نے مائیک سنبھالا اور اپنے مخصوص ادبی لہجے میں پروگرام کا آغاز کیا۔ تقریب کا آغاز تلاوتِ کلامِ پاک سے کرنے کے لیے حافظ شعیب خالد طالب علم سالِ اول کو اسٹیج پر آنے کی دعوت دی گئی۔ تمام حاضرین نے تلاوتِ کلامِ پاک بھرپور عقیدت و احترام کے ساتھ سماعت کی۔

اس کے بعد یونین کے نو منتخب صدر سے حلف لیا گیا اور ان کو دعوت دی گئی کہ وہ اس موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ نو منتخب صدر نے اپنے پندرہ منٹ کے خطبہ میں اُن طلبہ کا شکریہ ادا کیا جن کی اکثریت نے انھیں اپنا صدر منتخب کیا تھا اور ساتھ ہی اعلان کیا کہ جن طلبہ نے اس کے خلاف ووٹ دیے ہیں اُن سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے۔ جمہوری روایات کی پاسداری کرتے ہوئے صدر نے کہا کہ میں ان کا بھی خادم ہوں اور جہاں تک طلبہ کے عمومی مفاد کا تعلق ہے، میرے لیے سب طلبہ برابر اور یکساں ہیں۔ علاوہ ازیں مجھے یہ حق نہیں پہنچتا کہ منتخب نمائندہ ہو کر طلبہ کے درمیان اپنے اور پرائے کا فرق روا رکھوں۔ انھوں نے مزید یہ اعلان کیا کہ "بحیثیت صدر میں اپنے اکثر اوقات نہ صرف اپنے کیے ہوئے وعدے پورے کرنے میں صرف کروں گا بلکہ ان کے علاوہ بھی جس طالب علم بھائی کو جب بھی میری کسی خدمت کی ضرورت ہو، میں اس کے لیے ہر وقت حاضر اور مستعد رہوں گا۔"

صدرِ طلبہ نے پرنسپل جام محمد فاروق صاحب، کالج کے اساتذہ اور دیگر اہلِ کاروں کا بھی شکریہ ادا کیا جنھوں نے یونین الیکشن میں بڑی خوش اسلوبی، تنظیم اور غیر جانب داری کے ساتھ اپنے فرائض انجام دیے۔ صدرِ طلبہ نے پرنسپل جام محمد فاروق صاحب سے یہ مطالبہ بھی کیا کہ فیس وصول کرنے کے لیے ہر کلاس کا ایک دن مخصوص کر دینے کی بجائے ایک مدت مخصوص کر دی جائے تاکہ طلبہ کے لیے آسانی ہو۔ نیز ایک اور مطالبہ یہ بھی کیا کہ کالج میں موزوں جگہوں پر بینچیں رکھی جائیں تاکہ فرصت کے اوقات میں طلبہ وہاں بیٹھ سکیں۔

صدر کے خطبے کے بعد نقیبِ محفل پروفیسر جام خلیق مصطفیٰ صاحب نے مہمانِ خصوصی سے خطاب کی درخواست کی۔ مہمانِ خصوصی نے مختصر الفاظ میں پرنسپل جام محمد فاروق صاحب اور دیگر اساتذہ کا شکریہ ادا کیا۔ پھر طلبہ کی اس تقریب میں اپنی شمولیت پر خوشی کا اظہار کیا اور یونین کے عہدے داروں کو مبارک باد دیتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ وہ صحیح معنوں میں طلبہ کے منتخب نمائندے بن کر دکھائیں گے اور طلبہ کے جائز حقوق کی نگہداشت پوری تن دہی سے کریں گے۔ ساتھ ہی مہمانِ خصوصی نے طلبہ کو چند نصیحتیں بھی کیں کہ وہ بنیادی طور پر طالب علم ہیں، لہٰذا اپنی تعلیم سے سروکار رکھیں۔ علاوہ ازیں عملی سیاست میں حصہ نہ لیں اور شرپسندوں کا آلۂ کار بن کر کالج کے تعلیمی ماحول اور امن و امان کی صورتِ حال کو خراب نہ ہونے دیں۔ انھوں نے دعا کی کہ طلبہ کو بصیرت کا نور عطا ہو اور وہ زندگی کے اُفق پر آفتاب بن کر چمکیں۔

مہمانِ خصوصی کے خطاب کے بعد پرنسپل جام محمد فاروق صاحب نے ان کا شکریہ ادا کیا اور اگلے دن کالج میں تعطیل کا اعلان بھی کیا۔ اس طرح یہ پُروقار تقریب بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہنچی۔

30 کسی شاعر یا ادیب کے ساتھ ایک شام

انور مسعود دورِ حاضر کے خوش گو، مزاحیہ شاعر ہیں۔ بہت کم شعرا یا ادیب ایسے ہوتے ہیں، جنھیں اللہ تعالیٰ نے نظم و نثر دونوں پر قابلِ قدر قدرت عطا کی ہو۔ اس حوالے سے انھیں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ پنجابی اور اُردو دونوں زبانوں میں یکساں مہارت رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں موجودہ دور کے تمام نقاد اس بات پر متفق ہیں کہ انور مسعود دورِ حاضر کے بہت بڑے حقیقت پسند اور طنز و مزاح کے ہتھیاروں سے لیس شاعر ہیں۔ ان کے ہاں صورتِ واقعہ اور بذلہ سنجی کا عنصر نمایاں ہے۔

"سخن ورانِ ادب" ملتان نے ہمارے پیارے وطن کی اس عظیم ادبی شخصیت کے ساتھ ایک شام منانے کا اہتمام کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ اس عظیم ادبی شخصیت سے ہونے والی ملاقات کبھی نہ بھلائی جا سکے گی۔ کیوں کہ ان کی شاعری نے محفل میں شریک لوگوں پر ایسا سحر طاری کیا کہ سب ان کی سچائی اور کمالِ فن کو داد دیے بغیر نہ رہ سکے۔

دراصل ہماری ان سے ملاقات ایک محفل میں ہوئی جو "سخن ورانِ ادب" کے زیرِ اہتمام ایک خوب صورت ہال میں منعقد ہوئی۔ ہال کو نہایت نفاست اور خوش ذوقی سے سجایا گیا تھا اور مختلف ادیبوں اور شاعروں کے اشعار سے مزین مختلف قسم کے بینرز ہال میں جگمگا رہے تھے۔ چند ہی لمحوں کے بعد پروگرام کا آغاز کیا گیا۔ پروگرام کی صدارت صدر شعبہ اُردو پروفیسر جمیل صاحب کے سپرد تھی۔ اسٹیج سیکرٹری جناب پروفیسر جام فردوس احمد نے تقریب کا آغاز کرنے سے پہلے مہمانِ خصوصی اور مہمانانِ اعزاز کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد پروفیسر قاری کلیم اللہ صاحب نے اپنی پرسوز آواز میں سورۃ اخلاص کی تلاوت فرما کر دلوں کو راحت بخشی۔ پھر نعت رسول مقبول ﷺ کے لیے پروفیسر عبدالرحمن صاحب تشریف لائے۔

ان کے بعد دورِ حاضر کے عظیم شاعر انور مسعود صاحب تشریف لائے جنھوں نے سب سے پہلے اپنی شاعری کے آغاز کے بارے میں بتایا۔ بعد ازاں انھوں نے موجودہ مسائل کا نقشہ اپنی شاعری میں ایسا کھینچا کہ سارا ہال داد دیے بغیر نہ رہ سکا:

جو چوٹ بھی لگی وہ پہلی سے بڑھ کے تھی ہر ضرب کرب ناک پہ میں تلملا اُٹھا
پانی کا، سوئی گیس کا، بجلی کا، فون کا بل اتنے مل گئے ہیں کہ میں بلبلا اُٹھا

اس طرح وہ اپنے لفظوں سے موتی بکھیرتے رہے اور سامعین و حاضرین سر دھنتے رہے۔ کیوں کہ انور مسعود، حساس دل، شفاف ذہن اور ظریفانہ انداز کے حامل ایک عظیم شاعر ہیں۔ اس لیے ان کی شاعری بظاہر مزاحیہ ہوتی ہے، مگر وہ معاشرے کی کسی نہ کسی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھ کر دل کو ایسے تڑپا جاتے ہیں کہ قاری ہنسی کے ساتھ ساتھ بہت کچھ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں انھوں نے اپنی شاعری کو ایک نیا موڑ دیا اور موجودہ دور میں استعماری ملکوں کو آڑے ہاتھوں لیا۔ انھوں نے اس دوران میں اُردو کی مشہور ضرب المثل "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کا سہارا لے کر اقوامِ متحدہ کے طرزِ عمل پر شدید طنز کی۔ اقوامِ متحدہ میں سلامتی کونسل

کے مستقل ارکان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جس قرارداد اور جس فیصلے کو چاہیں "ویٹو" کے ذریعے مسترد کر دیں۔ نتیجہ یہ کہ اقوام متحدہ ان ارکان کے ہاتھوں میں کھلونا بن چکی ہے۔ اس طرح بڑی طاقتیں، من مانی کر رہی ہیں اور من پسند فیصلے کرا رہی ہیں اور اقوامِ متحدہ انصاف کرنے کی بجائے چھوٹی طاقتوں پر ظلم و ستم ہوتا دیکھ کر بھی بے بسی کی تصویر بنی ہوئی ہے۔

تمھاری بھینس کیسے ہے کہ جب لاٹھی ہماری ہے اب اس لاٹھی کی زد میں جو بھی آئے سو ہمارا ہے
مذمت کاریوں سے تم ہمارا کیا بگاڑو گے تمھارے ووٹ کیا ہوتے ہیں جب ویٹو ہمارا ہے

مزید برآں انھوں نے کہا کہ آج کل ہم نے اسلامی احکامات کو پس پشت ڈال کر مغربی اقوام کی پیروی میں کلچر کلچر کی رٹ لگا رکھی ہے۔ اس بے حسی کے رویے کو وہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

ملک آدھا گیا ہاتھ سے تو چپ سی لگی ہے
اک لونگ گواچا ہے تو کیا شور مچا ہے

آخر میں پرنسپل صاحب نے انور مسعود صاحب اور دوسرے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور اس امر پر زور دیا کہ ایسی محفلوں کا انعقاد ضرور ہونا چاہیے کیوں کہ ان کی بدولت پڑھے لکھے لوگوں کے ذوقِ شعر و ادب کو نئی زندگی ملتی ہے۔ محفل تو ختم ہو گئی مگر وہ پرلطف اور دلدوز اشعار اب بھی میری سماعت کو محظوظ کرتے اور کانوں میں رس گھولتے رہتے ہیں۔

31 یومِ قائداعظمؒ پر ہونے والی تقریب کی روداد

(ساہی وال 2019)

عظیم انسان روز روز پیدا نہیں ہوتے۔ ایسے انسانوں کے لیے تاریخ کو مدتوں منتظر رہنا پڑتا ہے۔ زمانے کی کتنی ہی گردشوں، وقت کی کتنی کروٹوں اور انسانیت کی کتنی ہی دعاؤں کے بعد کوئی ایسا انسان پیدا ہوتا ہے جو صرف عظمت ہی کے معیار پر پورا نہیں اترتا بلکہ اسے دیکھ کر خود عظمت کا معیار قائم کیا جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک عظیم شخصیت جس نے مسلمانانِ ہند کو آزادی جیسی لازوال نعمت سے نوازا، قائداعظم محمد علی جناحؒ تھے۔ تاہم ہر سال کی طرح رواں برس بھی ہمارے الپائن کالج میں شہر کے مشہور سماجی رہنما اور دانش ور پروفیسر چودھری عبداللطیف صاحب کی صدارت میں 25 دسمبر کو یومِ قائداعظمؒ منایا گیا۔

مقررہ وقت پر کالج ہال اساتذہ، معزز مہمانوں اور طلبہ سے بھر چکا تھا۔ اسٹیج سیکرٹری پروفیسر جام عبدالرحمٰن صاحب تھے۔ پروگرام کا باعدہ آغاز کرنے سے قبل صدرِ مجلس کو کرسیِ صدارت پر رونق افروز ہونے کی دعوت دی گئی اور اس کے ساتھ ہی ہال تالیوں سے گونج اٹھا۔ یوں جلسے کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے لیے پروفیسر حافظ عمار مسعود کو دعوت دی گئی۔ نعتِ رسول مقبول ﷺ کے لیے پروفیسر ایاز شاہ تشریف لائے اور انھوں نے نعت کا ہدیۂ عقیدت پیش کیا۔

اسٹیج سیکرٹری پروفیسر جام عبدالرحمٰن نے تقریب کا باقاعدہ آغاز کرتے ہوئے کہا کہ آج کی اس عظیم الشان تقریب جس کا اہتمام کالج ہٰذا نے کیا ہے، قائداعظم محمد علی جناحؒ کے حوالے سے ہے۔ انھوں نے مزید کہا کہ بلاشبہ ہم ان کے احسانات کو فراموش نہیں کر سکتے اور آج کی یہ تقریب ان کی خدمت میں نذرانۂ عقیدت کی یہ ہماری چھوٹی سی کاوش ہے۔ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ آج کی اس تقریب میں نامور شخصیات تشریف لائی ہیں۔ یہ ان کی قائداعظم محمد علی جناحؒ سے محبت ہی کا ثبوت ہے کہ وہ اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر دور دراز سے تشریف لائے اور محفل کو رونق بخشی۔

اس کے بعد اسٹیج سیکرٹری جام عبدالرحمٰن نے جناب پروفیسر محمد انور شاہین کو دعوت دی کہ وہ اسٹیج پر تشریف لا کر اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ محترم موصوف نے اس پر سیر حاصل گفتگو کی اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کی شخصیت اور ان کی سوچ کو اپنے لفظوں میں بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ کون جانتا تھا کہ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہونے والا یہ بچہ دراصل مشرق کے اقبال کا ستارہ اور ایک اسلامی ملک کا بانی ہوگا۔ آپؒ ابتدائی تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1893ء میں انگلستان چلے گئے۔ وہاں سے قانون کا امتحان پاس کیا، واپس آ کر بمبئی میں وکالت شروع کی مگر آغاز میں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا۔ لیکن قائداعظمؒ کے استقلال نے ان ناکامیوں کو کامیابیوں میں بدل دیا اور آپ کا شمار عظیم قانون دانوں میں ہونے لگا۔ آپؒ شروع میں کانگرس کا حصہ رہے لیکن آپؒ کو جلد محسوس ہو گیا کہ کانگرس کے پیشِ نظر صرف ہندوؤں کا مفاد ہے۔ وہ مسلمانوں کو ہر میدان میں زوال پذیر دیکھنا چاہتی ہے۔ اس تلخ حقیقت کے احساس کے بعد انھوں نے کانگرس سے علیحدگی اختیار کرلی

اور مسلم لیگ کو منظم کیا۔ ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا اور ان کے دلوں میں سچا جذبہ، نگاہوں میں بلندی اور عزم میں پختگی پیدا کی اور پاکستان کا مطالبہ کیا۔ آپؒ نے دوقومی نظریہ کی حمایت کرتے ہوئے فرمایا:

"ہندو اور مسلمان دو الگ اقوام ہیں۔ دونوں کے عقائد، رزمیہ کہانیاں، ہیرو ایک دوسرے سے مختلف ہیں، لہٰذا دونوں قوموں کو ایک لڑی میں پرونے کا مقصد برصغیر کی تباہی ہے۔"

انھوں نے اپنا مطمعِ نظر مزید واضح کرنے کے لیے یہ اشعار دہرائے۔

اے قائداعظمؒ تیرے کردار کی سوگند اے قائداعظمؒ تیرے افکار کی سوگند
اے قائداعظمؒ تیرے اظہار کی سوگند ہم چاہتے ہیں تجھے، تیرے پیار کی سوگند

اس کے ساتھ ہی وہ تالیوں کی گونج میں اجازت لیتے ہوئے اپنی کرسی پر براجمان ہوئے۔ اسٹیج سیکرٹری نے پروفیسر عطا محمد قریشی صاحب کو اظہارِ خیال کی دعوت دی۔ وہ تشریف لائے اور یوں گویا ہوئے:

تری دانش، تری حکمت، تری ہمت، تیرا ایماں نجاتِ اہلِ ہندوستاں، حیاتِ اہلِ پاکستان

انھوں نے مزید فرمایا کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ بچپن ہی سے اسلام کی حقانیت کو تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ آنحضور اکرم ﷺ کے سچے عاشق تھے۔ انھوں نے لنکوان کالج میں صرف اس وجہ سے داخلہ لیا تھا کہ اس کالج کی آئیڈیل شخصیات میں آنحضور اکرم ﷺ کا نام مبارک شامل تھا۔ آپؒ نے اپنے خطبات میں چودہ سے زائد مرتبہ خلفائے راشدین کے نظام کی نہ صرف تعریف کی ہے بلکہ اسے پاکستان میں نافذ کرنے کے عزم کا اظہار بھی فرمایا ہے۔ ایک موقع پر آپؒ نے کسی کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ:

"اگر حضرت عمرؓ کو اسلام سے نکال دیا جائے تو پھر اسلام کے پاس کیا رہ جائے گا؟"

بحوالہ رسالہ ماہنامہ "خلافت راشدہ" کراچی شمارہ اگست ستمبر 2012ء

اس کے بعد سالِ اول کے حافظ شعیب خالد نے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی عظمت پر خوب صورت نظم کو ترنم کے ساتھ پڑھ کر حاضرین و سامعینِ محفل کے دلوں کو جو سکون پہنچایا، اس نے تقریب کا لطف دوبالا کر دیا۔ نظم کے اشعار کچھ یوں تھے:

یوں دی ہمیں آزادی کہ دنیا ہوئی حیران اے قائداعظمؒ تیرا احسان ہے احسان

اس کے بعد مختلف مقررین اور مقالہ نگار آئے، جنھوں نے اپنے قائد کی گراں قدر خدمات پر سیر حاصل گفتگو کی اور حاضرین کے دلوں کو مسرور کیا۔ آخر میں صدرِ محفل پروفیسر چودھری محمد عبداللطیف صاحب کو خیالات کے اظہار کے لیے دعوت دی گئی۔ صدرِ محفل نے اس تقریب کی تعریف کی اور طلبہ پر زور دیا کہ قائداعظم محمد علی جناحؒ کے فرمودات کو اپنی زندگی کا حصہ بناتے ہوئے اپنے کردار میں پختگی لائیں اور وطنِ عزیز کی حفاظت اور ترقی کے لیے اپنا بھرپور کردار ادا کریں۔ بعد ازاں کالج کے پرنسپل جناب قمر اقبال صاحب نے صدرِ مجلس، مہمانانِ گرامی اور دیگر شرکا کا شکریہ ادا کیا اور یوں یہ خوب صورت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔

روزنامچہ نویسی

(امتحانی نقطہ نظر سے مطالعہ)

تعریف اور مفہوم:

روزنامچہ فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی ہر روز کا حساب لکھنے کی کتاب، ڈائری، کھاتا، ہر روز کی اہم باتیں لکھنے کی کتاب وغیرہ ہیں۔

(بحوالہ جدید اُردو لغت صفحہ 408، فیروز اللغات صفحہ 768)

چناں چہ روزنامچہ سے مُراد وہ تحریر ہے جس میں کوئی شخص اپنے ایک دن کے معمولات، واقعات اور تجربات تحریر کرتا ہے۔ روزنامچہ کو ڈائری (Diary) یا بیاض کہا جاتا ہے۔ روزانہ پیش آنے والے واقعات، حالات، حادثات اور معمولات کو مختصر مگر جامع انداز میں لکھنا روزنامچہ کہلاتا ہے۔ روزنامچہ لکھتے وقت حسب ذیل امور کا خیال رکھنا چاہیے۔

اہم ہدایات:

۱۔ روزنامچے کے آغاز میں تاریخ لکھنی چاہیے۔

۲۔ روزنامچے کی زبان سادہ ہونی چاہیے اور روزنامچہ کا پلاٹ ایسا ہونا چاہیے کہ بالکل حقائق کا پرتو نظر آئے۔

۳۔ روزنامچے میں روزمرّہ کے معمولات مثلاً کھانا، پینا اور سونا وغیرہ اور معاشرتی امور وغیرہ کا بھی ذکر کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ روزنامچہ مختصر مگر جامع ہونا چاہیے۔

انٹرمیڈیٹ کی بہترین تیاری کے لیے
کیپٹن سیریز کی
شرح سرمایہ اُردو
ٹاپرز انگلش اور آسان انگلش
موزوں ترین کتب ہیں۔

روزنامچہ نویسی

روزنامچے

بمطابق اُردو قواعد و انشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

1 ایک ڈاکٹر کا روزنامچہ

7۔ مارچ 2025ء

حسب معمول صبح پانچ بجے اٹھا۔ وضو کر کے مسجد گیا اور نمازِ فجر باجماعت ادا کی۔ قرآن مجید کی تلاوت کی، ترجمہ اور تفسیر پڑھی۔ مسجد سے نکل کر سیر کے لیے باغ کی طرف چلا گیا۔ وہاں ڈاکٹر عمیر اور ڈاکٹر عمران سے بھی ملاقات ہوگئی۔ ہم تینوں نے سیر کی اور گپ شپ بھی ہوتی رہی۔ تازہ ہوا سے دل و دماغ کو سکون ملا اور طبیعت ہشاش بشاش ہوگئی۔ گھر پہنچا تو ناشتہ تیار تھا۔ نہا دھو کر ناشتہ کیا اور بچوں کو سکول چھوڑ کر ہسپتال پہنچا۔ ابھی دو چار مریضوں کو ہی چیک کیا تھا کہ ایمرجنسی وارڈ سے کال آگئی۔ ایک زخمی کا فوری آپریشن کرنا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ بدقسمت موٹر سائیکل سوار ایک تیز رفتار بس کی زد میں آگیا تھا۔ مریض شدید زخمی تھا اور اس کی حالت غیر ہو رہی تھی۔ میں نے عملے کو فوراً آپریشن کی تیاری کا کہا اور آپریشن تھیٹر پہنچا۔ زخمی کا بہت زیادہ خون بہہ چکا تھا۔ اس کی پسلیاں ٹوٹ چکی تھیں اور سر میں بھی چوٹ آئی تھی۔ میں نے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرتے ہوئے اس کا آپریشن شروع کیا۔ مریض کی حالت زیادہ بگڑ گئی اور میری بھرپور کوشش کے باوجود اس کی جان نہ بچائی جاسکی۔ اس نوجوان کی موت کا مجھے بہت دکھ ہوا۔ مریض کے لواحقین بھی اس کی اچانک موت پر بہت غم زدہ تھے۔ میں اپنے کمرے میں پہنچا اور مریضوں کو چیک کرنا شروع کیا۔ موسم کی تبدیلی کی وجہ سے گلے کی خرابی اور بخار کے مریضوں کا بہت رش تھا۔ دوپہر کو ہسپتال سے نکلا اور بچوں کو سکول سے لے کر گھر پہنچا۔ دوپہر کا کھانا تیار تھا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا اور ذرا آرام کرنے کے لیے لیٹ گیا۔ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔ دیکھا تو خالہ آئی ہیں۔ سب گھر والے خالہ سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ خالہ سے گپ شپ ہوئی اور پھر میں کچھ سودا سلف لانے کے لیے بازار چلا گیا۔ واپس آیا تو کھانا تیار تھا۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کی اور مسجد میں جا کر عشا کی نماز ادا کی۔ واپس آ کر ٹی۔ وی پر کچھ دیر خبریں سنیں۔ اپنے سونے کے کمرے میں جا کر آج کا اخبار پڑھا۔ مجھے اخبار میں کالم پڑھنے کا شوق ہے۔ اب نیند آ رہی ہے، اس لیے سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

2 لکڑی کے تاجر کا روزنامچہ

5۔ جولائی 2025ء

معمول کے مطابق صبح کے پانچ بجے اٹھا۔ پانی پیا، وضو کیا اور مسجد کی طرف روانہ ہوگیا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد قرآنِ مجید کی تلاوت کی اور ترجمہ پڑھا۔ سیر کے لیے باغ کی طرف گیا۔ ٹھنڈی اور تازہ ہوا سے دل و دماغ کو بہت سکون ملا۔ آج موسم قدرے خوش گوار تھا۔ گزشتہ تین دن سے موسم بہت گرم تھا لیکن آج ہلکے ہلکے بادلوں نے گرمی کی شدت میں کمی کر دی تھی۔ واپس گھر پہنچا تو ناشتہ تیار تھا۔ نہا دھو کر بچوں کے ساتھ مل کر ناشتہ کیا۔ بچوں کو ان کے سکول چھوڑا اور لکڑ منڈی پہنچا۔ گاڑی کھڑی کر کے گودام میں گیا اور ملازموں سے ملا۔ ملازم لکڑی سنبھالنے میں مصروف تھے۔ کل جو تین ٹرک لکڑی کے آئے تھے، اس کا جائزہ لیا۔ کام کے متعلق ملازموں کو ہدایات دیں اور اپنے دفتر میں آ کر بیٹھ گیا۔ پچھلے دو دن کا حساب چیک کرنے والا تھا، لہٰذا رجسٹر کھول کر حساب کرنے لگا۔ اتنے میں ایک گاہک آ گیا۔ اسے پڑتل کی لکڑی چاہیے تھی۔ یہ میرا پرانا گاہک تھا اور ہمیں ایک دوسرے پر کافی اعتماد تھا۔ میں نے اسے لکڑی دکھائی اور ریٹ بتایا۔ پڑتل کی لکڑی کی مارکیٹ میں کافی طلب ہے۔ اس لیے اس کی قیمت بھی بڑھ گئی ہے۔ لکڑی کی قیمت اچانک بڑھنے سے گاہکوں کو مشکلات کا سامنا ہے، لیکن اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں۔ ذرا بحث و تکرار کے بعد آخر سودا طے ہو گیا۔ گاہک سے فارغ ہو کر میں دوبارہ حساب کتاب کی طرف متوجہ ہوا۔ دو پارٹیوں سے پیسے لینے تھے، انھیں فون کیا۔ ایک ملازم کو بلا کر ان پارٹیوں سے رقم وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ لکڑی کے دو اور گاہک آئے لیکن ان سے سودا طے نہ ہو سکا۔ بچوں کی چھٹی کا وقت ہو رہا تھا، اس لیے سکول کی طرف روانہ ہو گیا۔ بچوں کو لے کر گھر پہنچا۔ دوپہر کا کھانا تیار تھا۔ سب نے مل کر کھانا

کھایا۔ ظہر کی نماز پڑھ کر دوبارہ دکان پر پہنچ گیا۔ ایک گاہک میرے انتظار میں بیٹھا تھا۔ اسے دیار کی لکڑی درکار تھی۔ اس نے لکڑی کا جائزہ لیا تو اسے لکڑی پسند آ گئی۔ اس نے لکڑی کا پورا ٹرک خرید لیا۔ لکڑی کے تاجروں کی یونین (Timber Merchant Union) کے الیکشن ہیں۔ میں بطور جنرل سیکرٹری الیکشن میں حصہ لے رہا ہوں۔ اس لیے اپنے گروپ کے ساتھ مل کر دوسرے دکان داروں سے ملاقات کے لیے گیا۔ چار تاجروں سے ملاقات ہوئی اور انھیں اپنے حق میں ووٹ دینے پر آمادہ کیا۔ تاجروں کے مسائل بھی سنے اور ان کے حل کے لیے تجاویز پر بھی غور کیا گیا۔ مجھے بہت سے تاجروں کی حمایت حاصل ہے، اس لیے امید ہے کہ میں آسانی سے الیکشن جیت جاؤں گا۔ شام کو گودام کا چکر لگایا اور لکڑی کا جائزہ لیا۔ کاروبار کے لحاظ سے آج کا دن بہت اچھا گزرا۔ موسم بھی کافی بہتر تھا۔ مغرب کے وقت گھر پہنچا۔ کھانا کھا کر چہل قدمی کے لیے نکل گیا۔ واپس آیا تو بچوں نے آئس کریم کھانے کی فرمائش کی۔ ان کو لے کر بازار آئس کریم کھلانے چلا گیا۔ سب نے اپنی اپنی پسند کی آئس کریم کھائی۔ آئس کریم کھا کر بچے بہت خوش تھے۔ ان کے چہروں پر بکھری مسکراہٹ دیکھ کر مجھے بھی بہت سکون اور راحت ملتی ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ بچوں کے ساتھ وقت گزارنے اور گپ شپ لگانے سے بہت خوشی محسوس ہوئی اور دن بھر کی تھکاوٹ دور ہو گئی۔ گھر پہنچ کر تھوڑی دیر ٹی۔ وی دیکھا۔ خبریں سن کر ٹی۔ وی بند کیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اب نیند آ رہی ہے اس لیے سو جاؤں گا۔

3 ایک معلم کا روزنامچہ

4۔ جنوری 2025ء

حسبِ معمول پانچ بج کر تیس منٹ پر بیدار ہوا۔ فجر کی نماز کے لیے وضو کیا اور مسجد کی طرف روانہ ہو گیا۔ آج سردی کچھ کم تھی لیکن سموگ بہت زیادہ تھی۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور قرآنِ مجید کی تلاوت کی۔ صبح کی سیر کے لیے نہر کے کنارے چلا گیا۔ سیر اور ورزش کرنے کے بعد جسم تر و تازہ ہو گیا اور سردی کا احساس بھی کم ہو گیا۔ گھر پہنچا اور نہا دھو کر ناشتہ کیا۔ بچے بھی تیار ہو چکے تھے۔ انھیں لے کر کالج کی طرف روانہ ہو گیا۔ راستے میں بچوں کو سکول چھوڑا اور کالج پہنچ گیا۔ دھند شدید تھی اس لیے بڑی احتیاط سے گاڑی چلاتا رہا۔ کالج پہنچا تو اسمبلی شروع ہونے والی تھی۔ جلدی جلدی دفتر میں رجسٹر پر حاضری لگائی اور دوستوں سے سلام دعا کے بعد اسمبلی میں پہنچا۔ اسمبلی میں روزانہ پروفیسر سراج قریشی صاحب طلبہ کو درس دیتے ہیں۔ آج انھوں نے حسنِ اخلاق کے بارے میں بتایا۔ اسمبلی کے بعد طلبہ اپنے اپنے کلاس رومز میں چلے گئے۔ میں نے بھی اسٹاف روم سے طلبہ کی حاضری کے رجسٹر اٹھائے اور کلاس روم کی طرف چلا گیا۔ پہلا لیکچر گیارھویں جماعت میں تھا۔ کلاس روم میں داخل ہوا تو طلبہ نے کھڑے ہو کر میرا استقبال کیا۔ آج حصہ نثر میں سے سبق "دوستی کا پھل" پڑھنا تھا۔ میں نے حسبِ معمول بورڈ پر سبق کا عنوان، مصنف کا نام، سبق کی صنف اور کتاب کا نام لکھا اور طلبہ کی طرف متوجہ ہوا۔ سبق "دوستی کا پھل" ایک لوک داستان ہے۔ طلبہ کو لوک داستان کے بارے میں بتایا اور مصنف کے بارے میں مختصر بات کی۔ سبق پڑھنے سے پہلے اس کا مختصر خلاصہ بتایا تاکہ طلبہ سبق کو اچھی طرح سمجھ سکیں۔ طلبہ نے بڑی دل چسپی سے بات کی۔ کتاب سے پڑھنا شروع کیا اور طلبہ کو مشکل الفاظ کے معنی بھی لکھواتا رہا۔ سبق آسان اور دل چسپ تھا، اس لیے طلبہ بھی خوشی سے پڑھتے رہے۔ سبق مکمل نہ ہو سکا لیکن بچوں کو اچھی طرح سمجھ آ چکا تھا۔ چند طلبہ نے کچھ سوالات کے جوابات بھی دیے۔ پھر ان کی حاضری لگائی اور پیریڈ کا اختتام ہو گیا۔ دوسرا لیکچر بارھویں جماعت میں تھا۔ کلاس روم میں پہنچا تو طلبہ نے کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ آج کا سبق خطوط نویسی کے بارے میں تھا۔ میں نے خط کا مفہوم اور اقسام بورڈ پر لکھ دیں اور پھر ان کی مختصر وضاحت کی۔ پھر نمونے کے طور پر ایک خط بورڈ پر لکھ کر سمجھایا۔ آخر میں بچوں سے خط کے بارے میں چند اہم باتیں بھی پوچھیں۔ بچوں نے جس طرح جوابات دیے، اس سے تسلی ہوئی کہ انھیں خطوط نویسی کے بارے میں بنیادی باتوں کا علم ہو گیا ہے۔ طلبہ کو اگلے دن کا کام دیا، حاضری لی اور پیریڈ کا اختتام ہوا۔ سٹاف روم پہنچا تو چند دوست جن کا پیریڈ خالی تھا، خوش گپیوں میں مصروف تھے۔ ایک رفیق کار نے موسم کا حال دیکھ کر گاجر کا حلوہ منگوایا۔ گاجر کا گرما گرم حلوہ بہت لذیذ تھا۔ اس کے بعد چائے پی اور اگلے لیکچر کے لیے چل نکلا۔ میرا پانچواں اور چھٹا لیکچر بی۔ ایس کی کلاسز میں تھا۔ آج دونوں کلاسوں کا ٹیسٹ تھا۔ طلبہ نے ٹیسٹ دیے اور سبق کے متعلق کچھ سوالات کیے۔ کچھ سوالات کے جوابات کی تفصیل کو اگلے لیکچر تک ملتوی کر دی گئی کیوں کہ تفصیلی جواب دینے کا وقت نہیں تھا۔ کالج سے چھٹی ہوئی تو بچوں کو سکول سے لے کر گھر پہنچا۔ دوپہر کا کھانا تیار تھا لیکن پہلے ظہر کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد کھانا کھایا اور تھوڑی دیر آرام کیا۔ عصر کے وقت اٹھا اور نماز ادا کی۔ بچوں کا ہوم ورک چیک کیا اور پڑھائی میں ان کی مدد کی۔ مغرب کی نماز کے بعد کھانا کھا کر تھوڑی دیر ٹی وی پر خبریں دیکھیں۔ اس کے بعد عشا کی نماز ادا کی۔ کل کے لیکچرز کی منصوبہ بندی کی اور تھوڑی دیر مطالعہ کیا۔ اب نیند آ رہی ہے، اس لیے سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

4 شاعر کا روزنامچہ

14۔ مارچ 2025ء

حسبِ معمول صبح سویرے بیدار ہوا اور وضو کر کے مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور قرآن مجید کی تلاوت بھی کی۔ صبح کی سیر کے لیے باغ کی طرف گیا۔ سورج طلوع ہو رہا تھا اور ہر طرف نور کی کرنیں بکھری ہوئی تھیں۔ پرندے چہچہا رہے تھے۔ شگوفے پھول بننے کے لیے تیار ہو رہے تھے۔ سبزہ مسکرا رہا تھا اور ٹھنڈی ہوا پورے ماحول کو گدگدا رہی تھی۔ اس خوب صورت سماں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے آدھ گھنٹا سیر کی اور ہشاش بشاش ہو گیا۔ واپس گھر پہنچا تو ناشتہ تیار تھا۔ نہا دھو کر ناشتہ کیا اور کام پر جانے کی تیاری کرنے لگا۔ کام پر پہنچا اور رجسٹر اور کھاتے کھول کر کام شروع کیا۔ آج ربیع الاول کا پہلا جمعہ تھا۔ جمعہ کے دن دکان جلدی بند ہو جاتی ہے، اس لیے دوپہر بارہ بجے چھٹی ہو گئی اور میں گھر واپس آ گیا۔ مسجد سے نمازِ جمعہ کی اذان کی آواز آ رہی تھی۔ تیار ہو کر مسجد پہنچا۔ لوگ ابھی جمع ہو رہے تھے۔ ہمارے محلے کے معروف نعت خواں حاجی عبدالخالق خوب صورت آواز میں نعت پڑھ رہے تھے۔ سب لوگ عشقِ مصطفیٰ ﷺ میں مگن تھے۔ حاجی صاحب کی پرسوز آواز اور نعتِ رسول مقبول کے خوب صورت اشعار عجیب کیفیت پیدا کر رہے تھے۔

کھلا ہے سبھی کے لیے بابِ رحمت، وہاں کوئی رتبے میں ادنیٰ نہ عالی
مرادوں سے دامن نہیں کوئی خالی، قطاریں لگائے کھڑے ہیں سوالی (اقبال عظیم)

میں بھی نعت کو بڑی توجہ سے سن رہا تھا۔ جب نعت کا یہ شعر سنا تو مجھے روضۂ رسول ﷺ پر اپنی حاضری کا وقت یاد آ گیا اور مجھ پر رقت طاری ہو گئی۔ نعت کا وہ شعر یوں ہے:

میں پہلے پہل جب مدینے گیا تھا، تو تھی دل کی حالت تڑپ جانے والی
وہ دربارِ سچ مچ مرے سامنے تھا، ابھی تک تصور تھا جس کا خیالی (اقبال عظیم)

یہ شعر سن کر مجھے یوں لگا کہ جیسے میں ایک بار پھر روضۂ رسول ﷺ کے سامنے کھڑا ہوں۔ دل کی عجیب کیفیت ہوئی، جس نے مجھے نعت گوئی کی تحریک دی۔ نعت کے دو اشعار کی آمد ہوئی اور میں دل ہی دل میں انھیں دہراتا رہا۔ جمعہ کی نماز کے بعد گھر آتے ہوئے میں انھیں دھیمی آواز میں پڑھتا رہا۔ ایک کاغذ قلم جیب میں رکھا اور اشعار قلم بند کرتا رہا۔ شام تک نعت کے گیارہ اشعار ہو گئے۔ شام کی چائے پر سب گھر والے جمع تھے۔ میں نے پوری نعت اپنے بیوی بچوں کو سنائی۔ سب نے بہت پسند کی۔ عصر کے بعد ہمارے ہمسائے خالد حسن صاحب کے ہاں محلے کے کچھ دوست جمع تھے۔ میں بھی وہاں موجود تھا۔ سب نے فرمائش کی کہ میں اپنے کچھ اشعار سناؤں۔ میں نے اپنی تازہ نعت سنائی تو سب نے خوب داد دی۔ نعت سنانے میں مجھے بھی خاص لطف محسوس ہو رہا تھا۔

ع مدحت گری میں اوجِ ہنر دیکھتا رہا

سامعین نے کئی اشعار بار بار سنانے کی فرمائش کی۔ مجھے بھی یہ نعت سنا کر روحانی مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔ مغرب کی نماز کے بعد گھر آیا اور کچھ وقت بیوی بچوں کے ساتھ گزارا۔ کھانا کھا کر ٹی وی پر خبر نامہ دیکھا اور اپنی تازہ نعت کو اپنی ڈائری میں نوٹ کر لیا۔ اس وقت نیند آ رہی ہے اور نعت کے اشعار بھی ذہن میں گونج رہے ہیں۔ بستر پر لیٹوں گا تو روضۂ رسول ﷺ کے تصور میں یہ اشعار پڑھتے پڑھتے سو جاؤں گا۔

5 شادی کی تقریب کے متعلق روزنامچہ

15۔ مئی 2025ء

میرا آج کا دن بہت مصروف گزرا ہے۔ آج میرے بڑے بھائی ڈاکٹر عمیر خالد کی شادی تھی۔ گزشتہ تین دن سے ہم سب شادی کی تیاری اور مہمانوں کی تواضع میں مصروف رہے۔ کل مہندی کی رسم تھی، جس پر خوب رونق اور ہنگامہ رہا۔ آج صبح نماز فجر سے پہلے ہی اٹھنا پڑا۔ مہمان ابھی سو رہے تھے۔ امی جان اور ابو جان بھی مجھ سے پہلے ہی بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے اپنی خالہ زاد اقصیٰ کو بھی جگا دیا اور ہم کپڑے استری کرنے میں مصروف ہو گئیں۔ ابا جان کا حکم تھا کہ مہمانوں کے ناشتے کا بھی انتظام کرنا تھا۔ ناشتے کی تیاری، کپڑوں کی استری، گھر کی صفائی اور ڈھیر سارے کام کرنے تھے۔ کل رات مہندی کی رسم میں سہیلیوں کے ساتھ دیر تک ہلا گلا کرتی رہی، جس کی وجہ سے تھک کر چور ہو گئی تھی اور نیند بھی پوری نہیں ہو سکی تھی۔ اقصیٰ کے ساتھ گپ شپ کرتے ہوئے کپڑے استری کر لیے تو فجر کی اذان ہوئی۔ مہمان بھی بیدار ہونا شروع ہو گئے۔ نماز فجر ادا کرنے کے بعد ناشتے کی تیاری شروع ہوئی۔ امی اور خالہ کے ساتھ مل کر ناشتہ تیار کیا اور گھر میں موجود خواتین اور بچوں کو

ناشتہ کرایا۔ مرد مہمان اوپر والی منزل (First Floor) پر تھے، اس لیے ان کے لیے وہاں ناشتہ بھجوا دیا۔ ناشتے سے فارغ ہو کر مہمان برات میں جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ جلد ہی دلہا کی سہرا بندی کی تقریب شروع ہو گئی۔ سیاہ شلوار قمیص پر سیاہ رنگ کی شیروانی میں دلہا بہت خوب صورت لگ رہا تھا۔ دلہا کے ماتھے پر سہرا سجایا گیا تو خواتین نے سہرے کے گیت گائے۔ سب عزیز و اقارب نے دلہا کو سلامی دی اور بزرگوں نے سلامتی کی دعائیں بھی دیں۔ برات تیار ہو چکی تھی اور ٹھیک دس بجے ملتان کی طرف روانہ ہوئی۔ میں نے بھی برات کے لیے خاص طور پر تیار کیا ہوا لباس پہنا اور دلہا کی کار میں سوار ہو گئی۔ دلہا کے دوستوں نے بینڈ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ کچھ دیر دلہا اپنے دوستوں کے ساتھ کھڑے رہے اور بینڈ والے شادی کی دھنیں بجاتے رہے۔ برات کاروں کے ایک قافلے کی شکل میں ملتان روانہ ہوئی۔ دوپہر بارہ بجے برات دلھن کے ہاں پہنچی۔ دلھن والوں نے ہمارا شان دار استقبال کیا۔ دلہا اور دلھن کی طرف سے مہمان ایک دوسرے سے ملے اور پھر سب کو شادی ہال میں خوب صورت کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔ برات کو مشروب پیش کیے گئے۔ کچھ دیر بعد نکاح ہوا اور دعائے خیر کی گئی۔ سب نے دلہا کو مبارک باد دی۔ مہمانوں کو چھوٹی چھوٹی خوب صورت ڈبیوں میں چھوہارے، بادام اور ٹافیاں پیش کی گئیں۔ اس کے بعد کھانے کا انتظام تھا۔ مزے دار کھانے کے بعد آئس کریم پیش کی گئی۔

سہ پہر کے وقت رخصتی ہوئی۔ دلھن کو دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ رخصت کیا گیا۔ باجے والوں نے دلھن کی رخصتی کی دھنیں بجائیں۔ دلہا دلھن سجی سجائی کار میں سوار ہوئے۔ دلھن کو لے کر ہم رات آٹھ بجے گھر پہنچے۔ دلہا اور دلھن کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ رات کے کھانے کا وقت ہو رہا تھا۔ ابو جان، خالو جان اور چچا جان مہمانوں کے لیے رات کے کھانے کا انتظام کرنے میں مصروف ہو گئے۔ میری سہیلیاں بھی دلھن سے ملنے کے لیے آ گئیں اور ہم تھوڑی دیر دلھن کے پاس بیٹھیں۔ پھر مہمانوں کو رات کا کھانا پیش کیا۔ کھانا کھا کر کئی سارے مہمان سو چکے ہیں اور کچھ سونے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس وقت رات کے گیارہ بج رہے ہیں۔ مجھے بھی تھکاوٹ کے ساتھ نیند محسوس ہو رہی ہے۔ میرا آج کا دن خوشی اور تھکاوٹ سے بھرپور تھا۔

6 مطالعاتی دورے کا روزنامچہ

14۔ مارچ 2025ء

صبح جلدی اٹھا اور وضو کر کے مسجد چلا گیا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی اور پھر قرآنِ مجید کی تلاوت کی۔ گھر پہنچا تو امی ناشتہ تیار کر رہی تھیں۔ نہا دھو کر میں نے ناشتہ کیا اور جلدی جلدی کالج جانے کے لیے تیار ہو گیا۔ آج ہمارے کالج کی طرف سے ایک تفریحی اور مطالعاتی دورے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ہمیں صبح آٹھ بجے ملتان روانہ ہونا تھا۔ میں تیار ہو کر ساڑھے سات بجے گھر سے نکلا اور راستے سے اپنے دوست احمد کو لے کر کالج پہنچ گیا۔ کالج میں پہنچا تو معلوم ہوا کہ تمام طلبہ بس میں سوار ہو چکے ہیں اور بس روانگی کے لیے تیار ہے۔ میں بھی جلدی سے بس میں سوار ہو گیا۔ ابھی اپنے استادوں اور ساتھیوں سے سلام دعا ہو رہی تھی کہ بس چل پڑی۔ ہمارے ساتھ پروفیسر محمد نعیم (صدر شعبہ کمپیوٹر) اور پروفیسر محمد امین خالد صاحب (صدر شعبہ شماریات) بھی تھے۔ پروفیسر محمد نعیم صاحب نے طلبہ کو کچھ ہدایات دیں اور منزلِ مقصود کے بارے میں کچھ بتایا۔ طلبہ میں بہت جوش و خروش تھا۔ بس بڑی شاہراہ پر پہنچی تو طلبہ نے ہنسی مذاق شروع کر دیا۔ کچھ طلبہ نے گانے گائے اور بس میں رقص بھی کیا۔ بس ملتان کی طرف رواں دواں تھی۔ کچھ طلبہ کھانے پینے کی چیزیں بھی ساتھ لائے تھے۔ انھوں نے وہ چیزیں نکالیں اور مل جل کر کھانی شروع کر دیں۔ احمد کے پاس خشک میوے اور نمکو تھے۔ میرے پاس بھی کچھ بسکٹ اور چاکلیٹ تھے۔ ہم نے یہ چیزیں اپنے اساتذہ کو پیش کیں اور پھر کچھ مل کر دوستوں کے ساتھ مل کر کھائیں۔ راستے میں بس ایک جگہ رکی اور سب نے چائے اور کافی پی۔ ہمارا ایک گھنٹے کا سفر ابھی باقی تھا۔ بس دوبارہ منزل کی طرف روانہ ہوئی تو میں کھڑکی سے باہر دیکھنے لگا۔ سڑک کے ساتھ ساتھ کھیت اور ہرے بھرے درخت بہت خوب صورت لگ رہے تھے۔ گیارہ بجے ہم ملتان پہنچ گئے۔ سب سے پہلے ہم حضرت بہاؤالدین زکریا کے مزار پر گئے۔ پروفیسر محمد امین خالد صاحب نے طلبہ کو بتایا کہ ملتان کو "مدینۃ الاولیا" کہا جاتا ہے۔ تاریخی اعتبار سے اس کی عظمت کا اعتراف دنیا بھر میں کیا جاتا ہے۔ انھوں نے ملتان اور یہاں مدفون کچھ بزرگانِ دین کے بارے میں کچھ بتایا۔ ہم حضرت بہاؤالدین زکریا کے مزار میں گئے اور فاتحہ پڑھی۔ پھر ہم حضرت شاہ رکن عالم کے مزار کی طرف چلے گئے۔ حضرت شاہ رکن عالم حضرت بہاؤالدین زکریا کے پوتے ہیں۔ وہاں بھی ہم نے فاتحہ پڑھی اور دعا کی۔ ان مقدس اور پاکیزہ مزارات کی زیارت سے دل میں عقیدت و محبت کے جذبات پیدا ہو رہے تھے۔

مزارات کی زیارت سے فارغ ہو کر ہم ملتان شہر کی سیر کے لیے نکل گئے۔ ملتان کی ثقافت بہت خوب صورت اور دل میں گھر

کرنے والی ہے۔ ملتان جتنا قدیم ہے، اس کی ثقافت بھی اتنی ہی پرانی ہے۔ دکانوں پر سجے سامان سے بھی اس کی ثقافت کی جھلک نظر آتی تھی۔ بازار میں ملتانی کھسے، ملتانی چپل، اجرک، ٹوپیاں، دریاں اور لباس اس کی ثقافت کو نمایاں کر رہے تھے۔ میں نے ملتانی کھسہ اور سوہن حلوہ خریدا۔ ہمیں بھوک محسوس ہو رہی تھی، اس لیے ایک ہوٹل پر پہنچے اور دوپہر کا کھانا کھایا۔ اس کے بعد بس میں سوار ہو کر ہم [illegible] کشمیر پارک پہنچے۔ کچھ دیر وہاں سیر کر کے ہم شام کو عسکری جھیل کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک جگہ سب نے آئس کریم کھائی۔ عسکری جھیل میں بہت رونق تھی۔ وہاں ہم نے کشتی رانی کی۔ عسکری جھیل میں تفریح کا اتنا سامان تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ رات کا کھانا ہم نے نشاط ہوٹل ملتان میں کھایا۔ کھانے کے بعد واپسی کا سفر شروع ہوا۔ شہر میں بہت رش تھا۔ جگہ جگہ ٹریفک جام تھی۔ شہر سے نکلتے نکلتے کافی وقت لگ گیا۔ جوں ہی ہماری بس بڑی شاہراہ پر رواں دواں ہوئی، طلبہ نے ہنسی مذاق اور گانا شروع کر دیا، لیکن یہ سلسلہ زیادہ دیر تک نہیں چلا، کیوں کہ سیر کر کے ہم تھک چکے تھے۔ رات کے دس بجے ہم خیر و عافیت سے واپس کالج پہنچ گئے۔ اساتذہ اور دوستوں کو سلام کر کے میں اور احمد رخصت ہوئے اور ساڑھے دس بجے میں گھر پہنچ گیا۔ امی اور ابو نے سیر کا حال پوچھا اور میں نے انھیں سارے دن کی مصروفیت سے آگاہ کیا۔ اب تھکاوٹ کا احساس ہو رہا ہے۔ یقیناً آج کا دن بہت یادگار اور خوشی سے بھرپور گزرا ہے۔

روزنامچے کے لیے چند مجوزہ موضوعات

بمطابق اُردو قواعد و انشا

(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

7 ایک نجومی کا روزنامچہ

۲۰۔ مارچ ۲۰۲۵ء

آج معمول کے مطابق علی الصبح بیدار ہو گیا تھا۔ نمازِ فجر کے بعد سیر کے لیے نکل گیا۔ صبح کی سیر کر کے انسان ہشاش بشاش اور تروتازہ ہو جاتا ہے۔ کچھ دن سے طبیعت ناساز تھی، جس کے باعث کام پر بھی نہ جا سکا تھا۔ لیکن آج طبیعت بالکل فریش ہو گئی تھی۔ چناں چہ گھر آ کر ناشتہ کیا اور کام پر نکل گیا۔ میں ایک نجومی ہوں اور ہر جمعہ اور اتوار کو میں شہر کے سٹی پارک میں اپنی دکان سجاتا ہوں۔ میں تاش کے پتوں جنھیں Tarot Card کہا جاتا ہے، سے لوگوں کی قسمت کا حال بتاتا ہوں۔ اس کام کے لیے میں نے ایک طوطا بھی پال رکھا ہے۔ جو میرا سدھایا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ میں زائچہ بنانے اور ستاروں کی چال کے متعلق بھی وسیع علم رکھتا ہوں۔ میں نے یہ ہنر محض تفریح کے لیے سیکھا تھا لیکن مجھے معلوم نہ تھا کہ ایک دن یہی میرا ذریعۂ معاش بھی بن جائے گا۔ ایک دن ازراہِ مزاح میں نے اپنے ایک دوست کا ہاتھ دیکھتے ہوئے اسے کہا کہ تمھاری زندگی میں سفر ہے۔ اگلے ہی دن اس کا فون آیا ہے کہ وہ بیرونِ ملک جا رہا ہے۔ اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ میں واقعی قسمت کا حال بتا سکتا ہوں۔ چناں چہ میں نے کالج کی پڑھائی ترک کر کے باقاعدہ آسٹرولوجی (علمِ نجوم) میں ڈگری حاصل کی۔ کورس مکمل کرنے کے بعد میں نے باقاعدہ کام شروع کر دیا اور آج دس سال سے یہی میرا ذریعہ معاش ہے۔

تقریباً نو بجے میں یوسف پارک پہنچا اور اپنی دکان سجانے لگا۔ کئی دن کے ناغے کے بعد آج دکان سجائی تھی اس لیے دل ہی دل میں گاہکوں کی آمد کے لیے دعا کر رہا تھا۔ میں نے تاش کے پتوں کو ایک سلیقے سے سجا کر رکھا۔ طوطے کا پنجرہ ایک چبوترے پر رکھا۔ بورڈ پر نمایاں حروف میں لکھا تھا۔ "ماہر نجومی۔۔۔ جانیے اپنی قسمت کا حال، بذریعہ ستاروں کی چال، تاش اور طوطے کا کمال۔" الغرض ہر چیز اپنی جگہ پر درست کی اور کسی گاہک کا انتظار کرنے لگا۔ خدا خدا کر کے ایک میرے پاس ایک نوجوان لڑکی آئی اور عرض کیا کہ میری قسمت کا حال بتائیے۔ میری شادی کے بارے میں بتائیے اور بیرونِ ملک جانے کے حوالے سے بتائیے۔ میں کچھ پتے لیے اور طوطے کے سامنے رکھ دیے۔ طوطے کے ایک دو چکر کاٹ کر ایک پتا اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ جس میں اس کی قسمت کا حال لکھا تھا۔ میں نے اسے پڑھ کر سنایا اور بتایا تمھاری شادی تمھاری پسند کے مطابق ہو گی لیکن اس میں کچھ مشکلات بھی آئیں گی۔ جن کا اگر تم نے مردانہ وار مقابلہ کیا تو تم کامیاب ہو جاؤ گی۔ میں نے دوبارہ پتے طوطے کے سامنے رکھے اور اسے پتا اٹھانے کا اشارہ کیا تو اس نے ایک پتا اٹھا کر دے دیا۔ اس میں بیرونِ ملک سفر کے بارے میں درج تھا۔ میں نے لڑکی کو بتایا کہ عنقریب تم بیرونِ ملک بھی جاؤ گی۔ پھر میں نے زائچہ بنا کر اس کی ستاروں کے حال معلوم کیا اور اسے بتایا کہ آج کل تمھارے ستارے گردش میں ہیں۔ اس لیے ہر کام میں احتیاط برتنا لازم ہے۔ تمھارے لیے پیر، منگل اور جمعرات کا دن خوش قسمت

دن ہے۔کوئی بھی فیصلہ لینا ہوتو انھیں دنوں میں لیجیے۔ وہ لڑکی بہت خوش ہوئی اور اس نے خوشی خوشی اپنے ہاتھ سے سونے کا کنگن اتار کر مجھے ہدیہ کردیا۔ میں خوش تھا کہ گزشتہ تمام ناغوں کی کسر پوری ہوگئی۔

زیادہ تر لوگ میرے پاس قسمت کا حال معلوم کرنے نہیں بلکہ اپنے دکھڑے سنانے آتے ہیں۔ اکثر لوگوں کے مسائل کم و بیش ایک جیسے ہوتے ہیں۔ جیسے محبت میں ناکامی، نوکری کا مسئلہ، زندگی میں کسی تبدیلی کی خواہش، اولاد کی خواہش، بیرونِ ملک جانا، گھریلو جھگڑے وغیرہ۔ میں نے یہ کہانیاں اتنی سنی ہیں کہ چند ہی لمحے بعد کسی گاہک کے رویے سے معلوم کر لیتا ہوں کہ وہ کیا سننا چاہتا ہے۔ کسی ناکام عاشق کو دیکھتے ہی میں کہہ دیتا ہوں وہ لڑکی تمھارے لیے ٹھیک نہیں ہے، اسے بھول جاؤ۔ وہ سن کر حیران ہو جاتا ہے کہ یہ سب مجھے کیسے معلوم ہے۔ آج میں خوش خوش گھر لوٹا۔ بیگم کو ساتھ لے کر ایک ہوٹل پر کھانا کھایا۔ اب رات سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

8 ایک تاجر کا روزنامچہ

14۔مارچ2025ء

آج صبح دیر سے آنکھ کھلی۔ دراصل کل رات دیر سے گھر لوٹا تھا۔ آج کل کاروبار کا سیزن چل رہا ہے اس لیے رات گئے گھر لوٹتا ہوں۔ خیر صبح کے ناشتے کے بعد کچھ دیر بیوی بچوں کے ساتھ بیٹھا۔ بچوں کو سکول چھوڑ کر آیا اور پھر بازار کا رخ کیا۔ کپڑا مارکیٹ میں سب سے مشہور دکان میری ہی ہے۔ میرے پہنچنے سے قبل ہی ملازموں نے دکان کھول دی تھی۔ جب میں پہنچا تو گاہکوں کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ عید قریب آ رہی تھی اس لیے لوگ دھڑا دھڑ خریداری کر رہے تھے۔ میں سیٹ پر بیٹھا تو ملازم نے آ کر بتایا کہ مردانہ کاٹن کے تمام تھان فروخت ہو گئے ہیں۔ لیڈیز کے لان کے سوٹ بھی ختم ہونے کے قریب ہیں۔ چناں چہ میں نے فوراً فیصل آباد ٹیکسٹائل مل فون کیا اور نیا مال آرڈر کیا۔ انھوں نے وعدہ کیا کہ کل شام تک مال دکان پر پہنچ جائے گا۔ چناں چہ میں مطمئن ہو کر گاہکوں سے رقم وصول کرنے اور بل بنانے میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد میں نے دیکھا کہ ایک خاتون دکان کے باہر کھڑی بڑی حسرت بھری نگاہوں سے لوگوں کو خریداری کرتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔ میں نے اسے اندر بلایا تو اس سے وجہ دریافت کی اس نے بتایا کہ وہ ایک بیوہ خاتون ہے اس کا شوہر ایک حادثے میں وفات پا گیا ہے۔ بچے عید کے کپڑوں کے لیے ضد کر رہے ہیں لیکن میرے پاس انھیں کپڑے خرید کر دینے کی سکت نہیں۔ بیوہ عورت کی کہانی سن کر میرا دل پسیج گیا۔ رحم دلی اور ہمدردی کے جذبات سے دل معمور ہو گیا۔ میں نے اسے کہا تم یہاں سے اپنی پسند کے جتنے چاہو کپڑے منتخب کر لو۔ میری جانب سے تمھارے اور تمھارے بچوں کے لیے عید کا تحفہ ہے۔ وہ بہت خوش ہو گئی۔ اس نے اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے سوٹ پسند کیے۔ جاتے وقت اس نے تہہ دل سے میرا شکریہ ادا کیا اور خدا کے حضور میرے کاروبار کی ترقی اور رزق میں برکت کی دعا کی۔ شام کے وقت جب میں گھر پہنچا تو میرا دل خوشی اور طمانیت سے بھر چکا تھا۔ میں خوش تھا کہ میں نے کسی غریب کی مدد کی۔ اب سونے کی تیاری کرنے لگا ہوں اور خدا سے دعا گو ہوں کہ وہ مجھ سے اپنے بندوں کی خدمت لیتا رہے۔

9 ایک ریلوے آفیسر کا روزنامچہ

06۔مارچ2025ء

آج معمول کے مطابق علی الصبح بیدار ہو گیا تھا۔ نمازِ فجر کے بعد سیر کے لیے نکل گیا۔ واپسی پر ناشتہ لیا اور یونی فارم پہن کر ڈیوٹی کے لیے نکل پڑا۔ ریلوے کی ڈیوٹی کی انتہائی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ ہر روز ہزاروں نئے چہروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جن میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔ میں ڈیوٹی پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ علامہ اقبال ٹرین اسٹیشن پر پہنچ چکی ہے۔ جس کی وجہ سے اسٹیشن پر کافی رش تھا۔ میں نے اپنا چارج سنبھالا اور مسافروں کے ٹکٹ چیک کرنے لگا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ ایک مسافر رش کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چپکے سے آنکھ بچا کر کھسکنے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے اسے سخت لہجے میں پکارا تو وہ سہم کر رک گیا۔ میں نے اس سے ٹکٹ کا مطالبہ کیا۔ میرے مطالبے پر اس کے ہاتھ پاؤں کپکپانے لگے۔ میں نے دوبارہ پوچھا تو وہ کچھ بول نہ سکا۔ میں اسے ایک طرف لے گیا اور تفتیش کی تو معلوم ہوا کہ وہ بغیر ٹکٹ لاہور سے اسلام آباد تک سفر کر کے آیا ہے۔ چناں چہ میں نے اسے جرمانہ عائد کیا اور آئندہ ایسا کرنے سے منع کیا۔ میں نے اسے سمجھایا کہ یہ ہمارا اخلاقی فرض ہے کہ ہم ٹکٹ خرید کر سفر کریں۔ اگر ہم ملکی اداروں کے ساتھ دھوکا اور فراڈ کریں گے تو ہمارے اپنے ہی ملک کا نقصان ہے۔ یہ ملک ہمارے گھر کی مانند ہے اور ہم سب اس کے افرادِ خانہ ہیں۔ اپنے ہی گھر کو نقصان پہنچانا کہاں کی عقل مندی ہے۔ اسے میری بات سمجھ میں آ گئی۔ چناں چہ اس نے کہا کہ آپ نے میری آنکھیں کھول دی ہیں۔ میں آئندہ کبھی بغیر ٹکٹ سفر نہیں کروں گا۔ اس کے بعد میں دیگر مسافروں کے ٹکٹ چیک کرنے میں مشغول ہو گیا۔ تمام دن اسی طرح گزر گیا۔ گھر آ کر رات کا کھانا کھانے کے بعد اب سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔ آج مجھے خوشی کا احساس ہو رہا ہے کہ اس شہری کی میں نے اصلاح کر دی۔ امید ہے وہ اپنی بات پر قائم رہے گا۔

10 ایک جج کا روزنامچہ

15۔جنوری2025ء

آج صبح بیدار ہوا۔ نمازِ فجر پڑھی اور قرآن کی تلاوت کی۔ خدا کے حضور عدل و انصاف کرنے اور اپنا کام دیانت داری سے انجام دینے کی دعا کی۔ اس کے بعد سیر کے لیے نکل گیا۔ آج موسم بڑا خوش گوار تھا اس لیے طبیعت ہشاش بشاش ہو گئی۔ گھر آ کر ناشتہ کیا اور عدالت کے لیے نکل گیا۔ عدالت پہنچ کر معمول کی کارروائی شروع کی۔ مقدمات دیکھے۔ وکیلوں کی جرح سنی۔ گواہان کے بیانات سنے۔ خلوصِ دل سے مقدمات کے فیصلے سنائے۔ کسی قسم کی کوئی رعایت نہیں برتی۔ اس سلسلے میں ہمیشہ خدا کا پیغام مدِ نظر رہا کہ:

"اعدلوا ھوا اقرب للتقویٰ"

ترجمہ: عدل کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے۔

اس شعبے میں اب تک مجھے بارہا بھاری رشوت کی پیش کش کی گئی لیکن اس طرح کی کسی گھٹیا سازش کا حصہ نہیں بنا۔ ہمیشہ عدل و انصاف پر مبنی فیصلہ کیا۔ میں نے نبی ﷺ کا فرمان سن رکھا ہے کہ ایک دن کا عدل ساٹھ سال کی بے ریا عبادت سے بہتر ہے۔ آج ایک بہت اہم کیس بھی نمٹانا تھا جس کی سماعت کافی عرصہ سے چل رہی تھی۔ یہ قتل کا کیس تھا۔ گواہان کی چھان پھٹک کے بعد مجھ پر واضح ہو گیا کہ گواہان جھوٹے ہیں اور ان کے بیانات میں تضادات ہیں۔ مدعی محض ذاتی رنجش اور عناد کی بنا کر ملزم کو سزا دلوانا چاہتا ہے۔ چناں چہ میں نے ملزم کو باعزت رہا کر دیا۔ مجھے خوشی تھی کہ میری وجہ سے ایک بے گناہ شخص ناحق سزا سے بچ گیا۔ خدا کے حضور شکر ادا کیا۔ شام کے وقت گھر واپس آ گیا۔ شام کی چائے لان میں پی۔ بچوں کے ساتھ وقت گزارا۔ رات آٹھ بجے ڈنر کیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و سوانح پر لکھی شبلی نعمانی کی معروف کتاب "الفاروق" کے چند صفحات پڑھے۔ نمازِ عشا کے بعد اب سونے کی تیاری کرنے لگا ہوں۔

11 ایک فن کار کا روزنامچہ

27۔مارچ2025ء

آج بہت دیر سے آنکھ کھلی۔ رات گئے شوٹنگ سے واپس آیا تھا۔ تکان سے جسم چُور چُور تھا۔ اس لیے بستر پر لیٹتے ہی نیند کی آغوش میں چلا گیا۔ دراصل کافی عرصہ سے ایک طویل سیریل ڈراما "داستانِ عشق" کی شوٹنگ چل رہی ہے اور مجھے اس میں بطور ہیرو کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔ بعض اوقات شوٹنگ میں رات کے تین بج جاتے ہیں۔ بہرحال آج دس بجے اٹھا اور فریش ہونے کے بعد ناشتہ کیا۔ کچھ عرصہ سے نور پروڈکشن ہاؤس کی جانب سے ایک فلم میں بطور ہیرو کے کردار کے لیے آفر تھی۔ آج پھر انھوں نے رابطہ کیا تو اس آفر پر غور کیا اور ان کے آفس گیا۔ پروڈیوسر عبداللہ نور سے ملاقات بڑی خوش گوار رہی۔ فلم کا اسکرپٹ ایک نظر دیکھا تو وہ مجھے خاصا دل چسپ لگا۔ ایک بالکل نیا موضوع تھا۔ امید تھی فلم سپر ہٹ جائے گی۔ چناں چہ میں نے فوراً ہامی بھر لی اور معاہدے پر سائن کر دیے۔ اس کے بعد ایک ایڈورٹائزنگ کمپنی سے ایک دو معاہدے سائن کیے۔ دوپہر کا لنچ وہیں کیا۔ کچھ دیر کے لیے جم گیا وہاں معمول کی ایکسر سائز کی۔ شام کے وقت دوستوں کے ہمراہ گپ شپ میں کچھ وقت گزارا۔ رات 8 بجے شوٹنگ کے لیے سائٹ پر پہنچ گیا۔ اسکرپٹ کو ایک نظر دیکھا اور اپنے مکالمے یاد کیے۔ آج "داستانِ عشق" کی آخری شوٹنگ تھی اور اس میں مجھے ایک خطرناک سٹنٹ پرفارم کرنا تھا۔ دریا کے پل سے چھلانگ لگانی تھی۔ اگرچہ تمام تر حفاظتی اقدام کر لیے گئے تھے لیکن پھر بھی دل میں ایک خوف سا تھا۔ مجھے تیراکی بالکل نہیں آتی اور رات کے پہر یہ سین پرفارم کرنا میرے لیے بہت مشکل کام تھا۔ بہرحال خدا کا نام لے کر ایکٹنگ شروع کی اور بالآخر کامیابی سے تمام مراحل پرفارم کر لیے۔ پروڈیوسر اور دیگر عملہ میری کارکردگی پر بہت خوش تھا۔ ڈرامے کی تکمیل پر سب نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اور آخر میں پیزا ہٹ پر پروڈیوسر کی جانب سے سب کے لیے ایک دعوت کا اہتمام تھا۔ تقریباً ایک بجے کے قریب وہاں سے فرصت ملی۔ اب گھر پہنچا ہوں۔ ڈائری لکھتے ہوئے ایک عجیب سی سرشاری محسوس ہو رہی ہے۔

12 ایک کلرک کا روزنامچہ

15۔فروری2025ء

آج معمول کے مطابق علی الصبح بیدار ہوا۔ نمازِ فجر ادا کی۔ فجر کے بعد امام صاحب نے درسِ قرآن میں رزقِ حلال کے موضوع پر تفصیلی گفتگو کی، جسے سن کر ایمان تازہ ہو گیا۔ مسجد سے واپسی پر تھوڑی دیر قریبی پارک میں سیر کی۔ صبح کے وقت یہاں بہت سے مرد و زن سیر

کے لیے آتے ہیں۔ تھوڑی دیر چہل قدمی کے بعد گھر آگیا۔ بچوں کے ساتھ ناشتہ کیا۔ آفس کے لیے تیار ہوا۔ بچوں کو ان کے سکول چھوڑ کر دفتر چلا گیا جہاں گزشتہ کئی روز سے فائلوں کا پلندا پڑا ہوا تھا۔ بقول شاعر:

ع اِک ذرا سی میز پر ہیں فائلوں کے چار ڈھیر

گزشتہ کئی دنوں سے کام کی زیادتی کی وجہ سے سر کھجانے کی بھی فرصت نہیں ہے۔ صبح 8 بجے سے شام 4 بجے تک فائلوں کی گتھیاں سلجھانے میں مگن رہتا ہوں۔ امید تھی کہ آج ان فائلوں کے ڈھیر سے نجات مل جائے گی۔ چناں چہ بیٹھتے ہی فائلوں میں گم ہو گیا۔ دس بجے کے قریب چائے پی۔ کچھ ہی دیر کے بعد لوگوں کا رش بھی بڑھنا شروع ہو گیا۔ ہر شخص جلدی میں تھا۔ میں اصول پسند آدمی ہوں۔ قطار کے بغیر آنے والوں کا کام نہیں کرتا، اس لیے سب کو قطار بنانے کو کہا۔ ایک شخص چپکے سے میرے پاس آگیا اور آتے ہی مصافحہ کے لیے ہاتھ بڑھا دیے۔ دورانِ مصافحہ اس نے چند نوٹ میری مٹھی میں دباتے ہوئے کہا۔ مجھے بہت جلدی ہے میرا کام پہلے کر دیں، آپ کی بہت مہربانی ہوگی۔ میں سمجھ گیا کہ رشوت دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ چناں چہ میں نے سختی سے اپنا ہاتھ چھڑایا اور میز پر رکھی تختی کی جانب اشارہ کیا جس پر واضح الفاظ میں حدیث نبوی ﷺ لکھی ہوئی تھی:

الراشی والمرتشی کلاھما فی النار

ترجمہ: رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔

میں نے اسے کہا معمولی سے فائدے کے لیے میری اور اپنی آخرت خراب نہ کرو۔ جاؤ قطار میں کھڑے ہو جاؤ اور اپنی باری پر آؤ۔ وہ شخص اپنا سا منھ لے کر رہ گیا اور واپس چلا گیا۔ اس طرح کے واقعات آئے دن پیش آتے رہتے ہیں۔ لیکن میں نے رزقِ حلال کمانے کا عزم کر رکھا ہے۔ اس میں شبہ نہیں کہ بہت سے کلرک معمولی سا کام بھی بغیر رشوت کے نہیں کرتے۔ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے یہ شعبہ بدنام ہے۔

میں عرصہ بیس سال سے واپڈا آفس میں کلرک کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں۔ میں نے ہمیشہ دیانت داری سے کام کیا ہے اور کبھی اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی نہیں کی۔ تمام عمر غلام عباس کے افسانہ "کتبہ" کے کلرک شریف حسین کی طرح خواہشات دل میں دفن کیے رکھیں۔

دوپہر دو بجے نمازِ ظہر ادا کی اور کھانا کھایا۔ اس کے بعد پھر سے کام میں جت گیا۔ شام چار بجے گھر آیا۔ بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ رات کا کھانا کر پسندیدہ ٹاک شو دیکھا۔ اب سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

13 ایک انتظامی افسر کا روزنامچہ

25۔ فروری 2025ء

آج صبح چھ بجے بیدار ہوا۔ نمازِ فجر ادا کی۔ قرآن کی تلاوت کی اور ترجمہ پڑھا۔ خدا کے حضور رزقِ حلال کمانے اور اپنے فرائض بخوبی انجام دینے کی دعا کی۔ نماز کے بعد مختصر سی سیر کی۔ گھر آکر بچوں کے ساتھ ناشتہ کیا۔ یونی فارم پہنی، گاڑی نکالی اور آفس چلا گیا۔ اعلیٰ افسران کے ساتھ ایک میٹنگ طے تھی جس میں شرکت کی۔ اس کے بعد پولیس اہل کاروں کے ہمراہ شہر کا وزٹ کیا اور ناجائز تجاوزات کا جائزہ لیا۔ جہاں ناجائز تجاوزات نظر آئے انھیں سختی سے منع کیا اور آئندہ کے لیے ممانعت کر دی۔ بصورت دیگر جرمانہ عائد کرنے کی دھمکی بھی دی۔ اس کے بعد مچھلی بازار کا دورہ کیا۔ وہاں صفائی ستھرائی کے انتظامات دیکھ کر نہایت افسوس ہوا کہ جس قوم کا مذہب صفائی کو نصف ایمان قرار دیتا ہے، وہی قوم صفائی ستھرائی پر دھیان نہیں دیتی۔ چناں چہ میں نے سختی سے حکم جاری کیا کہ آئندہ اگر صفائی کے ناقص انتظامات دیکھنے میں آئے تو بازار کو بند کر دیا جائے گا۔ اس کے بعد سبزی منڈی کا وزٹ کیا۔ وہاں بھی یہی حال تھا۔ دکان داروں نے عوامی گزرگاہوں پر بھی سامان رکھا ہوا تھا جس کی وجہ سے راستے بند ہو گئے تھے۔ سامان لانے والے ٹرکوں اور ٹرالیوں کی پارکنگ کے لیے کوئی جگہ مقرر نہیں تھی۔ میں نے متعلقہ آفیسر کو بلایا اور تمام نقائص اگلے دورے تک دور کرنے کی ہدایت کی۔ اس کے بعد شہر کی سڑکوں کے کنارے پودوں اور پھولوں کی تعداد بڑھانے کے متعلق ہدایات کیں تاکہ شہر کی خوب صورتی اور رعنائی میں اضافہ ہو۔ شام کے وقت ضلعی انتظامیہ کے دفتر پہنچا۔ وہاں چند افسران کے ساتھ میٹنگ طے تھی۔ میٹنگ میں شہر کی صورت حال، امن و امان، سجاوٹ اور سڑکوں کی کشادگی سے متعلق گفتگو ہوئی۔ تقریباً دس بجے گھر واپس آیا۔ رات کا کھانا کھایا۔ کچھ دیر چہل قدمی کی۔ بیوی بچوں کے ساتھ گپ شپ کی۔ ٹی وی پروگرام انجوائے کیے۔ اب سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

14 ایک سیاست دان کا روزنامچہ

20۔ مارچ 2025ء

آج صبح سویرے بیدار ہوا۔ اٹھتے ہی سیر کے لیے نکل گیا۔ راستے ہی میں نمازِ فجر ادا کی اور آنے والے الیکشن میں اپنی کامیابی کی دعا کی اور خدا کے حضور التجا کی کہ وہ مجھ ناچیز سے خدمتِ خلق کا کام لیتا رہے۔ نماز کے بعد قرآن مجید کی تلاوت کی۔ میری عادت ہے کہ قرآن کا جتنا حصہ تلاوت کروں، اس کا ترجمہ ضرور پڑھتا ہوں تاکہ پیغامِ خدا سمجھ سکوں۔ اس طرح حقیقی دلی سکون حاصل ہوتا ہے۔ گھر آکر ناشتہ کیا۔ تھوڑی دیر میں سیکرٹری نے آج کے معمولات کے بارے میں آگاہ کیا۔ آج مجھے الیکشن کمپین کے لیے دو جگہوں پر جانا تھا۔ الیکشن میں چند دن رہ گئے ہیں۔ الیکشن کی تیاریاں زوروں پر ہیں۔ چناں چہ میں نے گاڑی نکالی اور سیکرٹری کے ہمراہ جلسہ گاہ پہنچ گیا۔ وہاں پہلے سے سیکڑوں لوگ موجود تھے۔ انھوں نے میرا پُرجوش استقبال کیا اور پھولوں کے ہار پہنائے۔ میں نے سب لوگوں کا شکریہ ادا کیا۔ پھر انھیں اپنی پارٹی کا منشور بتایا اور انھیں یقین دہانی کروائی کہ اگر وہ میرا ساتھ دیں تو میں انھیں مسائل کی دلدل سے نکال سکتا ہوں اور انھیں بہتر معیارِ زندگی فراہم کرنے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کروں گا۔ آخر میں اس کے شعر کے ساتھ اپنی تقریر کا اختتام کیا:

کردار کی عظمت کو رسوا نہ کیا ہم نے
دھوکے تو بہت کھائے، دھوکا نہ دیا ہم نے

اس کے بعد کچھ آرام کیا اور دوسرے جلسہ کے لیے روانہ ہو گیا۔ وہاں پہلے سے بھی زیادہ لوگوں کا ہجوم تھا۔ سب نے مجھے دیکھتے ہی نعرے لگانا شروع کر دیے۔ بڑی مشکل سے ہجوم کو چیرتے ہوئے میں اسٹیج تک پہنچا۔ ایک نوجوان نے آگے بڑھ کر سوال کیا کہ روٹی، کپڑا، مکان کی بات بھی کرتے ہیں، آپ ہمارے لیے کیا نیا کر سکتے ہیں؟ میں تقریر کے لیے کھڑا ہوا اور دو گھنٹے اسی موضوع پر تقریر کی۔ تعلیم، صحت روزگار، انفراسٹرکچر اور قومی وحدت ہمارا منشور تھا۔ الغرض یہ جلسہ پہلے جلسے سے بھی شان دار رہا۔ تقریر کے بعد میں اسٹیج سے اتر رہا تھا، میں نے دیکھا کہ دونوں ٹانگوں سے معذور ایک نوجوان ہاتھ میں پرچم تھامے چیک رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک بڑھ گئی تھی۔ میں نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا اور اس سے وعدہ کیا کہ معذور افراد کے لیے میں اسپیشل ایجوکیشن کے ادارے بناؤں گا اور تمام محکموں میں ان کی ملازمت کے لیے کوٹہ مقرر کراؤں گا۔ رات 10 بجے کے قریب گھر پہنچا۔ بہت تھک گیا تھا۔ گھر والوں کے ساتھ کھانا کھایا۔ نمازِ عشا ادا کی اور خدا سے اپنی کامیابی کے لیے دعا کی۔ اب شدید نیند آ رہی ہے اور سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

15 ایک وکیل کا روزنامچہ

۱۰۔ جنوری ۲۰۲۵ء

آج صبح دیر سے آنکھ کھلی۔ گزشتہ رات سفر کی تکان کے باعث گہری نیند آئی اور نمازِ فجر کے لیے آنکھ نہ کھل سکی۔ بہر حال قضا نماز ادا کی، ناشتہ کیا اور کچہری روانہ ہو گیا۔ گزشتہ کئی ماہ سے ایک میاں بیوی کے تنازع کے کیس کی پیروی کر رہا تھا۔ لیکن معاملہ کسی طور پر حل نہیں ہو رہا تھا۔ دونوں خاندانوں میں جدائی ہوتی واضح نظر آ رہی تھی۔ مجھے معصوم بچوں کی زندگی تباہ ہوتی محسوس ہو رہی تھی۔ آج اسی کیس کے سلسلے میں عدالت میں پیشی تھی۔ میں تمام راستے خدا سے دعا کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں خاندانوں میں مصلحت کی کوئی راہ نکال دے۔ بالآخر عدالت پہنچا تو فریقین پہلے سے موجود تھے۔ میرے پی۔ اے نے پہلے سے تیار شدہ فائل میرے حوالے کیں۔ کچھ ہی دیر بعد جج صاحب تشریف لائے اور عدالت کی کارروائی شروع ہوئی۔ دونوں جانب سے خوب جراح ہوئی۔ میں خاتون کی جانب سے وکیل تھا۔ دورانِ جراح حریف وکیل نے اچانک میرے مؤکل کی کردار کشی شروع کر دی۔ اس نے میرے مؤکل پر جھوٹا الزام عائد کیا کہ خاتون کے غیر مردوں سے تعلقات ہیں اس لیے یہ خلع لینا چاہتی ہے۔ یہ سننا تھا کہ شوہر نے ہاتھ اٹھا کر کچھ بولنے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر شوہر نے کہا کہ میں اپنی بیوی کے کردار کے بارے میں کوئی منفی بات نہیں سن سکتا۔ میری بیوی خلع لینا چاہتی ہے، بچے اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے، پراپرٹی چاہتی ہے، میں سب دینے کو تیار ہوں لیکن یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرے سامنے میری بیوی کے کردار کے بارے میں کوئی منفی بات کہے۔ یہ سن کر کمرۂ عدالت میں خاموشی چھا گئی۔ میں نے عورت کی آنکھوں میں نمی دیکھی۔ اچانک اس نے اپنا ہاتھ بلند کیا اور گویا ہوئی کہ میں اپنا کیس واپس لیتی ہوں۔ جج سمیت کمرۂ عدالت میں موجود ہر شخص ششدر تھا۔ بالآخر دونوں میاں بیوی میں صلح ہو گئی اور عدالت برخاست ہو گئی۔ آج گھر لوٹتے وقت مجھے عجیب مسرت کا احساس ہو رہا تھا۔ ابھی نمازِ عشا کے بعد میں نے خلوصِ دل سے دونوں کے لیے دعا کی۔ یہ سطور لکھتے وقت میں سوچ رہا تھا خدا نے قرآن میں مرد کو "قوام" کہا ہے سچ ہی کہا ہے۔ آخر اس کی حکمت آج مجھ پر واضح ہو گئی۔

16 ایک صحافی/اخباری رپورٹر کا روزنامچہ

۲۴ جون ۲۰۲۵ء

آج بہت مصروف دن گزرا۔ صبح ایک یونی ورسٹی کے کانووکیشن میں جانا ہوا جہاں وزیرِ تعلیم کی آمد تھی۔ وہاں خاصا وقت لگ گیا۔ فراغت کے بعد کانووکیشن کی روداد مختصراً تیار کی۔ اس کے بعد بلدیہ حال کی ایک تقریب میں شرکت کرنا تھی۔ راستے میں ایک ہجوم نظر آیا۔ قریب گیا تو معلوم ہوا کہ ایک کار اور بس کا حادثہ ہوا ہے۔ اگر چہ میں جلدی میں تھا لیکن انسانیت کا تقاضا تھا، میں کچھ دیر وہاں رکا، زخمیوں کو ایمبولینس تک پہنچانے میں مدد کی۔ اس طرح مجھے ایک خبر اور مل گئی۔ وہاں سے بلدیہ حال تقریب میں پہنچا جہاں چیئرمین بلدیہ اور دیگر منتظمین کے سامنے شہر کی صفائی ستھرائی کے مسائل زیرِ بحث آئے۔ دورانِ تقریب مجھے کال موصول ہوئی، صدر بازار میں ایک ڈکیتی ہوئی تھی۔ میں جلد از جلد جائے وقوعہ پر پہنچا اور چشم دید گواہوں سے معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد مقامی پولیس اسٹیشن گیا اور حالیہ واقعے سے متعلق پولیس کی کارروائی معلوم کی۔ شام کے چھ بجے پریس کلب پہنچا۔ آج کی جمع شدہ خبروں کی نوک پلک درست کی اور متعلقہ بیورو چیف کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔ راستے میں کچھ دوستوں نے گھیر لیا، میں گھر پہنچ کر آرام کرنا چاہتا تھا لیکن دوستوں کے اصرار پر ان کے ساتھ چائے پینے چلا گیا۔ رات دس بجے کے قریب گھر پہنچا۔ کھانے کے بعد وقت دیر بیوی بچوں کے ساتھ گزارا، ٹی وی پر ٹاک شو دیکھا اور اب سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

17 ایک مصور کا روزنامچہ

05۔مارچ 2025ء

آج صبح بیدار ہوا تو نماز قضا ہو چکی تھی۔ دل میں بہت افسوس ہوا۔ فوراً وضو کر کے قضا نماز ادا کی۔ سورج سر پر آ چکا تھا۔ تھوڑی بہت ورزش کی۔ بیوی بچوں کے ہمراہ ناشتہ کیا۔ ناشتے کے بعد موٹر سائیکل لی اور دکان کی جانب روانہ ہو گیا۔ سڑک پر خوب چہل پہل تھی۔ مارچ کا آغاز ہے۔ موسمِ بہار جوبن پر ہے۔ قدرتی حسن اپنی تمام تر رعنائیوں سمیت جلوہ افروز ہے۔ رنگ برنگے پھولوں کی باڑیں سڑک کے دونوں اطراف بڑی خوش نما معلوم ہو رہی تھیں۔ مصورِ حقیقی کی تخلیق نہایت دل نشین تھی۔ دکان پر پہنچا، لباس تبدیل کیا۔ کچھ ادھوری تصاویر مکمل کیں۔ ایک خاتون دکان میں داخل ہوئی اور اپنا پورٹریٹ بنوانے کی فرمائش کی۔ چناں چہ اس کا پورٹریٹ بنانا شروع کیا۔ تقریباً دو گھنٹے کی لگاتار محنت کے بعد ایک خوب صورت پورٹریٹ تیار ہو گیا۔ جو اسے بہت پسند آیا۔ اس نے خوش ہو کر طے شدہ رقم سے زیادہ عنایت فرمائی۔ بلاشبہ یہ ایک شاہ کار تصویر تھی۔

شام چار بجے شہر میں مصوری کی ایک نمائش کا اہتمام تھا جس میں مجھے بھی مدعو کیا گیا تھا۔ چناں چہ چار بجے میں لباس تبدیل کر کے نمائش میں جا پہنچا۔ وہاں میرے علاوہ دیگر مصوروں کے فن پارے بھی سجائے گئے تھے۔ مصوری کے شائقین کا ایک ہجوم تھا جس میں ہر عمر کے مرد و زن شامل تھے۔ میری بنائی گئی تصاویر کو خوب پذیرائی ملی۔ ایک تصویر کو بہت سراہا گیا۔ یہ میری اَن تھک محنت کا نتیجہ تھی۔ میں نے باقاعدہ فائن آرٹ میں یونی ورسٹی سے ڈگری حاصل کی ہے اور دس سال کے عرصے سے اس میدان میں اپنے فن کا لوہا منوا رہا ہوں۔

وہ مصنف ہیں جو الفاظ رقم کرتے ہیں — ہم مصور ہیں جو جذبات رقم کرتے ہیں

کئی لوگ مجھ سے آٹوگراف لینے آئے۔ تقریب کے آخر میں صاحبِ صدر نے میرے فن کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ آپ شہر کے سب سے منفرد مصور ہیں جو فنِ مصوری کا وقار ہیں۔ ان کے فن پارے خاموشی کو زباں دیتے ہیں اور صاحبِ نظر کو معانی کا جہاں دیتے ہیں۔ اہلِ خرد کو اندازِ بیاں دیتے ہیں اور دلِ حساس کو اِک درد نہاں دیتے ہیں۔ رات دس بجے یہ نمائش اپنے اختتام کو پہنچی۔ آج میں بہت خوش ہوں۔

18 ایک صنعت کار کا روزنامچہ

10۔فروری 2025ء

آج علی الصبح بیدار ہوا۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے بعد قرآن کا کچھ حصہ تلاوت کیا اور مسجد کے درسِ قرآن میں شرکت کی۔ واپسی پر قریبی پارک میں سیر کے لیے چلا گیا۔ پندرہ بیس منٹ کی سیر سے طبیعت تر و تازہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح تمام دن ہشاش بشاش

گزرتا ہے۔ گھر آ کر نہایا اور ناشتہ کیا۔ بچوں کو سکول چھوڑ کر آیا۔ پھر فیکٹری جانے کے لیے تیار ہوا۔ آج سخت گرمی تھی۔ فیکٹری پہنچا تو دیکھا ملازمین اور دیگر ورکر مجھ سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے تھے۔ ورکرز کا پنکھا بند دیکھا تو میں نے سپروائزر سے پوچھا کہ پنکھے کیوں نہیں چلائے؟ اس نے ہچکچاتے ہوئے بتایا کہ میں نے بجلی کی بچت کے لیے ورکرز کے پنکھے بند کروا دیے، بارہ بجے کے بعد چلوا دوں گا۔ اس طرح بجلی کی بچت ہو گی۔ میں نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا! ملازمین کے لیے بھی وہی پسند کرو جو اپنے لیے پسند کرتے ہو۔ میں دوبارہ ایسی گری ہوئی حرکت نہ دیکھوں۔ چناں چہ میں نے پنکھے آن کیے تو ورکرز کے چہرے خوشی سے کھل اٹھے۔ میں نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ آپ سب میری اولاد کی طرح ہیں۔ رمضان المبارک کا مہینہ قریب آ رہا ہے۔ میری طرف سے آپ سب کے لیے رمضان گفٹ کا اہتمام کیا گیا ہے۔ جانے سے قبل آپ کو مل جائے گا۔ اپنا کام بھرپور طریقے سے اور دل جمعی سے کیجیے۔ تھوڑی دیر گھوم پھر کر میں نے ورکرز کا کام چیک کیا اور اپنے آفس میں چلا گیا۔ ملازم کو چائے لانے کو کہا۔ آج ایک دو کمپنیوں کے ساتھ میٹنگ طے تھی۔ انھیں اپنی فیکٹری کے تیار کردہ کپڑوں کے ڈیزائن دکھانے تھے۔ چناں چہ چائے پینے کے بعد میٹنگ میں مصروف ہو گیا۔ سبھی کو ہماری انڈسٹری کی کوالٹی اور ڈیزائن بہت پسند آئے۔ چناں چہ فوراً ہمیں آرڈر مل گئے۔ کمپنیوں کے نمائندوں کو فیکٹری کا معائنہ کروایا اور بتایا کہ یہاں ملازمین کو مفت دو وقت کا کھانا دیا جاتا ہے۔ انھیں سالانہ میڈیکل الاؤنس اور بونس دیا جاتا ہے۔ کمپنیوں کے نمائندے ملازمین سے مل کر اور فیکٹری کی صفائی دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ واپسی پر انھوں نے وزٹنگ ڈائری میں تعریفی کمنٹس درج کیے۔ ان کے جانے کے بعد میں نے تمام ورکرز کو جمع کیا اور نئے آرڈرز کے متعلق انھیں ہدایات کیں۔ شام چھ بجے تک فیکٹری میں رہا پھر گھر چلا آیا۔ گھر آ کر رات کا کھانا کھایا۔ بچوں کے ساتھ کچھ وقت گزارا۔ ٹی۔وی پر کچھ دیر ٹاک شو دیکھے۔ اب سونے کی تیاری کر رہا ہوں۔

اضافی اہم روزنامچے

بمطابق سابقہ بورڈ پیپرز

19 ایک طالب علم کا روزنامچہ

یکم۔مارچ ۲۰۲۵ء

صبح منہ اندھیرے ہی بیدار ہوا۔ وضو کرنے کے بعد مسجد میں چلا گیا اور فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد سیر کے لیے روانہ ہوا۔ صبح کا منظر بڑا خوش گوار اور سہانا تھا۔ آسمان پر ہلکے ہلکے بادل چھائے ہوئے تھے۔ تقریباً پون گھنٹے کے بعد گھر واپس آ گیا۔ کالج روانگی کو صرف ایک گھنٹہ باقی تھا لہٰذا نہا دھو کر ناشتہ کیا۔ کالج کی وردی زیب تن کی اور موٹر سائیکل پر سوار ہو کر کالج کی طرف روانہ ہو گیا۔

موسم نہایت خوش گوار تھا۔ ٹھنڈی بادِ صبا کے جھونکے اب طوفانی شکل اختیار کر رہے تھے۔ آسمان سیاہ بادلوں کا لباس اوڑھ چکا تھا۔ ابھی میں آدھا راستہ ہی طے کر پایا تھا کہ بارش شروع ہو گئی۔ میں نے موٹر سائیکل کی رفتار تیز کی اور نیم نم آلود کپڑوں کے ساتھ کالج پہنچ گیا۔ کالج میں تمام لیکچرز باقاعدگی سے پڑھے۔ موسم خوش گوار ہونے کی وجہ سے تھکن اور بوریت کا احساس تک نہ ہوا۔ دوپہر کو چھٹی ہوئی۔ اب آسمان پر سورج کی بادشاہت تھی۔ چناں چہ دھوپ میں واپس گھر پہنچا۔ کھانا کھایا ظہر کی نماز ادا کرنے کے لیے مسجد چلا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد گھر واپس آیا اور قیلولہ کیا۔

سہ پہر تقریباً تین بجے بیدار ہوا۔ ہاتھ منہ دھوئے۔ چائے پینے کے بعد اکیڈمی چلا گیا۔ وہاں سے تقریباً پانچ بجے فراغت ملی۔ گھر واپس پہنچا گیند اور بلا سنبھالا۔ کھیلنے کے لیے میدان کی طرف روانہ ہوا۔ گراؤنڈ میں ٹیم کے باقی ارکان بڑی بے چینی سے میرا انتظار کر رہے تھے کیوں کہ آج ہمارا میچ تھا۔ ہماری ٹیم کی کارکردگی اچھی رہی۔ مخالف ٹیم ابھی پانچ اوورز ہی کھیل پائی تھی کہ موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ میچ ہار جیت کے بغیر ختم ہو گیا۔ بارش میں شرابور گھر پہنچا، کپڑے تبدیل کیے۔ مغرب کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد چلا گیا۔ نماز پڑھنے کے بعد گھر واپس آیا، کھانا کھایا اور کالج کا کام مکمل کیا اور عشاء کی نماز ادا کرنے کے بعد قلم تھامے یہ روزنامچہ تحریر کیا اور سونے کے لیے روانہ ہونے لگا ہوں۔

20 کاروباری شخص کا روزنامچہ

۵۔مارچ ۲۰۲۵ء

صبح سویرے بیدار ہونے کے بعد نمازِ فجر ادا کی۔قرآن پاک کی چند آیات تلاوت کیں۔ناشتے میں مصروف تھا کہ موبائل فون بجنے لگا۔پتا چلا کہ کھاد کی دو سو بوری دُکان پر پہنچ چکی ہے۔میں نے فوراً مزدوروں کو فون کر دیا۔

میں نے گودام کی چابیاں ملازم کو دے کر اُسے گودام کی طرف روانہ کیا جب کہ خود دُکان پر بیٹھ گیا۔کوئی پون گھنٹے بعد ملازم ہانپتا ہوا آیا اور کہنے لگا کہ کھاد کی بوریاں گیلی ہیں۔میں فوراً گودام پہنچا۔ڈرائیور نے بتایا کہ راستے میں شدید بارش ہو گئی تھی۔تاہم میں نے دیکھا کہ بوریاں اندر سے محفوظ تھیں۔معمولی گیلی تھیں جس کی وجہ سے کھاد متاثر نہیں ہوئی تھی۔گاڑی سے کھاد اُتارنے کے بعد مزدوروں کو چائے اور بسکٹ سے ناشتہ کرایا۔گندم کی بیجائی کے موسم کی وجہ سے دُکان پر سارا دن ہجوم رہا۔باقی سارا دن بفضلِ خدا اچھا گزرا اور رات آٹھ بجے گھر پہنچ کر آرام کیا۔

21 یادگار سفر کا روزنامچہ

۷۔مارچ ۲۰۲۴ء

آج ہمارے کالج کے طلبہ پرنسپل صاحب کی رفاقت اور شعبہ تاریخ کے انچارج جناب پروفیسر قاضی حفیظ صاحب کی قیادت میں قلعہ ڈیراور دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔ پروفیسر قاضی حفیظ صاحب نے تمام طلبہ کے لیے اسپیشل کوسٹر کرائی جس پر ہم یہاں سے صبح چھ بجے روانہ ہوئے اور ٹھیک نو بجے احمد پور پہنچ گئے۔چند ساعتوں کے بعد ہم نواب صادق خان عباسی کے محبوب قلعے کے سامنے کھڑے تھے۔پروفیسر قاضی حفیظ صاحب نے ہمیں اس کے متعلق معلومات دیں اور پھر ہم اندرونی مناظر دیکھنے کے لیے روانہ ہو گئے۔قلعہ فنِ تعمیر کی اعلیٰ مثال تھا۔بقول اقبالؒ

معجزۂ فن کی ہے خونِ جگر سے نمود

لیکن حوادثِ زمانہ کے تند و تیز تھپیڑوں نے قلعے کو شکستہ حال بنا رکھا تھا۔قلعہ کی مسجد میں دراڑیں پڑ چکی تھیں جہاں نہ امام تھا نہ مقتدی اور یہ قلعہ اپنی زبانِ سکوت سے یہ اعلان کر رہا تھا۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

سچ تو یہ ہے کہ قلعہ کی باقیات نے ہمیں جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔حوادثِ زمانہ کی توڑ پھوڑ، وقت کی شکست و ریخت ہمارے لیے سامانِ عبرت تھا۔دِن کا وقت تھا لیکن قلعہ مکمل طور پر سنسان تھا۔

دن کو بھی یہاں شب کی سیاہی کا سماں ہے

اس سامانِ عبرت کو دیکھنے کے بعد ہم بہاول پور چڑیا گھر دیکھنے کے لیے روانہ ہوئے۔جہاں مختلف جانور دیکھنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھایا اور نماز کے بعد تین بجے وہاں سے روانہ ہوئے اور ٹھیک سات بجے ہم خان پور پہنچ چکے تھے۔گھر پہنچا امی جان بڑی بے چینی سے انتظار کر رہی تھیں۔میں نے وضو کیا نماز پڑھی۔کھانے کے لیے دسترخوان لگ چکا تھا۔کھانا سیر ہو کر کھایا۔کھانے کے بعد والد صاحب نے سارے دن کی کارروائی سنی۔بہت خوش ہوئے۔عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا۔نماز ادا کی۔سفر کی تھکاوٹ سے جسم چُور چُور ہو رہا تھا۔پورے دن کی کارگزاری تحریر کرنے کے بعد سونے لگا ہوں۔

22 الوداعی تقریب سے متعلق روزنامچہ

۱۰۔مارچ ۲۰۲۵ء

آج صبح چھ بجے امی نے بیدار کیا۔رات کافی دیر تک پڑھتا رہا تھا، اس لیے صبح سویرے اٹھنا دشوار ہو رہا تھا۔تاہم آج کالج میں الوداعی تقریب تھی۔میں نہا دھو کر ٹھیک وقت پر آٹھ بجے کالج پہنچ گیا۔طلبہ کی اکثریت کالج آ چکی تھی۔تقریباً نو بجے اساتذہ تشریف لائے اور اسٹیج پر براجمان ہو گئے۔نقیب تقریب نے تقریب کا آغاز کیا اور سب سے پہلے تلاوت اور ثنائے خاتم النبیین ﷺ کی گئی۔اس کے بعد فرسٹ ایئر میڈیکل کے ہونہار طالب علم شعیب خالد نے سالِ دوم کو الوداع کہا اور نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔پھر اس کے بعد مزید دو طلبہ نے اسی طرح کا اظہار خیال کیا۔

بعد ازاں سالِ دوم کے حشمت نوید کو اظہارِ خیال کے لیے دعوت دی گئی۔جنھوں نے سالِ اول کے طلبہ کو محنت اور تسلسل سے کام کی تلقین کی اور یہ شعر پڑھتے ہوئے رخصت ہوئے۔

جبیں کے بس نشاں ہوں گے ، نشاں روشن نشاں ہوں گے
کہاں ہو گا یہ سنگِ آستاں ، جب ہم نہ ہوں گے
کریں گے داستانِ دل رقم خود خون سے اپنے
بہت ہوں گے ہمارے ترجماں، جب ہم نہ ہوں گے

اس کے بعد پرنسپل صاحب نے خطاب فرمایا۔اُن کا خطاب نصیحتوں، ہدایتوں، دعاؤں اور تجاویز سے معمور تھا اور تقریباً ایک بجے دن کو یہ تقریب کھانے کے بعد اختتام پذیر ہوئی۔

23 شادی کی تقریب سے متعلق روزنامچے کا ایک ورق

۱۲۔مارچ ۲۰۲۵ء

آج میں نے کالج سے چھٹی لی تھی۔میرے سابقہ ہم جماعت علی کے بڑے بھائی کی شادی تھی۔تیار ہو کر میں تقریباً نو بجے بارات کے ہمراہ جانے کے لیے پہنچ گیا۔تاہم بارات گیارہ بجے روانہ ہوئی۔بارات نے ظاہر پیر جانا تھا اس لیے ایک گھنٹے میں ہم پہنچ گئے۔

وہاں پہنچے تو خوب انتظام و انصرام کیا گیا تھا۔سب سے پہلے پیپسی کے مشروب سے ہماری تواضع کی گئی۔ ہر طرف چہل پہل اور خوشی کا سماں تھا۔اس کے بعد نکاح ہوا اور لوگ باہم ایک دوسرے کو مبارک باد دے رہے تھے۔اس کے بعد کھانے کا مرحلہ شروع ہوا۔اس مرحلے کو دیکھ کر مجھے یہ احساس ہوا کہ لوگ شادی سے زیادہ کھانے کے لیے تیار ہو کر آئے ہیں۔عوام الناس آپس میں لیگ پیسز (Leg Pieces) کے حصول کے لئے گتھم گتھا ہو چکے تھے۔بقول ضمیر جعفری:

تھی ایک مرغ کی ٹانگ اور رقیب لے بھاگا
مرا نصیب بھی جاگا پہ دیر میں جاگا

کھانے کے بعد دلہن کی رُخصتی وقوع پذیر ہوئی۔دلہن کے عزیز و اقارب نے دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا اور یوں ہم شام پانچ بجے وہاں سے چل پڑے اور بخیر و عافیت چھ بجے گھر پہنچ گئے۔

24 ایک سیاح کا روزنامچہ

۲۵۔مارچ ۲۰۲۵ء

آج صبح دس بجے میڈرڈ ایئر پورٹ پر اُترا۔ پہلے پہل یہیں میڈرڈ میوزیم میں گیا جہاں قدیم عرب مسلمانوں اور بربر مسلمانوں کی عظیم یادگاریں دیکھنے کو ملیں۔اس کے بعد بذریعہ ریل گاڑی دو گھنٹوں کے سفر کے بعد غرناطہ پہنچ گیا۔ایک ٹیکسی کے ذریعے سیدھا الحمرا پہنچا۔دس پونڈ ٹکٹ ادا کرنے کے بعد داخل ہوا۔الحمرا کا مسحور کن "الماسدۃ الاستدشیرون الایوان" دیکھا۔ دیوانِ عام اور ابوالحسن جیسے شیر دل حکمرانوں کے محلات کی سیر کی۔

قرطبہ اس سے تقریباً چالیس میل کی مسافت پر تھا۔جہاں میں بذریعہ بس پہنچا۔اسلام کی چوتھی عظیم ترین مسجد "جامعہ قرطبہ" کا نظارہ کیا۔پھر الزہرا کی باقیات دیکھنے کے لیے روانہ ہو گیا۔الناصر اور الداخل جیسے عظیم عالمگیر سلاطین کی یہ رہائش گاہ آج سنانے میں تھی۔تاہم میڈرڈ کی موجودہ حکومت اس کی کھدائی میں دل چسپی لے رہی ہے اور یہاں قدیم اموی طرز کا الزہرا تعمیر کرنے کا منصوبہ بھی ہے۔فی الحال متنازعہ ہے۔شام کے وقت "کارڈووا ریسٹورنٹ" میں پہنچا ہوں۔اب رات یہیں بسر کرنے کا ارادہ ہے۔

25 ایک پولیس افسر کا روزنامچہ

۲۰۔مارچ ۲۰۲۵ء

آج صبح سویرے بیدار ہوا تو موسم غیر معمولی طور پر خوش گوار تھا۔نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد سیر کرنے میں بے حد لطف آیا۔تھوڑی ورزش کے بعد گھر آ کر ناشتہ کیا اور ڈیوٹی کے لیے نکل گیا۔پولیس اسٹیشن پہنچا تو ایک لاش نظر آئی جس پر سفید کپڑا ڈالا گیا تھا۔دو نامعلوم دیہاتی بھی وہاں پہلے سے موجود تھے۔تفتیش پر معلوم ہوا کہ قریبی نہر سے ایک نامعلوم لاش ملی ہے۔میں نے قریب جا کر لاش پر سے کپڑا ہٹایا تو وہ

ایک عورت کی لاش تھی جس کی عمر کم و بیش تیس سال ہوگی۔ لاش کے گلے میں دوپٹہ بندھا ہوا تھا۔ یہ خودکشی تھی یا قتل؟ یہ ایک معما تھا جس کو مجھے حل کرنا تھا۔ لاش کو لانے والے افراد کا کہنا تھا کہ خاتون کی موت پانی میں ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی ہے، غالباً خاتون نے غربت کے مارے یا عشق میں ناکامی کی صورت میں خودکشی کی ہے۔ جب کہ مجھے دال میں کچھ کالا نظر آرہا تھا۔ کیوں کہ گزشتہ دس سال سے بطور ایس۔ ایچ۔ او خدمات انجام دیتے ہوئے میں نے سیکڑوں ڈوب کر مرنے والوں کی لاشیں دیکھی تھیں۔ لیکن یہ لاش ان سب سے مختلف تھی۔ کم از کم اس کی موت پانی میں ڈوبنے سے ہرگز نہیں ہوئی تھی۔ میں نے خاتون کی گردن سے ڈوپٹہ ہٹا کر دیکھا تو گردن پر کچھ نشانات دکھائی دیے۔ میرے شک کو مزید تقویت ملی۔ پوسٹ مارٹم کے بعد میرا شک یقین میں بدل گیا کہ یہ خودکشی نہیں ہے بلکہ قتل ہے۔ میں ان آدمیوں کے ہمراہ اس جگہ پہنچا جہاں سے لاش ملی تھی۔ وہاں قریب ہی کیچڑ میں دھنسے ایک موبائل پر میری نظر پڑی۔ آخر مجھے کوئی سراغ مل ہی گیا۔ میں نے موبائل فون اٹھایا اور فوراً واپس آگیا۔ میں نے موبائل کی سی ڈی آر نکلوائی۔ آخری بار جس نمبر پر خاتون کا رابطہ ہوا تھا میں اس کی لوکیشن ٹریس کرتا ہوا اس کے گھر پہنچ گیا۔ فوراً اسے گرفتار کیا گیا۔ تھوڑی تفتیش کے بعد آخر مجرم نے اقبالِ جرم کر لیا۔ جائیداد کے لیے اس نے اپنی اکلوتی سوتیلی بہن کا گلا گھونٹ کر اسے نہر میں پھینک دیا تھا۔ یوں یہ معما آخر حل ہو گیا اور مجرم سلاخوں کے پیچھے پہنچ گیا۔ رات ایک بجے کے قریب میں گھر پہنچا ہوں۔ اگرچہ میرا جسم تھکن سے چور چور ہے لیکن یہ سطور لکھتے ہوئے مجھے باطنی طور پر خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ میں نے اپنا فرض بخوبی انجام دیا۔ ظالم کیفرِ کردار تک پہنچا اور مظلوم کی روح پرسکون ہوئی۔

26 ایک فوجی کا روزنامچہ

۲۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

آج میں علی الصبح بیدار ہوا۔ بعد از نمازِ فجر معمول کی ورزش کی۔ پھر میس میں ناشتہ کیا اور ڈیوٹی کے لیے الرٹ ہو گیا۔ کل رات والدہ کا خط آیا تھا۔ جس سے پہنچنے والی راحت ابھی تک موجود تھی۔ انھوں نے مجھے اپنے فرائض ایمان داری سے انجام دینے اور وقت پڑنے پر وطن پر جان نچھاور کرنے کی تلقین کی تھی۔ انھوں نے کہا تھا کہ ایک شہید کی ماں کہلانے پر مجھے فخر ہوگا۔ میری خوشی کی کوئی حد نہ رہی، میری ہمت بڑھی اور امید بڑھی کہ جب تک ایسی مائیں وطنِ عزیز میں موجود ہیں دشمن ہمارا بال بھی بانکا نہیں کر سکتا۔ الغرض میں چوکی پر اپنی ڈیوٹی دینے میں مصروف ہو گیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک سنسناتی ہوئی گولی آ کر میری ٹانگ پر لگی اور مجھے ایک انگارا جسم میں پیوست ہوتا ہوا محسوس ہوا۔ میں فوراً چوکنا ہو گیا اور زمین پر لیٹ کر اپنا دفاع کیا۔ میں نے دیکھا کہ دشمن کا ایک دستہ چوکی کی جانب بڑھ رہا ہے۔ میں نے اپنے ساتھیوں کو اطلاع دی اور جوابی فائرنگ شروع کر دی۔ دشمن کی تعداد زیادہ تھی جو آگے بڑھتے چلے آرہے تھے۔ اچانک ایک اور آگ کا انگارا میرے دائیں بازو میں پیوست ہوتا محسوس ہوا۔ میں زخموں کی پروا کیے بغیر مسلسل محاذ پر ڈٹا رہا اور دشمن کو کسی حد تک آگے بڑھنے سے روکے رکھا۔ کچھ ہی دیر میں میرے دیگر ساتھی بھی آگئے اور دشمن پر ہلا بول دیا۔ دشمن بزدل نکلا اور ہمیشہ کی طرح میدان چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ میرے زخموں سے خون بہت بہہ چکا تھا۔ میرے دوستوں نے مجھے ہسپتال منتقل کیا جہاں میرے زخموں کا علاج کیا گیا۔ ابھی رات کا ایک بجا ہے اور یہ سطور لکھنے کے دوران میں سوچ رہا ہوں کہ ماں کو کیا لکھوں گا، شہادت کا مرتبہ خوش نصیبوں کو حاصل ہوتا ہے یہ منزل شاید ابھی دور ہے۔

یہ رتبہ بلند ملا کہ جس کو مل گیا ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

درخواست نویسی

(امتحانی نقطہ نظر سے ضروری مطالعہ)

تعریف اور مفہوم:

درخواست فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی عرضی، گزارش، عرض داشت، عرض، خواہش یا آرزو ہیں۔

(بحوالہ جدید اُردو لغت مقتدرہ قومی زبان صفحہ 357۔ فیروز اللغات صفحہ 657)

اصطلاحی طور پر انفرادی یا اجتماعی مسئلہ تحریری طور پر کسی حاکم مجاز یا کسی افسر تک پہنچانا درخواست کہلاتا ہے۔

طلبہ کے لیے ضروری ہدایات:

۱۔ درخواست ہمیشہ نئے صفحے سے شروع کی جائے۔

۲۔ درخواست تحریر کرنے سے پہلے افسر یا حاکم مجاز کا عہدہ لکھا جائے۔ جیسے بخدمت جناب پرنسپل، ۔۔۔۔۔۔۔۔ جناب یا صاحب دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کیا جائے۔ جناب عربی زبان کا لفظ ہے اور گرامر کی رو سے متعلق فعل، کلمۂ تعظیم، کلمۂ خطاب ہے۔ جناب کے معانی درگاہ، دربار، حضور، آپ، صاحب، آستانہ، قبلہ اور حضرت ہیں۔

(بحوالہ جدید اُردو لغت صفحہ 282، فیروز اللغات صفحہ 500)

صاحب بھی عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی، دوست، ساتھی، مالک، آقا، حاکم، کلمۂ احترام جو نام کے بعد لکھا جاتا ہے۔

(بحوالہ جدید اُردو لغت صفحہ 282، فیروز اللغات صفحہ 906)

جدید اُردو لغت صفحہ 484 (مرتبہ مقتدرہ قومی زبان) میں یوں تحریر ہے کہ عام ناموں کے بعد عزت و احترام کے لیے مستعمل کلمہ، کلمۂ تعظیم، جناب کا قائم مقام۔" چناں چہ دونوں اکٹھے نہ لکھے جائیں۔ مثلاً جناب پرنسپل صاحب لکھنا درست نہیں ہے۔ درخواست میں جناب پرنسپل / پرنسپل صاحب کے بعد سکتہ (Comma) کی علامت (،) دی جائے۔ جوابی کاپی پر طرزِ تخاطب کے آخر میں شہر کا نام نہ لکھا جائے بلکہ الف۔ ب۔ ج تحریر کریں۔ طرزِ تخاطب کا ایک نمبر ہوتا ہے۔ طرزِ تخاطب لکھنے کا صحیح طریقہ حسب ذیل ہے۔

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، الف۔ ب۔ ج۔

۳۔ طرزِ تخاطب کے بعد "عنوان" کے تحت درخواست تحریر کرنے کا مقصد تحریر کیا جائے۔ مثلاً

عنوان: درخواست برائے فیس معافی

درخواست کا عنوان مختصر اور جامع ہو، عنوان میں درخواست برائے ۔۔۔۔۔ لکھنا زیادہ مناسب ہے۔ برائے کے بعد درخواست کا موضوع تحریر کریں۔

۴۔ عنوان لکھنے کے بعد القاب "جناب عالی" تحریر کریں۔ "عالی" عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے لغوی معانی اونچا، بلند، بڑا، عظیم، قابلِ تعظیم، بڑے رُتبے والا اور بلند پایہ ہیں۔ (بحوالہ فیروز اللغات صفحہ 940)

"جناب عالی" کے بعد ندائیہ (!) کی علامت ضرور لکھیں۔ "جناب عالیٰ"، "جناب اعلیٰ" یا "جنابہ عالیہ" اور "جناب عالیہ" لکھنا غلط ہے۔ ان کے لکھنے سے پرہیز کیا جائے۔ ورنہ ایک نمبر ضائع ہو جائے گا۔

۵۔ القاب کے بعد اگلی سطر سے درخواست کا نفسِ مضمون پیراگراف بنا کر تحریر کریں، نفسِ مضمون تین حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔

(الف) **آغاز یا تمہید:**

آغاز چند تمہیدی کلمات سے کیا جائے۔

(i) مؤدبانہ گزارش ہے۔ (ii) نہایت ادب سے گزارش ہے۔

(iii) مؤدبانہ التماس ہے۔ (iv) نہایت ادب سے التماس ہے۔

(ب) **اصل مدعا:**

تمہیدی کلمات لکھنے کے بعد، درخواست میں اصل مدعا یا مقصد لکھا جائے۔ اگر مدعا طویل ہو تو اسے دو یا تین عبارتوں (پیراگراف) میں بیان کر دیں۔

(ج) اختتام:

درخواست کو اچانک ختم نہیں کیا جاتا۔ بلکہ ختم کرنے سے قبل آخری جملوں کے بعد چند اختتامی کلمات لکھنا ضروری ہے۔ عام طور پر یہ کلمات ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

(i) میں تاحیات آپ کا شکرگزار رہوں گا۔
(ii) میں آپ کا انتہائی ممنون ہوں گا۔
(iii) آپ کی بے حد نوازش ہوگی۔
(iv) امید ہے آپ میری درخواست پر ہمدردانہ غور فرمائیں گے۔
(v) اللہ آپ کا اقبال ہمیشہ بلند رکھے۔

نوٹ: "برائے مہربانی" ہرگز نہ لکھیں بلکہ "براہِ مہربانی" لکھیے، کیوں کہ دونوں کے معانی و مفہوم میں تضاد ہے۔ "برائے مہربانی" کا مطلب ہے "مہربانی کے لیے" جب کہ "براہِ مہربانی" کا مفہوم ہے "مہربانی کر کے" اس لیے متوخر الذکر درست ہے۔ اسی طرح "مشکور ہوں گا" ہرگز نہ لکھیں بلکہ "ممنون ہوں گا" یا "شکرگزار" ہوں گا لکھیں۔ مشکور کے لغوی معانی 'شکر کیا ہوا' اور 'پسندیدہ' ہیں۔

(بحوالہ فیروز اللغات صفحہ 1314)

٦۔ درخواست کے اختتام پر صفحے کی بائیں طرف العارض: "عرض گزار"، "عرضے" یا درخواست گزار وغیرہ کے الفاظ تحریر کیجیے۔ العارض یا درخواست گزار صفحے کے انتہائی بائیں طرف لکھیں۔ پرنسپل کے نام درخواست میں درخواست گزار کے نیچے "آپ کا تابع فرمان"، "آپ کا فرماں بردار" اور سرکاری درخواستوں میں "آپ کا نیازمند" "آپ کا مخلص" تحریر کریں۔ "تابع دار" ہرگز نہ لکھیں کیوں کہ یہ "تابع فرمان" کا متضاد ہے۔
تابع دار کے معنی ہیں۔ تابع رکھنے والا۔ ماتحت رکھنے والا

(بحوالہ فیروز اللغات صفحہ 358)

اور تابع فرمان کے معانی ہیں حکم کا تابع، فرماں بردار، مطیع

(بحوالہ فیروز اللغات صفحہ نمبر 358)

٧۔ العارض لکھ کر اُسی سطر میں انتہائی دائیں طرف تاریخ لکھیں۔ تاریخ ہمیشہ دائیں سے بائیں اُردو ہندسوں اور مہینا بھی اُردو الفاظ میں لکھیں۔ مثلاً ٢٥۔ مارچ ٢٠٢٥ء۔ تاریخ کا ایک نمبر ہوتا ہے۔ تاہم انگریزی ہندسوں کے ساتھ بھی تاریخ درست ہے۔ مثلاً 25۔ مارچ 2025ء

نوٹ: (عام طور پر طالبات درخواست لکھتے ہوئے طرزِ تخاطب اور القاب غلط لکھتی ہیں۔ جیسے بخدمت جنابہ پرنسپل صاحبہ، گورنمنٹ گریجوایٹ گرلز کالج، الف۔ ب۔ ج۔ یاد رہے کہ جنابہ، عالیہ لکھنا بالکل غلط ہے۔ طالبات حسب ذیل میں سے کوئی بھی طریقہ اپنا سکتی ہیں۔

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ گرلز کالج، ا۔ ب۔ ج۔

عنوان: درخواست برائے فیس معافی

جنابِ عالی!

یا

بخدمت پرنسپل صاحبہ، گورنمنٹ گریجوایٹ گرلز کالج، الف۔ ب۔ ج۔

عنوان: درخواست برائے فیس معافی

جنابِ عالی!

درخواست نویسی

درخواستیں

بمطابق اُردو قواعد و انشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

1 جماعت کے کمرے میں روشنی کے انتظام کے لیے درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، خان پور
موضوع: جماعت کے کمرے میں روشنی کا انتظام کرنے کی درخواست

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ ہماری جماعت کے کمرے کے بلب کئی دنوں سے خراب ہیں۔ صرف ایک بلب جلتا ہے جس کی روشنی ناکافی ہے۔ آج کل شدید سردی کا موسم ہے اور ٹھنڈی ہوائیں بھی چل رہی ہیں۔ سردی سے بچنے کے لیے دروازے اور کھڑکیاں بند کرنے پڑتے ہیں، جس سے جماعت کے کمرے میں تاریکی اور بڑھ جاتی ہے۔ نیم تاریک کمرے میں بلیک بورڈ پر لکھا ہوا صاف نظر نہیں آتا۔ اس کے علاوہ ہمیں سبق پڑھنے اور لکھنے میں بھی شدید دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ روشنی کے لیے دروازے اور کھڑکیاں کھولتے ہیں تو سردی کا مقابلہ کرنا مشکل ہوتا ہے۔ کمرے میں روشنی کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے درس و تدریس کا عمل بری طرح متاثر ہو رہا ہے۔ یہ صورتِ حال ایک طرف ہمارے تعلیمی نقصان کا باعث ہے تو دوسری طرف آنکھوں پر منفی اثرات پڑ رہے ہیں۔ ان مسائل کی وجہ سے ہماری جماعت کے طلبہ مشکلات کا شکار ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ طلبہ کی مشکلات کو سمجھتے ہوئے کمرے میں روشنی کا مناسب انتظام کروا دیں۔ کمرے میں بلب اور ٹیوب لائٹس لگانے کے احکامات صادر فرما دیں۔ اس کے علاوہ بجلی کے بورڈز اور بٹن بھی مرمت کرنے کا حکم جاری کریں۔ امید ہے آپ مہربانی فرماتے ہوئے جلد از جلد ان تمام مسائل کو حل کروا دیں گے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار
طلبہ جماعت سالِ دوم

4 جنوری 2025ء

2 پرنسپل کے نام شادی میں شمولیت کے لیے رخصت کی درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، خانیوال
موضوع: شادی میں شرکت کے لیے چھٹی کی درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرے بڑے بھائی کی شادی 14۔ مارچ 2025ء بروز ہفتہ ہونا قرار پائی ہے۔ میرے والد صاحب بہت ضعیف ہیں۔ شادی کے انتظامات کرنا ان کے لیے مشکل ہیں۔ مہمانوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو چکا ہے۔ ان کی خاطر مدارات کے علاوہ دوسرے بہت سے امور کی ادائیگی بھی میری ذمہ داری ہے۔ برات کی روانگی اور دعوتِ ولیمہ کا انتظام خاص طور پر مشکل مرحلہ ہے۔ اس لیے شادی کے ان چند امور کی ادائیگی کی وجہ سے کالج حاضر ہونے سے قاصر ہوں۔ مہربانی فرما کر مجھے چار یوم (12۔ مارچ تا 15۔ مارچ 2025ء) کی رخصت عنایت فرمائیں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار
نام: الف۔ ب۔ ج
جماعت بارھویں، فریق اقبال
رول نمبر 05

11 مارچ 2025ء

3 پرنسپل کے نام فیس معافی کی درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، رحیم یار خان

موضوع: فیس معافی کی درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کے زیرِ سایہ کالج میں سالِ اول کا طالب علم ہوں۔ میں نے ایف۔ایس۔سی پری میڈیکل میں داخلہ لیا ہے۔ میٹرک میں میرے 1052 نمبر ہیں۔ میرے والد ایک دکان پر منشی ہیں۔ ان کی آمدن بہت قلیل ہے۔ ہم چار بہن بھائی ہیں اور سب تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ میری والدہ بھی شوگر کی مریضہ ہیں۔ ان کی دوائیوں پر کافی رقم خرچ ہوتی ہے۔ سب بہن بھائیوں کے تعلیمی اخراجات اور گھر کے اخراجات پورے کرنا بہت مشکل ہیں۔

جناب عالی! میں ایک محنتی طالب علم ہوں۔ مجھے تعلیم حاصل کرنے کا بہت شوق ہے۔ میں پڑھ لکھ کر ڈاکٹر بننا چاہتا ہوں۔ تعلیم میں میری لگن اور محنت دیکھ کر میرے محترم اساتذہ کو یقین ہے کہ میں ڈاکٹر بننے میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا۔ کالج ہٰذا کے پہلے ماہانہ ٹیسٹ میں میری پہلی پوزیشن آئی ہے۔ میرے تمام اساتذہ اور والدین بھی پڑھائی میں میری دل چسپی اور محنت سے مطمئن ہیں۔ میں باقاعدگی سے کالج آ رہا ہوں اور تمام مضامین میں بھرپور محنت کر رہا ہوں۔ میرے والدین بھی مجھے تعلیم دلوانا چاہتے ہیں لیکن غربت کی وجہ سے میرے تعلیمی اخراجات پورے کرنے سے قاصر ہیں۔ مہنگائی کے موجودہ حالات میں میرے لیے تعلیم جاری رکھنا ناممکن نظر آ رہا ہے۔ آپ کی شفقت اور مہربانی کی ضرورت ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ براہِ کرم میری کالج کی مکمل فیس معاف فرما دیں تاکہ میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ سکوں۔ میں تاحیات آپ کا شکر گزار رہوں گا۔

درخواست گزار

نام: الف۔ب۔ج

جماعت گیارھویں

رول نمبر 06

14 ستمبر 2025ء

4 ہیلتھ آفیسر کے نام محلے کی صفائی کی درخواست

بخدمت جناب ہیلتھ آفیسر، تحصیل میونسپل کمیٹی، خان پور۔

موضوع: محلے کی صفائی کے لیے درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ بابر ٹاؤن، شہر خان پور میں صفائی کا انتظام انتہائی ناقص ہے۔ جگہ جگہ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر پڑے ہیں۔ گلیوں اور سڑکوں پر گندا پانی جمع ہے۔ اس گندے پانی میں مچھر اور خطرناک جراثیم پیدا ہو رہے ہیں۔ مچھروں کی کثرت کی وجہ سے لوگ ملیریا کا شکار ہو رہے ہیں۔ کوڑے کرکٹ کے ڈھیر مکھیوں اور دیگر حشرات کی آماج گاہ بن چکے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں کی بہتات سے کئی وبائی امراض تیزی سے پھیل رہے ہیں۔ گندگی کی وجہ سے پولیو کی وبا پھیلنے کا بھی خدشہ ہے۔ گندگی کی وجہ سے لوگوں کا گلیوں میں چلنا محال ہے۔ بدبو اور تعفن سے اہلِ محلہ شدید اذیت کا شکار ہیں۔ خاکروب کبھی کبھار آتا ہے اور صفائی کیے بغیر ہی واپس چلا جاتا ہے۔ برسات کا موسم آنے والا ہے۔ اگر صفائی کا مناسب انتظام نہ ہوا تو زیادہ وبائیں پھوٹنے کا خطرہ ہے

آپ سے التماس ہے کہ جلد از جلد ہمارے محلے میں صفائی کا انتظام کروائیں۔ گندگی کے ڈھیر اٹھوانے اور گندے پانی کی نکاسی کا بھی بہتر انتظام فرمائیں تاکہ ہم پریشانیوں اور بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں۔ ہم آپ کے بے حد احسان مند ہوں گے۔

درخواست گزار

اہلِ علاقہ بابر ٹاؤن

خان پور

14 مئی 2025ء

5 مضمون کی تبدیلی کے لیے پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت پرنسپل صاحبہ، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، بہاول پور

موضوع: مضمون کی تبدیلی کے لیے درخواست

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ میں نے رواں سال اس کالج میں ایف۔ایس۔سی میں داخلہ لیا ہے۔ میرے میٹرک کے امتحان میں بہت اچھے نمبر آئے تھے۔ میرے والدین مجھے ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے، اس لیے ان کے کہنے پر میں نے ایف۔ایس۔سی میں پری میڈیکل کے مضامین کا انتخاب کیا تھا۔ گزشتہ ہفتے سے میں باقاعدگی سے تمام مضامین پڑھ رہی ہوں۔ میں نے محسوس کیا ہے کہ بیالوجی کا مضمون میرے مزاج کے مطابق نہیں ہے۔ اس مضمون میں میری دل چسپی نہیں ہے۔ اس لیے دو ہفتے کی مسلسل پڑھائی کے باوجود میں پہلے باب کو ہی نہیں سمجھ پائی۔ میں نے اس صورتِ حال کا ذکر اپنے والدین سے بھی کیا ہے۔ انھوں نے مجھے اجازت دی ہے کہ میں بیالوجی کی جگہ ریاضی کا مضمون اختیار کر لوں۔ ریاضی میری دل چسپی کا مضمون ہے، اس لیے مجھے قدرے آسان لگتا ہے۔ میں نے اپنی بیالوجی اور ریاضی کی پروفیسروں سے بھی بات کی ہے۔ انھوں نے بھی مجھے مضمون تبدیل کرنے کی اجازت دے دی ہے۔

میڈم! ریاضی کا مضمون میری ذہنی سطح اور طبعی رجحان سے مطابقت رکھتا ہے۔ اس لیے مجھے یقین ہے کہ میں اس مضمون میں بہت اچھے نمبر لے سکتی ہوں۔ اس لیے آپ سے التماس ہے کہ مجھے بیالوجی کی بجائے ریاضی کا مضمون اختیار کرنے کی اجازت دی جائے، تاکہ میں اپنے ذوق و شوق کے مطابق اپنی تعلیم جاری رکھ سکوں۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار

بشریٰ طارق

ایف۔ایس۔سی سال اول

رول نمبر 9

7 ستمبر 2025ء

6 مچھر مار سپرے کے چھڑکاؤ کے لیے ایڈمنسٹریٹر کے نام درخواست

بخدمت جناب ایڈمنسٹریٹر، میونسپل کارپوریشن، بہاول پور

موضوع: مچھر مار سپرے کے چھڑکاؤ کی درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ اس سال ہمارے علاقے میں بارشیں بہت زیادہ ہوئی ہیں۔ نکاسیِ آب کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مقامات پر پانی جمع ہو چکا ہے۔ ہمارے علاقے محمد پورہ کی گلیوں میں ابھی تک پانی جمع ہے۔ اس کے علاوہ جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر بھی جمع ہو گئے ہیں۔ پانی اور گندگی کے ڈھیر مچھروں، مکھیوں اور جراثیم کی افزائش کا سبب بن رہے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں کی بہتات کی وجہ سے لوگ ملیریا اور ڈینگی وائرس کا شکار ہو رہے ہیں۔ جمع شدہ گندے پانی سے تعفن پھیل رہا ہے۔ بیماریوں اور بدبو سے لوگ شدید اذیت کا شکار ہو رہے ہیں۔ مکھیوں اور مچھروں کی افزائش کو نہ روکا گیا تو ملیریا اور دوسری بیماریاں وبا کی شکل اختیار کر سکتی ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ فوری طور پر ہمارے علاقے میں مچھر اور جراثیم کش سپرے کروانے کا انتظام کیا جائے۔ اس کے علاوہ نکاسیِ آب کا انتظام بہتر کر کے گندگی کو ختم کیا جائے تاکہ مچھروں اور مکھیوں کی افزائش کا خاتمہ ہو سکے۔ امید ہے آپ ہماری گزارش پر غور فرماتے ہوئے صفائی اور سپرے کا فوری حکم صادر فرمائیں گے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار

اہلِ علاقہ

محمد پورہ، بہاول پور

9 اگست 2025ء

7 ایجوکیشن بورڈ کے چیئرمین کے نام درخواست

بخدمت جناب چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ملتان۔

موضوع: درخواست برائے حصولِ ملازمت

جنابِ عالی!

22۔ مارچ 2025ء کے روزنامہ ''جنگ'' میں شائع ہونے والے اشتہار سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دفتر میں سٹینوگرافر کی چار آسامیاں خالی ہیں۔ میں ایک نوجوان ہوں اور مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ بھی رکھتا ہوں۔ ان میں سے ایک اسامی کا اہل سمجھتے ہوئے میں خود کو ایک امیدوار کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ میرے تعلیمی کوائف درج ذیل ہیں:

تعلیمی قابلیت:

1۔ میں نے 2018ء میں فرسٹ ڈویژن میں آئی۔ کام کا امتحان پاس کیا۔
2۔ 2020ء میں بی کام کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔
3۔ 2022ء میں کامرس کالج ملتان سے ایم۔ کام کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔

مہارت:

1۔ انگریزی شارٹ ہینڈ اور انگریزی ٹائپنگ میں مجھے مہارت حاصل ہے۔
2۔ کمپیوٹر کے استعمال میں بھی مہارت رکھتا ہوں اور مختلف کمپیوٹر پروگرامز میں کام کرنا جانتا ہوں۔
3۔ میں کمپیوٹر پر 150 الفاظ فی منٹ اور شارٹ ہینڈ میں 130 الفاظ فی منٹ کی رفتار سے لکھ سکتا ہوں۔

تجربہ:

گزشتہ دو سال سے ایک کاروباری ادارے میں بطور سٹینوگرافر کام کر رہا ہوں۔

ذاتی کوائف:

میں 25 سال کا صحت مند جوان ہوں اور ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اپنے شعبہ میں دفتری امور کی انجام دہی کی بھرپور صلاحیت رکھتا ہوں۔

آپ سے التماس ہے کہ میری تعلیمی قابلیت اور تجربے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مجھے ٹیسٹ اور انٹرویو کا موقع فراہم کریں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ منتخب ہو کر میں اپنے فرائض محنت، دیانت داری اور بھرپور صلاحیت سے ادا کروں گا۔ میری تعلیمی اسناد اور تجربے کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقل درخواست کے ساتھ منسلک ہیں۔

درخواست گزار

نام و پتا: الف۔ب۔ج

22 مارچ 2025ء

8 ایڈمنسٹریٹر فوڈ اتھارٹی کے نام درخواست

بخدمت جناب ایڈمنسٹریٹر، فوڈ اتھارٹی، رحیم یار خاں

موضوع: ناقص دودھ کی فروخت کا سدِ باب

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ میں رحیم یار خاں کا رہائشی اور ایک پڑھا لکھا، باشعور اور ذمہ دار شہری ہوں۔ میں آپ کی توجہ ایک نہایت سنجیدہ اور اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ یہ مسئلہ ناقص اور ملاوٹ والے دودھ کی فروخت ہے۔

جنابِ عالی! رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ اس لیے دودھ کے استعمال میں اضافے کی وجہ سے اس کی طلب بڑھ گئی ہے۔ دوسری طرف گرمی کی شدت اور لُو کی وجہ سے دودھ کی پیداوار میں کمی ہو گئی ہے۔ گوالوں نے دودھ کی قیمت بڑھا دی ہے۔ شہری منھ مانگی قیمت پر دودھ خریدنے پر مجبور ہیں۔ صارفین کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کچھ لوگ انسانوں کی صحت کے دشمن بن گئے ہیں۔ بدقسمتی سے ہمارے شہر کے کچھ بے حس اور لالچی لوگ دودھ میں ملاوٹ کر رہے ہیں۔ دودھ کو گاڑھا کرنے کے لیے اس میں خطرناک کیمیکل بھی ملا رہے ہیں۔ دودھ میں ملاوٹ کا کام سرِ عام ہو رہا ہے اور انھیں روکنے والا کوئی نہیں۔ وہ دیدہ دلیری سے فوڈ اتھارٹی کی ہدایات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ناقص اور مضرِ صحت دودھ فروخت کر رہے ہیں۔ براہِ مہربانی آپ ملاوٹ کرنے والے افراد کے خلاف جلد از جلد کارروائی کریں۔ دودھ فروخت کرنے والوں کو ہدایت کریں کہ دودھ کو جراثیم سے محفوظ رکھنے کا بھی انتظام کریں تاکہ لوگوں کو خالص اور جراثیم سے پاک دودھ فراہم ہو سکے۔

امید ہے آپ ایسے مجرموں کے خلاف جلد کارروائی کر کے لوگوں کی صحت کو محفوظ بنائیں گے۔

درخواست گزار

الف۔ب۔ج

15 مئی 2025ء

نام و پتا: ____________

درخواست نویسی کے لیے چند مجوزہ موضوعات

بمطابق اُردو قواعد و انشا

(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

9 گھروں میں صاف پانی مہیا کرنے کے لیے ڈائریکٹر واسا کے نام درخواست

بخدمت جناب ڈائریکٹر، واسا، لاہور۔

عنوان: صاف پانی کی فراہمی کی درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ بندہ کا تعلق شالا مار ٹاؤن لاہور سے ہے۔ ٹاؤن کی آبادی 30 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ لیکن بدقسمتی سے تمام علاقے میں پینے کا صاف پانی میسر نہیں ہے۔ زیرِ زمین پانی آلودہ ہو چکا ہے اور پینے کے قابل نہیں رہا۔ چار و ناچار اہلِ علاقہ کو موٹر پمپ اور نلکوں کا مضرِ صحت پانی پینا پڑتا ہے۔

ڈاکٹر اور ماہرینِ طب کے مطابق آلودہ پانی جگر اور گردوں کے عارضہ کا بڑا سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ شہر میں ہیپاٹائٹس جیسا مہلک مرض تیزی سے پھیل رہا ہے۔ بہت سے نوجوان، بچے اور بوڑھے اس مرض کی وجہ سے جاں بحق ہو چکے ہیں۔ گزشتہ ماہ میں سرکاری ہسپتال کے اعداد و شمار کے مطابق ڈیڑھ سو (150) افراد اس مہلک مرض کے سبب جان کی بازی ہار گئے۔ اس کے علاوہ بہت سے شہری گردے اور پتے کی پتھری کے مرض میں مبتلا ہیں۔ یہ سب آلودہ اور مضرِ صحت پانی پینے کے اثرات ہیں۔

پانی زندگی کے لوازمات میں سب سے اہم ہے۔ اگر پینے کا صاف پانی مہیا نہ ہوتا تو زندگی کا وجود باقی نہ رہتا۔ آپ سے استدعا ہے کہ شالا مار ٹاؤن میں پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔ علاقے کے ہر محلے اور چوک میں واٹر فلٹر پلانٹ لگائے جائیں۔ لوگوں کے گھروں میں صاف پانی پہنچانے کا بھی مناسب انتظام کیا جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ آبی آلودگی پر قابو پانے کی کوشش بھی کی جائے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

درخواست گزار

نیازمند

ا۔ب۔ج

05۔ جنوری 2025ء

10 محلے کی سڑکوں پر مناسب روشنی کے بندوبست کے لیے ایس ڈی او کے نام درخواست

بخدمت جناب ایس۔ ڈی۔ او، علی پور، ضلع مظفر گڑھ۔

عنوان: درخواست برائے سٹریٹ لائٹ

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرا تعلق علی پور ضلع مظفر گڑھ کی کالونی سول لائن سے ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ علی پور

ایک گنجان آباد شہر ہے اور سول لائن کالونی اس شہر کی سب سے خوب صورت کالونی ہے۔ یہ تمام سہولیات سے آراستہ ہے۔ اس کالونی میں تقریباً دو ہزار گھر ہیں۔ ہر گھر پانچ سے دس مرلہ کی پختہ عمارت پر مشتمل ہے۔ یہاں کے مکینوں کو صاف پانی، سوئی گیس اور بجلی وغیرہ کی سہولیات میسر ہیں، لیکن سٹریٹ لائٹس کی کمی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس شہر میں اس جدید دور میں بھی ایک ایسی سہولت کا فقدان ہے جو ناگزیر حد تک عوام کے لیے ضروری ہے۔ میری مراد سٹریٹ لائٹس ہے۔

جناب عالی! جیسا کہ آپ کو معلوم ہے سر شام ہی سڑکوں اور گلیوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے۔ راہ گیروں کو آنے جانے میں بہت مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کالونی کے بیشتر افراد ملازمت پیشہ یا کاروباری ہیں۔ جنھیں ہر روز صبح سویرے گھر سے نکلنا پڑتا ہے اور شام گئے واپس آنا ہوتا ہے۔ رات کو جب یہ لوگ واپس آتے ہیں تو انھیں گھپ اندھیرے کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ علاوہ ازیں مریضوں کو رات کے کسی بھی پہر ایمرجنسی کی صورت حال پیش آ جاتی ہے، تب انھیں رات کے اندھیرے میں ہسپتال لے جانے میں بہت مشکل پیش آتی ہے۔ اور فجر کے وقت نمازیوں کو اندھیرے میں ٹھوکریں کھانا پڑتی ہیں اور وہ گرتے پڑتے مسجد پہنچتے ہیں۔ مزید یہ کہ اندھیرے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے چور اچکے بھی اپنا کام کر جاتے ہیں اور بہت سے شہری ان کے ہاتھوں موبائل اور نقدی گنوا چکے ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ گلیوں اور سڑکوں پر مناسب فاصلوں پر لائٹس لگوائی جائیں تاکہ علاقہ مکینوں کو سکھ کا سانس نصیب ہو اس سے شہر کی خوب صورتی میں بھی اضافہ ہوگا اور شہریوں کو بھی سہولت میسر ہوگی۔ امید ہے کہ آپ میری اس درخواست پر غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند فرمائے۔

درخواست گزار
آپ کا مخلص
ا۔ ب۔ ج

10۔ جنوری 2025ء

11 تاریخی عمارت کی سیر پر جانے کی اجازت کے لیے پرنسپل کے نام درخواست

(بہاول پور 17، 10، 2000، فیصل آباد 2000، ملتان 10-98، راولپنڈی 07، گوجرانوالہ 121-10، ساہیوال، ڈیرہ غازی خان 19)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، صادق آباد۔

عنوان: درخواست برائے حصول اجازت نامہ

جناب عالی!

نہایت مؤدبانہ التماس ہے کہ کالج کی لٹریری و ہسٹاریکل سوسائٹی نے اپنے حالیہ اجلاس ۲۵ جنوری ۲۰۲۵ء میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ طلبہ کو تاریخی مقامات کے مشاہدے کے لیے بہاول پور کے تاریخی مقامات اور چولستان میں قلعہ دراور و دیگر قلعوں کی باقیات کی سیر کے لیے لے جایا جائے۔ اس کے علاوہ سوسائٹی کی جانب سے مشاہدات و تاثرات کو تحریری و تصویری صورت میں کالج کے ہفت روزہ "بانگِ حرم" میں شائع کیا جائے گا۔

جناب عالی! آپ سے گزارش ہے کہ اس معلوماتی، سیاحتی و سبق آموز سفر کے لیے اجازت نامہ عطا کیا جائے۔ نیز اس طرح آنے والی لاگت کی حسب روایت ایک چوتھائی رقم کی منظوری بھی فرمائیے۔ مزید برآں پروگرام کی تفصیلات طے کر لی گئی ہیں جو آپ کی طلب پر آپ کے گوش گزار کر دی جائیں گی۔ اللہ آپ کو مزید ترقی عطا فرمائے۔

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان
د۔ ر۔ س
(سیکرٹری ہسٹاریکل سوسائٹی)

۲۸۔ جنوری ۲۰۲۵ء

12 ہاسٹل کے گندے واش رومز کی شکایت کے لیے کالج پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، خان پور

عنوان: درخواست برائے صفائی واش رومز

جناب عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کے زیر سایہ سال اوّل کا طالب علم ہوں۔ میں اپنی کلاس کا مانیٹر ہوں اور کالج کی طلبہ یونین کا صدر ہوں۔ ہمارا کالج شہر کے مشہور کالجوں میں سے ایک ہے۔ ہر سال بورڈ میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے میں اس کا کوئی ہمسر نہیں۔ کالج کی عمارت، کھیل کے میدان اور کینٹین ہر چیز شان دار ہے۔ یہاں کا اسٹاف انتہائی قابل اور محنتی ہے۔ اس کالج میں کم و بیش پانچ ہزار طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ جن میں سے ایک کثیر تعداد دور دراز کے علاقوں سے تعلق رکھتی ہے۔ جس کی وجہ سے انھیں ہاسٹل ہی میں قیام کرنا پڑتا ہے۔ کالج ہاسٹل قیام و طعام کی تمام سہولیات سے آراستہ ہے۔

جناب عالی! کالج طلبہ کا صدر ہونے کے ناتے میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ وہ ہاسٹل کے واش رومز کی ناقص صفائی سے متعلق ہے۔ ہاسٹل کے واش رومز بہت گندے ہیں۔ صفائی کا عملہ کئی کئی ہفتے یہاں آنے کی زحمت نہیں کرتا۔ جس کی وجہ سے بہت سے گٹر ابل رہے ہیں۔ تعفن کی وجہ سے کسی کا وہاں جانے کو دل نہیں چاہتا۔ علاوہ ازیں کئی واش رومز ایسے ہیں جن میں پانی کے نل خراب ہیں، بعض میں لوٹے موجود نہیں یا اگر موجود ہیں تو وہ ٹوٹے ہوئے ہیں۔ واش رومز کے فرش اور دیواروں کا حال ناگفتہ بہ ہے۔ طلبہ نے بارہا ہاسٹل وارڈن سے اس بابت شکایات کی ہیں لیکن ان کی شنوائی نہیں ہوتی۔

جناب عالی! آپ سے التماس ہے کہ واش رومز کی صفائی پر خصوصی توجہ دیں۔ صفائی کے عملہ کو پابند کیا جائے کہ وہ روزانہ کی بنیاد پر واش رومز کی صفائی کیا کریں۔ علاوہ ازیں واش رومز کی شکست و ریخت کی مرمت کروائی جائے۔ ہمارے مذہب نے صفائی کو نصف ایمان قرار دیا ہے اور یہ جملہ جگہ جگہ کالج میں دیواروں کی زینت بنا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے اور جلد از جلد اس مسئلہ کو حل فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند فرمائے۔

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان
ا۔ ب۔ ج

05 جنوری 2025ء

13 سرکاری لائبریری میں بچوں کی شاعری پر مزید کتب رکھنے کے لیے اس کے انچارج کے نام درخواست

بخدمت جناب لائبریری انچارج، سنٹرل لائبریری، بہاول پور

عنوان: لائبریری میں بچوں کی شاعری کی کتب کے اضافہ کے لیے درخواست

جناب عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کی لائبریری کا مستقل ممبر ہوں۔ عرصہ دو سال سے میں اس لائبریری سے استفادہ کر رہا ہوں۔ سنٹرل لائبریری کا شمار شہر کی اہم لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ یہاں تقریباً پچاس ہزار سے زائد کتب موجود ہیں۔ جن میں اردو ادب، سائنس، فلسفہ، تاریخ الغرض ہر موضوع پر کتب ہیں۔ مگر یہاں ایک چیز کی اشد کمی محسوس ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ یہاں بچوں کی شاعری پر کتب بہت کم تعداد میں ہیں۔

گزارش ہے کہ یہاں بچوں کی شاعری کی کتب کی تعداد بڑھائی جائے۔ اس طرح بچوں میں زبان دانی کے ساتھ ساتھ مطالعہ کا ذوق بھی بڑھے گا۔ بچوں میں کتاب دوستی پروان چڑھے گی۔ چھوٹی چھوٹی آسان فہم اور رواں نظمیں بچوں کی دل چسپی کا سامان ہوتی ہیں۔ وہ انھیں بہت جلد یاد ہو جاتی ہیں۔ اس طرح ان کے ذخیرہ الفاظ میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان میں اخلاقی سبق بچوں کی تربیت کا آسان ذریعہ بھی ہے۔ کتابوں کا مطالعہ صرف تفریح طبع کا ذریعہ نہیں ہوتا بلکہ یہ انسانی قلب و ذہن کو بھی روشن کرتا ہے۔ اردو زبان میں بہت سے شعرا نے بچوں کے لیے نظمیں لکھی ہیں۔ جن میں اسماعیل میرٹھی سر فہرست ہیں۔

ہمارے قومی شاعر علامہ اقبالؒ نے بھی بچوں کے لیے کئی نظمیں لکھی ہیں جو علیحدہ کتابی صورت میں بھی ملتی ہیں۔ ان کے علاوہ حفیظ

جالندھری، احسان دانش، افسر میرٹھی، محمد حسین آزاد، ابن انشا، الطاف حسین حالی، امجد اسلام امجد، نظیر اکبر آبادی، گلزار، احمد حاطب اور سیدہ فرحت نے بھی بچوں کے لیے بہت سی نظمیں لکھی ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ حکومت کی جانب سے ملنے والے فنڈز سے بچوں کی شاعری سے متعلق کتب منگوائی جائیں۔ امید ہے آپ میری اس درخواست پر غور فرمائیں گے۔ خدا آپ کا اقبال بلند فرمائے!

درخواست گزار

15۔جنوری 2025ء　　　نیازمند

ا۔ب۔ج

14 اسٹیڈیم میں کرکٹ میچ کھیلنے کی اجازت لینے کے لیے ڈائریکٹر سپورٹس کے نام

بخدمت جناب ڈائریکٹر سپورٹس، ملتان

عنوان: کرکٹ میچ کھیلنے کی اجازت کی درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں اپنی ٹیم فیصل کرکٹ کلب ملتان کا کپتان ہوں۔ ہماری ٹیم عرصہ دراز سے مقامی اور ضلعی سطح پر کرکٹ کھیل رہی ہے اور اس میدان میں وسیع تجربہ و مہارت رکھتی ہے۔ ہم نے دانش کرکٹ کلب وہاڑی سے ایک کرکٹ میچ کھیلنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ وہاڑی کی ایک نامی گرامی کرکٹ ٹیم ہے، اس میں بہت منجھے ہوئے کھلاڑی شامل ہیں۔ یہ میچ 10۔ مارچ بروز ہفتہ شام چار بجے ہونا قرار پایا ہے۔ دونوں شہروں کے نوجوانوں میں اس میچ کے حوالے سے بہت جوش و خروش پایا جاتا ہے اور وہ بے تابی سے اس دن کا انتظار کر رہے ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ یہ شان دار میچ ملتان اسٹیڈیم کے وسیع گراؤنڈ میں کھیلا جائے۔ آپ سے درخواست ہے کہ ہمیں یہ میچ ملتان اسٹیڈیم میں کھیلنے کی اجازت دی جائے۔ میچ کی تمام تفصیلات طے کر لی گئی ہیں جو آپ کی طلب پر آپ کے گوش گزار کر دی جائیں گی۔ دونوں ٹیمیں انتہائی منظم اور تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملے گا۔

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے ملتان اسٹیڈیم ایک انٹرنیشنل سطح کا اسٹیڈیم ہے۔ یہاں کئی انٹرنیشنل کرکٹ میچ بھی کھیلے جا چکے ہیں۔ ہماری آپ سے التماس ہے کہ ہمیں بھی اس اسٹیڈیم میں کرکٹ میچ کھیلنے کی اجازت دی جائے۔ شہریوں کا ایک جمِ غفیر اس میچ کو دیکھنے کے لیے امڈ آئے گا۔ دونوں شہروں کے لوگوں میں امن و محبت اور مسابقت کی فضا پیدا ہوگی۔ کرکٹ کے شائقین کے لیے یہ ایک شان دار نظارا ہوگا۔ امید ہے آپ ہماری اس درخواست کو رد نہیں فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید ترقی عطا فرمائے۔ آمین!

درخواست گزار

07مارچ 2025ء　　　نیازمند

ا۔ب۔ج

15 تعلیمی ادارے میں ابتدائی طبی امداد کے سامان کی فراہمی کے لیے سربراہِ ادارہ کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، سیالکوٹ۔

عنوان: درخواست برائے فراہمی سامان ابتدائی طبی امداد

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کے زیرِ سایہ سالِ اوّل کا طالب علم ہوں۔ گزشتہ روز ہماری کلاس کے ایک طالب علم کو فٹ بال کھیلتے ہوئے چوٹ لگ گئی تھی۔ جس کی مرہم پٹی کے لیے کالج ڈسپنسری لے جایا گیا لیکن وہاں ابتدائی طبی امداد کا مکمل سامان دستیاب نہیں تھا۔ مجبوراً زخمی طالب علم کو شہر کے ایک پرائیویٹ کلینک پر لے جانا پڑا۔ اس سے پہلے بھی ایک طالب علم کو پیٹ میں سخت درد ہوا تھا لیکن کالج ڈسپنسری پر دوا موجود نہیں تھی۔

جنابِ عالی! ابتدائی طبی امداد بہت ضروری ہے۔ اس کے ذریعے ہنگامی صورتِ حال میں مریض کو کسی بڑے نقصان سے بروقت بچایا جا سکتا ہے۔ اس موقع پر مناسب دوا اور سامان موجود نہ ہو تو مریض کی جان کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ کالج ڈسپنسری میں

ابتدائی طبی امداد کا ضروری سامان مہیا کیا جائے۔ کالج ہذا کی ڈسپنسری میں تھرمامیٹر اور بلڈ پریشر چیک کرنے کا آلہ بھی ٹوٹ چکا ہے، جو ہر ڈسپنسری کی بنیادی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ سرجیکل گلوز (دستانے) مختلف سائز کی پٹیاں، پائیوڈین، آنکھیں دھونے کا محلول، انہلر، مختلف سائز کی قینچیاں، ٹانکے لگانے والی سوئیاں بھی ڈسپنسری میں موجود نہیں ہیں۔ مزید ضروری سامان کی تفصیل ڈسپنسری انچارج سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ امید ہے آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ خدا آپ کا اقبال بلند کرے۔

درخواست گزار

08۔فروری 2025ء　　　آپ کا تابع فرماں

ا۔ب۔ج

16 ایڈمنسٹریٹر فوڈ اتھارٹی کے نام درخواست میں ہسپتال کی کینٹین میں مضرِ صحت اشیا کے متعلق درخواست

بخدمت جناب ایڈمنسٹریٹر، فوڈ اتھارٹی خان پور، ضلع رحیم یار خاں۔

عنوان: درخواست برائے شکایت ہسپتال کینٹین پر مضرِ صحت اشیا

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں خان پور شہر کا رہنے والا ہوں۔ میں آپ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں اور وہ ٹی۔ایچ۔کیو ہسپتال خان پور کی کینٹین پر مضرِ صحت اشیا کا سرِ عام فروخت ہونا ہے۔ گزشتہ روز ایک مریض کی عیادت کے لیے مجھے ٹی۔ایچ۔کیو ہسپتال خان پور جانے کا موقع ملا۔ میری موجودگی میں وہاں مریض کے لیے ہسپتال کی کینٹین سے جو کھانا لایا گیا وہ باسی تھا۔ میں بذاتِ خود کینٹین کا معائنہ کرنے گیا تو مجھے یہ دیکھ کر نہایت دکھ ہوا کہ کینٹین پر حفظانِ صحت کے اصولوں کا خیال نہیں رکھا جا رہا۔ کھانے سرِ عام کھلے رکھے تھے، جن پر مکھیاں منڈلا رہی تھیں۔ اس کے علاوہ صفائی کا نظام بھی انتہائی ناقص تھا۔ کینٹین کا عملہ بھی کھلے سر اور کھلے ہاتھوں اشیائے خورونوش فروخت کر رہا تھا۔

جناب عالی! کھانوں میں استعمال ہونے والا گھی اور مسالا جات انتہائی گھٹیا معیار کے ہیں۔ مزید براں باسی کھانے تلف کرنے کی بجائے مریضوں کو بلا روک ٹوک فروخت کر دیے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ کینٹین پر پان، سگریٹ، گٹکا، نسوار اور کولڈ ڈرنک بھی سرِ عام فروخت ہو رہے ہیں۔ حالاں کہ یہ اشیا صحت کے لیے انتہائی مضر ہیں اور عدالت کی جانب سے بھی شہر کے سکول اور ہسپتالوں میں ان کی خرید و فروخت ممنوع ہے۔ لیکن یہاں کسی کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ کینٹین مالکان کو مریضوں کی صحت کی کوئی پروا نہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ ہسپتال کینٹین سے مضرِ صحت اشیا ختم کروائی جائیں، کھانے پینے کی اشیا میں استعمال ہونے والے مسالا جات اور گھی پر خصوصی توجہ دی جائے کہ وہ ناقص معیار کے نہ ہوں۔ صفائی کا خصوصی خیال رکھا جائے۔ اس کے علاوہ کینٹین کے عملہ کو حفظانِ صحت کے اصولوں کی پابندی کی تلقین کی جائے۔ امید ہے آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا اقبال بلند فرمائے۔

درخواست گزار

10۔فروری 2025ء　　　نیازمند

ا۔ب۔ج

17 کالج لائبریری میں قائداعظم اور علامہ اقبال کی نئی تصاویر آویزاں کرنے کے لیے پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ ایس۔ای کالج، بہاول پور۔

عنوان: کالج لائبریری میں قائد و اقبال کی نئی تصاویر آویزاں کرنے کے لیے درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کے زیرِ سایہ سالِ اوّل کا طالب ہوں۔ ہمارے کالج کا شمار شہر کے بہترین کالجوں میں ہوتا ہے۔ کالج کی عمارت اور کھیل کے میدان دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ یہ واقعی تعلیمی مقاصد کے حصول کے لیے بنایا گیا ادارہ ہے۔ کالج میں میری سب سے پسندیدہ جگہ کالج کی وسیع لائبریری ہے۔ میں گزشتہ چھ ماہ سے باقاعدہ لائبریری سے استفادہ کر رہا ہوں۔ جب بھی مجھے فرصت

ملتی ہے میں لائبریری میں پہنچ جاتا ہوں۔ لائبریری ہر طرح کی جدید سہولیات سے آراستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پورے شہر میں کوئی لائبریری اس کے برابر نہیں۔ البتہ ایک کمی مجھے محسوس ہوتی ہے جس کی جانب میں آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ وہ یہ کہ لائبریری میں ہمارے ہر دل عزیز رہنماؤں کی جو تصاویر آویزاں ہیں ان میں بانیِ پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ اور شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ کی تصاویر نہایت بوسیدہ ہو چکی ہیں۔ دونوں تصاویر جگہ جگہ سے پھٹی ہوئی ہیں اور ان کے رنگ بھی ماند پڑ گئے ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کی نئی تصاویر آویزاں کروائی جائیں۔ آج کل مارکیٹ میں قائدؒ و اقبالؒ کی بہت سی عمدہ اور نایاب تصاویر دستیاب ہیں جنھیں لائبریری کی زینت بنایا جا سکتا ہے۔ لائبریری کی شان دار عمارت کا تقاضا بھی یہی ہے یہاں ہر چیز دل کش اور شان دار ہو۔ امید ہے آپ میری درخواست پر غور فرمائیں گے۔ خدا آپ کا اقبال بلند فرمائے۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرماں

ا۔ب۔ج

25۔جنوری 2025ء

18 بجلی کا خراب میٹر بدلنے کے لیے ایس۔ڈی۔او واپڈا کے نام درخواست

بخدمت جناب ایس۔ڈی۔او، واپڈا، ضلع ملتان

عنوان: درخواست برائے تبدیلی بجلی میٹر

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میرا تعلق بستی ملوک ضلع ملتان سے ہے۔ جیسا کہ آپ کو معلوم ہے گزشتہ ہفتہ سے روزانہ مسلسل بارشیں ہو رہی ہیں۔ برسات کے باعث میرے گھر کا بجلی کا میٹر خراب ہو گیا ہے۔ کل سے گھر کی بجلی بند ہے۔ بجلی کی بندش کی وجہ سے گھر کے تمام معمولات متاثر ہیں۔ گرمی کی شدت میں بغیر پنکھے کے رہنا کسی عذاب سے کم نہیں۔ یہاں تک کہ پینے کے پانی کو بھی ترس رہے ہیں۔ آپ سے التماس ہے کہ جلد از جلد خراب میٹر کو تبدیل کیا جائے۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار رہوں گا۔ خدا آپ کا اقبال بلند کرے۔

درخواست گزار

نیاز مند

ا۔ب۔ج

05۔جنوری 2025ء

اضافی اہم درخواستیں

بمطابق سابقہ بورڈ پیپرز

19 پرنسپل صاحب کے نام کریکٹر سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کے لیے درخواست

(سرگودھا 12، بہاول پور 2000، ملتان 97، گوجرانوالہ 12، 17، 97-96، ڈیرہ غازی خان 2000، لاہور 18، 2001، فیصل آباد 2010، ملتان 13، ساہیوال 14، آزاد کشمیر، گوجرانوالہ، راولپنڈی 18، 2016)(لاہور، فیصل آباد، ملتان، سرگودھا 2019)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ا۔ب۔ج۔

عنوان: درخواست برائے حصول کریکٹر سرٹیفکیٹ

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے گزارش ہے کہ میں سال 2024-2022 میں آپ کے زیرِ سایہ تعلیم حاصل کرتا رہا ہوں۔ میں نے سالِ دوم ایف۔ایس۔سی۔ پری انجینئرنگ کا امتحان 2024ء میں رول نمبر 1050 کے تحت دیا تھا۔ ایف۔ایس۔سی میں، میں نے 1018 نمبرات حاصل کیے جو کہ بہاول پور بورڈ میں دوسرے نمبر پر ہیں۔ مزید برآں انٹری ٹیسٹ میں 372 نمبرات حاصل کیے، اب یو۔ای۔ٹی (UET) کے مطلوبہ کوائف میں کریکٹر سرٹیفکیٹ درکار ہے۔

جنابِ عالی! میں کالج ہٰذا کا باقاعدہ طالب علم رہا ہوں اور میرا شمار کالج کے محنتی طلبہ میں ہوتا تھا۔ مزید برآں غیر نصابی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتا رہا ہوں۔ کالج کی تنظیم "لٹریری سوسائٹی" کا نائب سیکرٹری تھا۔ کالج کے ہفت روزہ "بانگِ سحر" کا چیف ایڈیٹر اور مستقل کالم نگار رہا ہوں۔ بین الجماعتی انٹر کالجز تحریری و تقریری مقابلہ جات میں بارہا شرکت کی۔ کالج کی ٹینس بال ٹیم کا کپتان تھا اور میری کپتانی میں کالج کی ٹیم نے صوبائی سطح پر کامیابی حاصل کر کے کالج کا نام روشن کیا۔

میری عاجزانہ گزارش ہے کہ مندرجہ بالا تفصیلات کے حوالہ جات کے ساتھ جلد از جلد سرٹیفکیٹ عنایت فرمائیں تا کہ میں آسانی سے درخواست دہندگان کی فہرست میں شامل ہو سکوں۔ میں آپ کا انتہائی احسان مند ہوں گا، اللہ آپ کا اقبال بلند فرمائے۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرماں

د۔ر۔س

سابقہ کلاس رول نمبر 02

۲۵۔ستمبر ۲۰۲۵ء

20 نام خارج ہونے کے بعد پرنسپل صاحب کے نام دوبارہ داخلہ کی درخواست

(فیصل آباد بورڈ، سرگودھا بورڈ، بہاول پور بورڈ 18، 2012، لاہور 09، 2007، راولپنڈی 2015، ساہی وال، گوجرانوالہ 17)(ڈیرہ غازی خاں 2019)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ا۔ب۔ج۔

عنوان: درخواست برائے دوبارہ داخلہ

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے التماس ہے کہ کالج کی طرف سے دی گئی حالیہ موسم گرما کی تعطیلات کے آخری عشرہ میں ہم تمام گھر والے مری کے خوش گوار موسم سے لطف اندوز ہونے کے لیے روانہ ہو گئے۔ جہاں شدید سردی سے مجھے بخار اور زکام ہو گیا۔ مزید برآں دو دن ہسپتال میں بھی داخل رہا اور ڈاکٹر نے ہدایت کی کہ کم از کم دس دن آرام کیا جائے۔ جس کی وجہ سے سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا اور 5 ستمبر کو گھر آ سکا اور گھر سے مسافت اور علالت کی وجہ سے کالج میں رخصت کی درخواست بھی نہ بھجوا سکا۔ اب اپنی صحت یابی کے بعد کالج میں حاضر ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ مسلسل غیر حاضری کی وجہ سے میرا نام خارج کر دیا گیا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا گزارشات پر ہمدردانہ غور فرما کر دوبارہ داخلے کے احکامات صادر فرمائیں۔ تا کہ درخواست گزار تعلیمی سلسلہ جاری رکھ سکے۔

نیز ثبوت کے لیے ہسپتال سے جاری شدہ سرٹیفکیٹ درخواست ہٰذا کے ساتھ لف ہے۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرماں

د۔ر۔س

جماعت-------

رول نمبر-------

۱۰۔ستمبر ۲۰۲۵ء

21 پرنسپل صاحب کے نام جرمانہ معافی کے لیے درخواست

(راولپنڈی 2012، ڈی جی خان 14، ملتان بورڈ 17، فنی بورڈ 18)(گوجرانوالہ، سرگودھا 2019)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، لودھراں۔

عنوان: درخواست برائے جرمانہ معافی

جنابِ عالی!

نہایت احترام سے گزارش ہے کہ گزشتہ روز جب کہ میں کالج میں داخل ہوا تو براہِ راست اپنی سائیکل، سائیکل اسٹینڈ پر کھڑی کرنے کے لیے لے گیا۔ چوں کہ میں ذرا دیر سے پہنچا تھا اس لیے تمام جگہ ختم ہو گئی تھی۔ ناچار میں نے سائیکل جلدی سے اسٹینڈ کے بائیں کنارے کی

طرف دوڑادی۔ بدقسمتی سے بریک ڈھیلے تھے اور سائیکل غیر ارادی طور پر سٹینڈ کی سرحد پر لوہے کی بنی گرِل (Grill) سے ٹکرا گئی۔ جس میں فوراً ہی دراڑ پڑ گئی۔ اس پر کالج کے پراکٹوریل بورڈ کے ممبر محمد شعیب صاحب نے =/400 روپے جرمانہ کر دیا۔

جناب والا! میں نہایت غریب، محنت کش باپ کا فرزند اور بڑے کنبے کے واحد کفیل کا بیٹا ہوں۔ مزید برآں میں نے ارادتاً ایسا نہیں کیا۔ یہ گرِل تو گویا ٹکر کی منتظر تھی اور ٹوٹنے کو تیار تھی۔ چوں کہ یہ گرِل پُرانی ہونے کی وجہ سے بہت کمزور اور زنگ آلود ہو چکی تھی۔ اس لیے میری سائیکل کی ذرا سی ٹکر بھی برداشت نہ کر سکی اور ٹوٹ گئی۔ لہٰذا از راہِ ہمدردی جرمانے کی معافی کے احکامات صادر فرما دیجیے۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرمان

د۔ ر۔ س

جماعت ------

رول نمبر ------

۱۸۔ جنوری ۲۰۲۵ء

22 ہاسٹل میں داخلے کے لیے وارڈن کے نام درخواست

(بہاول پور بورڈ 09-2007ء، فیصل آباد 2014ء)

بخدمت جنابِ وارڈن، اقبال ہاسٹل گریجوایٹ کالج، ا۔ ب۔ ج۔

عنوان: درخواست برائے ہاسٹل میں داخلہ

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے گزارش ہے کہ میں آپ کے زیرِ سایہ عرصہ ڈیڑھ مہینے سے سالِ اول میں زیرِ تعلیم ہوں۔ میں شہر سے 27 کلومیٹر دور قصبہ غوث پور کا رہائشی ہوں اور میں نے میٹرک اپنے آبائی گاؤں ہی سے پاس کیا ہے۔ یہاں داخلہ لیتے وقت میرا خیال تھا کہ ہاسٹل سے گھر زیادہ بہتر ہے۔ لیکن ڈیڑھ مہینے کے مختصر مگر بھرپور تجربے سے مجھے اندازہ ہوا کہ اتنے طویل سفر سے میری پڑھائی شدید متاثر ہوئی ہے۔ ڈیڑھ دو گھنٹے سفر میں ضائع ہو جاتے ہیں۔ پھر بس کے دیر سے آنے سے ایک آدھ پیریڈ بھی رہ جاتا ہے۔ مزید برآں طویل سفر کی وجہ سے تھکاوٹ بھی طاری ہوتی ہے۔ جس کی وجہ سے پڑھائی شدید متاثر ہو رہی ہے۔ میرے کسی قریبی رشتہ دار کا گھر بھی شہر میں نہیں ہے کیوں کہ ہماری تمام برادری غوث پور ہی میں مقیم ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ مجھے ہاسٹل میں داخلے کی اجازت عنایت فرمائیں۔ نیز مجھے ہاسٹل کے قواعد و ضوابط سے آگاہ کیا جائے تاکہ میں اپنے آپ کو اس کے مطابق ڈھال سکوں۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرمان

د۔ ر۔ س

جماعت ------

رول نمبر ------

۲۵۔ جنوری ۲۰۲۵ء

23 پرنسپل صاحب کے نام لائبریری زرِ ضمانت کی واپسی کے لیے درخواست

(ملتان بورڈ 10-2007ء، ڈیرہ غازی خان بورڈ 2018)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ، مظفر گڑھ۔

عنوان: درخواست برائے واپسی لائبریری زرِ ضمانت

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ فدوی دو سال آپ کے زیرِ سایہ زیرِ تعلیم رہا ہے۔ فدوی نے سیکنڈ ایئر کا امتحان 2024ء

میں رول نمبر 1125 کے تحت دیا تھا۔ ایف۔ ایس۔ سی میں فدوی نے 1018 نمبر حاصل کیے ہیں اور بہاول پور بورڈ میں دوسری پوزیشن ہے۔ فدوی کی کامیابی میں کالج کا تعلیمی ماحول اور مخلص و محنتی اساتذہ کی رہنمائی کارفرما ہے۔ آپ کی سرپرستی اور قابلِ صد احترام اساتذہ کرام کی رہنمائی فدوی کے لیے قیمتی سرمایہ اور باعثِ سعادت ہے۔

آپ کی دعاؤں سے فدوی کا نشتر میڈیکل کالج ملتان میں داخلہ ہوا ہے۔ کالج ہٰذا میں فدوی نے داخلہ کے وقت مبلغ =/1000 روپے بطور زرِ ضمانت جمع کرائے تھے۔

چوں کہ اب فدوی کالج ہٰذا سے فراغت حاصل کر چکا ہے اور فدوی کے ذمہ کالج لائبریری کی کوئی کتاب اور واجبات بھی واجب الادا نہیں ہیں، اس لیے براہِ مہربانی فدوی کے زرِ ضمانت کی واپسی کے احکامات صادر فرمائیں۔ فدوی انتہائی احسان مند ہوگا۔

درخواست گزار

آپ کا تابع فرمان

د۔ ر۔ س

۱۲۔ مارچ ۲۰۲۵ء

24 سند جاری کرنے کے لیے چیئرمین تعلیمی بورڈ کے نام درخواست

(ملتان 2009,10,14، بہاول پور 2010، لاہور 2008,13، گوجرانوالہ 2010ء، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان بورڈ 09، 17ء، ساہیوال، سرگودھا، فیصل آباد 2018ء، آزاد کشمیر 2015ء، راولپنڈی بورڈ 2017، 2018) (بہاول پور، فیصل آباد، راولپنڈی 2019)

بخدمت جناب چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، الف۔ ب۔ ج۔

عنوان: درخواست برائے حصولِ سند

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے ملتمس ہوں کہ میں نے ایف۔ ایس۔ سی سال اول کا امتحان رول نمبر 304567 کے تحت دیا تھا۔ جس میں کامیابی کے بعد میں نے سال دوم کا فائنل امتحان 2023ء میں رول نمبر 123496 کے تحت دیا تھا۔ جس میں رزلٹ کارڈ کے اجرا کی صورت میں مجھے کامیابی کی اطلاع دی گئی۔ اس کے بعد میں نے بی۔ ایس میں داخلہ لے لیا۔ اب بی۔ ایس۔ کے داخلے جانے کو ہیں جس کے لیے رزلٹ کارڈ کے ساتھ سند کا ہونا بھی از حد ضروری ہے اور یہ بھی قابلِ تشویش امر ہے کہ میرے باقی ہم جماعت طلبہ اپنی اسناد حاصل کر چکے ہیں لیکن دو سال کا عرصہ گزرنے کے باوجود مجھے سند موصول نہیں ہوئی۔ آپ سے التماس ہے کہ جلد از جلد سند جاری کرنے کے احکامات صادر فرمائے جائیں تاکہ میں بی۔ ایس کے امتحان میں شریک ہو سکوں۔ میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

نیاز مند

د۔ ر۔ س

۵۔ جنوری ۲۰۲۵ء

25 پوسٹ ماسٹر کے نام پارسل کی گم شدگی کے بارے میں درخواست

(سرگودھا بورڈ 2018، بہاول پور بورڈ 11، لاہور بورڈ 96,06ء) (راولپنڈی 2019، آزاد جموں کشمیر 2018)

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر پوسٹ آفس سیٹلائٹ ٹاؤن، بہاول پور۔

عنوان: درخواست برائے پارسل کی گمشدگی کی شکایت

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے ملتمس ہوں کہ ۱۳۔ جنوری ۲۰۲۵ء کو ایک عدد پارسل جناب صادق حفیظ صاحب پراپرٹی ڈیلر شیخوپورہ کے نام ارسال کیا تھا۔ جس میں جائیداد کی خرید و فروخت کے متعلق چند ضروری کاغذات تھے اور اسی روز میں نے انھیں اس امر کے متعلق مطلع بھی فرمایا۔ میرا خیال تھا کہ ضروری کاغذات کا پارسل ان تک پہنچ چکا ہوگا لیکن کل صبح انھوں نے مجھے یہ تشویش ناک خبر دی کہ انھیں کوئی پارسل موصول نہیں ہوا۔ میں یہ سن کر حیران و پریشان ہوا کہ بیس دن گزر جانے کے باوجود تا حال پارسل کیوں موصول نہیں ہوا۔ پارسل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

پارسل کا وزن	:	780 گرام
رسید نمبر	:	APR 238
تاریخ	:	13-01-2025
ڈاک خانہ	:	جی پی او بہاول پور

آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ پارسل کے متعلق مناسب کارروائی عمل میں لاتے ہوئے میرے ضروری کاغذات بازیاب کرائیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

۴۔فروری ۲۰۲۵ء

نیاز مند

د۔ر۔س

26 پوسٹ ماسٹر کے نام ڈاک کی ناقص تقسیم کے بارے میں درخواست

(راولپنڈی بورڈ 97ء، سرگودھا 2007ء، راولپنڈی 2016ء، لاہور 2019)

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر پوسٹ آفس ماڈل ٹاؤن، بہاول پور۔

عنوان: درخواست برائے ڈاک کی ناقص تقسیم کی شکایت

جناب عالی!

نہایت ادب و احترام سے التماس ہے کہ میں ماڈل ٹاؤن میں ڈاک کی ناقص اور بے قاعدہ تقسیم کا حال آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ گزشتہ ڈیڑھ دو مہینوں سے ڈاکیے کا رویہ ناقص اور غیر ذمہ دارانہ ہو چکا ہے۔ اب تو کبھی کبھار ہی ڈاکیا خود خطوط تقسیم کرتا ہے۔ ڈاکیے نے خطوط کی تقسیم کا ایک آسان اور متبادل مگر غلط طریقہ اختیار کیا ہوا ہے۔ وہ عموماً ماڈل ٹاؤن کے کسی دکان دار، کسی شخص یا چوکیدار کو خط دے جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے خطوط مکتوب الیہ کو نہیں ملتے۔ اکثر اوقات خطوط ضائع ہو جاتے ہیں یا کسی اور کو مل جاتے ہیں۔ اس رویے کے ردعمل میں ماڈل ٹاؤن کے چند معززین نے اسے متنبہ بھی کیا لیکن کوئی اثر نہ ہوا۔

جناب عالی! میں ماڈل ٹاؤن کے ایک پرائیویٹ ہاسٹل میں مقیم ہوں۔ میرا آبائی گاؤں شہر خان پور سے تیس کلومیٹر کی مسافت پر ہے۔ میرے گھر سے آنے والے خطوط مجھے باقاعدہ نہیں مل رہے۔ میں نے اس سال ایف۔اے کا داخلہ بحیثیت پرائیویٹ امیدوار بھجوایا ہے۔ مجھے خدشہ ہے کہ اگر اس طرح میرا کوئی بورڈ کی طرف سے آنے والا خط ضائع ہو گیا تو میرا قیمتی تعلیمی سال ضائع ہو جائے گا۔

مندرجہ بالا حالات کے پیشِ نظر آپ سے گزارش ہے کہ جلد از جلد مناسب اقدامات کیے جائیں تاکہ ان مسائل سے چھٹکارا ہو سکے۔

درخواست گزار

۲۰۔جنوری ۲۰۲۵ء

نیاز مند

د۔ر۔س

27 موٹر سائیکل کی گمشدگی کی رپورٹ تھانے میں درج کرانے کی درخواست

(بہاول پور بورڈ 2008ء، گوجرانوالہ بورڈ 99ء، لاہور بورڈ 97ء، آزاد کشمیر 14ء، ساہیوال 2014ء، ڈیرہ 2016ء، لاہور بورڈ 2017)

بخدمت جناب انچارج، سٹی تھانہ، ا۔ب۔ج۔

عنوان: درخواست برائے اطلاع گمشدگی موٹر سائیکل

جناب عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ فدوی گورنمنٹ کالج کا باقاعدہ طالب علم ہے۔ فدوی روزانہ عصر کی نماز کے بعد اقرا اکیڈمی میں ٹیوشن پڑھنے جاتا ہے۔ گزشتہ روز کا واقعہ ہے کہ فدوی نے موٹر سائیکل، اسٹینڈ پر کھڑی کی، تالا لگایا اور اکیڈمی میں پڑھائی میں مشغول ہو گیا۔ دو گھنٹے بعد جب فدوی اکیڈمی سے باہر آیا تو موٹر سائیکل غائب تھی۔ فدوی نے اسٹینڈ کے چوکیدار سے پوچھا تو اس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

جناب عالی! فدوی نے سرخ رنگ کی ہنڈا CD-70، ماڈل 2024، رجسٹریشن نمبر RNL-216 حال ہی میں خریدی تھی۔ اس کی رسید فدوی کے پاس موجود ہے۔ جسے آپ کی طرف سے طلبی پر پیش کر دیا جائے گا۔

آپ سے التماس ہے کہ موٹر سائیکل کی بازیابی کے لیے جلد از جلد مناسب کارروائی عمل میں لائی جائے۔ فدوی آپ کا احسان مند ہو گا۔

درخواست گزار

۲۸۔جنوری ۲۰۲۵ء

نیاز مند

د۔ر۔س

28 اپنے علاقے میں گرلز کالج کے قیام کے لیے وزیر اعلیٰ کے نام درخواست

(لاہور بورڈ 10-09ء، فیصل بورڈ 2011ء، لاہور فنی بورڈ 2011ء)

بخدمت جناب وزیر اعلیٰ، حکومت پنجاب، لاہور۔

عنوان: درخواست برائے گرلز کالج کا قیام

جناب عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ ظاہر پیر تحصیل خان پور کا ایک اہم قصبہ ہے۔ جس کی آبادی تقریباً تیس ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ قرب و جوار میں کئی چھوٹی چھوٹی بستیاں اور دیہات ہیں اگر گرد و نواح میں آباد لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد پچاس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ چناں چہ اتنی کثیر آبادی کے باوجود یہاں کوئی سرکاری گرلز کالج نہیں ہے۔ امیر گھرانوں کی بچیاں میٹرک کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لیے خان پور اور رحیم یار خان کے تعلیمی اداروں میں چلی جاتی ہیں جب کہ غریب اور متوسط گھرانوں کی بچیاں مالی وسائل کی محرومیوں کی وجہ سے شہر کے تعلیمی اداروں میں داخلہ لینے سے قاصر رہتی ہیں اور اعلیٰ تعلیم کا حصول ان کے لیے ناممکن ہو جاتا ہے۔

ہمارے علاقے میں کچھ پرائیویٹ ادارے تو ہیں لیکن ان کے اخراجات عام آدمی برداشت کرنے کی استعداد نہیں رکھتا۔

مندرجہ بالا حالات کے پیش نظر آپ جیسی علم پرور شخصیت سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر جلد از جلد ہمارے قصبہ ظاہر پیر میں گرلز کالج کے قیام کے احکامات صادر فرمائیں۔ اہل علاقہ پر آپ کا یہ بہت بڑا احسان ہو گا۔ اس عنایت پر ہم لوگ آپ کے شکر گزار رہیں گے۔

درخواست گزار

۱۳۔مارچ ۲۰۲۵ء

نیاز مندان

باشندگان ظاہر پیر

تحصیل خان پور

29 بجلی کی ناقص ترسیل کے بارے میں چیف انجینئر واپڈا کے نام درخواست

(گوجرانوالہ 2009ء)

بخدمت جناب چیف انجینئر، واپڈا، ملتان۔

عنوان: درخواست برائے اطلاع ناقص ترسیل بجلی

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میں موضع ترگڑھ نزد بستی ملوک کا رہائشی ہوں۔ گزشتہ ڈیڑھ مہینے سے بجلی کی آمد و رفت کا سلسلہ حد درجہ نقائص کا شکار ہے۔ بجلی غیر اعلانیہ طور پر تین تین گھنٹے غائب رہتی ہے۔ موسموں کی شدت نے تاروں اور ٹرانسفارمروں کے پرت اُتار دیے ہیں۔ بجلی کی اس ترسیل نے موضع ترگڑھ کے مکینوں کی ناک میں دم کر رکھا ہے۔ مئی کی شدید گرمی کا مہینا ہے اور 50 سینٹی گریڈ کے درجہ حرارت میں ٹھنڈا پانی دستیاب نہیں۔ فریزر، پنکھے ہر چیز بند ہوتی ہے۔ مزید برآں بچوں کے امتحانات کے دن ہیں جس کی وجہ سے پڑھائی کا شدید نقصان ہو رہا ہے۔ اس بجلی کی عدم دستیابی کی وجہ سے پچھلے ہفتے دو افراد شدید گرمی کی وجہ سے زندگی کی بازی ہار بیٹھے۔

براہِ کرم اس مسئلے کے حل کے لیے جلد از جلد مناسب اور مثبت اقدامات کیے جائیں تا کہ اس عذاب سے جان چھوٹ سکے۔ اس کرم فرمائی کے لیے میں آپ کا بے حد احسان مند ہوں گا۔

درخواست گزار

یکم۔مئی ۲۰۲۵ء

نیازمند
راؤ رونق علی
ساکن موضع ترگڑہ

30 اسسٹنٹ سب انسپکٹر ا محکمہ پولیس، کے غلط رویے کے بارے میں سپرنٹنڈنٹ پولیس کے نام درخواست

بخدمت جناب سپرنٹنڈنٹ، محکمہ پولیس، بہاول نگر۔

عنوان: درخواست برائے شکایت سب انسپکٹر

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کی توجہ نئی تھانہ بہاول نگر میں موجود نااہل پولیس عملہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ عوام کے حقوق کا محافظ اور علم بردار یہ محکمہ خود انسانی حقوق کی دھجیاں بکھیر رہا ہے۔ عوام کے ساتھ گفتگو کا لہجہ نہایت غیر مہذب اور ناشائستہ ہوتا ہے۔

۱۳۔فروری ۲۰۲۵ء کو میں نے اپنے گھر میں ہونے والی چوری کی رپورٹ درج کرنے کی درخواست کی لیکن اسسٹنٹ سب انسپکٹر بہاول نگر نے میری بالکل شنوائی نہ کی اور جب میں نے معلومات کے حصول اور کارروائی کرنے کے لیے سب انسپکٹر سے رجوع کیا، تو انھوں نے نہایت تلخ لہجے میں بات آئی گئی کر دی۔ لگتا ہے کہ انھوں نے یہ محکمہ اپنی ملکیت سمجھ لیا ہے اور اپنے فرائض سے پہلو تہی کرتے ہوئے اہل بہاول نگر کے لیے دردِ سر بنے ہوئے ہیں۔ بعض اوقات تو دھمکیوں تک کا استعمال کیا جاتا ہے۔ صرف میں ہی نہیں بلکہ شہر کی اکثریت گواہ ہے۔ از راہِ کرم مناسب کارروائی کی جائے تا کہ پولیس کے محکمے پر عوام کا اعتماد بحال ہو۔ درخواست گزار آپ کا شکر گزار ہوگا۔

درخواست گزار

۲۷۔فروری ۲۰۲۵ء

نیازمند
د۔ر۔س

31 جنرل منیجر، سوئی ناردرن گیس کو سوئی گیس کی فراہمی کے لیے درخواست

(فنی بورڈ 2016ء)

بخدمت جناب منیجر، سوئی ناردرن گیس پائپ لائن لمیٹڈ، لاہور۔

عنوان: درخواست برائے فراہمی سوئی گیس

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ گلشن اقبال ٹاؤن تاحال سوئی گیس کی نعمت سے محروم ہے، جب کہ آس پاس کے تمام علاقوں کو سوئی گیس مہیا کی جا چکی ہے۔ یہ ٹاؤن مین روڈ کے کنارے پر واقع ہے، جہاں سے پائپ لائن گزرتی ہے۔ لیکن گلشن اقبال کے رہائشیوں نے خدا جانے کون سا ناقابلِ معافی جرم کیا ہے کہ کئی بار کی گزارشات کے بعد بھی سوئی گیس سے مستفید نہیں ہو رہے۔

تاحال یہاں کے مکین گیس سلنڈر اور لکڑیاں جلانے پر مجبور ہیں۔ مزید برآں حالیہ مہنگائی کے طوفان کی شدت سے آپ بخوبی آگاہ ہیں اور ایندھن کے اضافی اخراجات نے یہاں کے مکینوں کے مسائل میں مزید اضافہ کیا ہے۔

براہ مہربانی اہلِ علاقہ کی بے بسی پر نظرِ کرم فرماتے ہوئے سوئی گیس فراہم کرنے کے احکامات صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

درخواست گزار

۱۳۔مارچ ۲۰۲۵ء

نیازمندان
د۔ر۔س

32 ڈپٹی کمشنر کے نام تفریحی پارک کے قیام کی درخواست

(ڈی جی خان بورڈ 2013ء۔ بہاول پور 14ء)

بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر، ضلع رحیم یار خان۔

عنوان: درخواست برائے تفریحی پارک کا قیام

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ درخواست گزار خان پور کے قدیمی رہائشی ہیں اور خان پور ضلع رحیم یار خان کا ایک اہم تجارتی و تعلیمی مرکز ہے۔ جس کی وجہ سے قرب و جوار کے علاقوں سے لوگ اس شہر کا رُخ کر رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شہری آبادی میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ مکانات، رہائشی کالونیوں اور کمرشل مارکیٹ میں بھی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔

مگر حیران کن امر یہ ہے کہ تعمیراتی منصوبے بناتے وقت عوام کی بنیادی ضروریات کا خیال نہیں رکھا جاتا، جس کی وجہ سے یہاں کے مکینوں کو صحت مند فضا میسر نہیں ہے۔ تشویش ناک امر یہ ہے کہ کسی بھی رہائشی کالونی میں پارک نہیں بنایا گیا، اس لیے خان پور کی اکثر آبادی بند مکانوں اور اونچی کمرشل مارکیٹ کی وجہ سے پُر فضا ماحول سے محروم ہے۔ نہ کھیل کود کے لیے میدان ہیں کہ بچے کھیل میں حصہ لے کر اپنی صحت کا خیال رکھ سکیں۔ شہر کی انتظامیہ نے بھی رہائشی کالونی منظور کرتے وقت رشوت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کھیل کے میدان اور پارک کو نظر انداز کیا ہے۔

جنابِ والا! آپ سے گزارش ہے کہ بلدیہ انتظامیہ سے رپورٹ طلب کر کے اس غیر قانونی اقدام کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جائے کہ اس قدر گنجان آبادی کے لیے کوئی کھیل کا میدان اور پارک کیوں تعمیر نہیں کیا گیا۔ مزید برآں صفائی کا بھی معقول انتظام نہیں ہے، جس کی وجہ سے جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر دکھائی دیتے ہیں اور سڑکیں بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں۔ سڑکوں پر جا بجا گڑھے بنے ہوئے ہیں۔ جہاں گندہ پانی جمع ہو جاتا ہے، جس سے موٹر سائیکل، سائیکل سواروں اور پیدل چلنے والوں کو شدید دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ شہر میں سرکاری اراضی موجود ہے لہٰذا آپ سے استدعا ہے کہ مندرجہ بالا حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اور عوام الناس کو صحت مند ماحول فراہم کرنے کے لیے تفریحی پارک اور کھیل کے میدان کے قیام کی منظوری عطا فرمائی جائے۔ اہلِ شہر اس عنایت پر تاحیات آپ کے احسان مند رہیں گے۔

درخواست گزار

۲۷۔مارچ ۲۰۲۵ء

نیازمندان
د۔ر۔س

33 ''پرائمری سکول'' کے قیام کے لیے ای۔ڈی۔او کے نام درخواست

بخدمت جناب ای۔ڈی۔او، محکمہ تعلیم، رحیم یار خان۔

عنوان: درخواست برائے پرائمری سکول کا قیام

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ بستی تھکل آرائیں کی آبادی تقریباً تین ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ قرب و جوار میں کئی ضمنی بستیاں بھی آباد ہیں۔ اتنی کثیر آبادی کے باوجود کوئی پرائمری سکول نہ ہے، جس کی وجہ سے یہاں کے مکینوں کو اپنے بچوں کی تعلیم کے لیے دور دراز کے علاقوں میں جانا پڑتا ہے۔ امیر لوگ تو اپنے بچوں کو سکول میں پہنچانے کا بندوبست کر لیتے ہیں، مگر غریبوں کے لیے مناسب سواری کا انتظام انتہائی دُشوار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے اکثر بچے اچھے ماحول اور تعلیم سے محروم ہیں۔ علاقے میں ایک پرائیوٹ سکول تو ہے لیکن اس کے اخراجات عام آدمی برداشت کرنے کی استعداد نہیں رکھتا، اس لیے غریب گھرانوں کے بچے مالی وسائل کی محرومیوں کی وجہ سے داخلہ لینے سے قاصر ہیں، جب کہ پرائیویٹ سکول میں سٹاف بھی کم پڑھا لکھا ہے۔

مندرجہ بالا حالات کے پیشِ نظر آپ سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر جلد از جلد بستی تھکل آرائیں میں پرائمری سکول کے قیام کے احکامات صادر فرمائیں۔ اہل علاقہ پر آپ کا بڑا احسان ہوگا، اس عنایت پر بستی کے مکین آپ کے تاحیات احسان مند رہیں گے۔

درخواست گزار

۲۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

نیازمندان
باشندگان بستی تھل آرائیں
نزد نواں کوٹ تحصیل خان پور

34 ''پرچے کی پڑتال'' کے سلسلے میں ناظم امتحانات، تعلیمی بورڈ کے نام درخواست

(لاہور بورڈ 2012ء، ساہیوال، سرگودھا 2016ء)

بخدمت جناب ناظم امتحانات، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، بہاول پور۔

عنوان: درخواست برائے پڑتال امتحانی پرچہ

جناب عالی!

مؤدبانہ التماس ہے کہ لاہور بورڈ کا نتیجہ آئے ہوئے ہفتہ ہوگیا ہے۔ میرا تعلق رحیم یار خان کے ایک معروف تعلیمی ادارے ''نیشنل گیریژن ہائر سیکنڈری سکول'' سے ہے۔ میرا شمار کلاس کے لائق ترین طلبہ میں ہوتا ہے۔ نتیجہ کے مطابق میرے سائنس مضامین میں حاصل کردہ نمبر میری امید کے عین مطابق ہیں، لیکن اُردو اور اسلامیات کے نمبر غیر تسلی بخش ہیں جب کہ میرے یہ دونوں پرچے نہایت معیاری ہوئے تھے کیوں کہ میں بذاتِ خود بھی ادبی ذوق رکھتا ہوں۔

آپ سے التماس ہے کہ اس سلسلہ میں میرے اِن دونوں پرچوں کی پڑتال کی اجازت فرما کر ممنون فرمائیں۔ میرے نمبر اُردو میں جو منظرِ عام پر آئے ہیں وہ 65 ہیں اور اسلامیات میں 38 ہیں، جب کہ دیگر تمام پرچوں میں میرے نمبر 92 فیصد ہیں۔ مجھے امید ہے کہ کہیں نہ کہیں کوئی غلطی ضرور رہ گئی ہوگی، جو پڑتال کے دوران میں دور ہو سکتی ہے۔

میں نے اس سلسلہ میں بورڈ کی طرف سے مقرر کی گئی فیس برائے پڑتال پرچہ =/1500 روپے جمع کرادی ہے۔ جس کی رسید درخواست ہٰذا کے ساتھ لف کردی گئی ہے۔ امید ہے کہ آپ جلد ہی مجھے اس سلسلہ میں پرچہ دیکھنے کے لیے مقررہ تاریخ سے مطلع فرمائیں گے۔

اس سلسلہ میں آپ کے تعاون پر انتہائی شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار
نیازمند
د۔ر۔س
رول نمبر۔..................

۷۔ ستمبر ۲۰۲۵ء

35 پرنسپل کے نام مالی امداد کے حصول کے لیے درخواست

(بہاول پور بورڈ 2011ء)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، لودھراں۔

عنوان: درخواست برائے مالی امداد (سکالرشپ)

جناب عالی!

میں آپ کے ادارے میں سال اوّل (پری میڈیکل) کا طالب علم ہوں۔ آپ کے ادارے میں داخلے کا سبب میرا شاندار نتیجہ ہے۔ میں نے گورنمنٹ ہائی سکول لودھراں سے نہایت امتیازی نمبروں کے ساتھ تمام گورنمنٹ سکولوں میں پہلی پوزیشن حاصل کی تھی۔ مجھے آپ کے ادارے میں داخل ہوئے ایک ماہ ہوا چاہتا ہے۔

جناب عالی! آپ نے بندۂ ناچیز کو یقین دہانی کروائی تھی کہ ادارے کی طرف سے تعلیمی مالی امداد (سکالرشپ) بھی فراہم کی جائے گی۔ اس سلسلہ میں درخواست لکھ کر آپ کو اپنا وعدہ یاد دلانے کی سعی کر رہا ہوں۔ ایک ماہ کی تعلیمی کارکردگی رپورٹ بھی درخواست ہٰذا کے ساتھ لف ہے۔ جس کے مطابق فدوی نے آپ کے ادارے میں سب سے نمایاں نمبر حاصل کیے ہیں۔

اس سلسلہ میں نہایت ادب سے عرض ہے کہ میرا تعلق ایک نہایت غریب گھرانے سے ہے۔ میرے والد صاحب ایک معمولی سی کریانہ کی دکان چلاتے ہیں، جب کہ ہم چھ بہن بھائی اُن کی زیرِ کفالت ہیں۔ وہ میری فیس ادا کرنے اور دیگر تعلیمی اخراجات برداشت کرنے

کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ان تمام احوال کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ سے ملتمس ہوں کہ جلد از جلد میری مالی امداد (سکالرشپ) کا اجرا فرما کر ممنون احسان فرمائیں۔

اس تعاون پر میں اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ادارے کو دن دگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور آپ کے حال پر اپنا خاص فضل فرمائے۔ آمین

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان شاگرد
د۔ر۔س
کلاس: فرسٹ ایئر (جنرل گروپ)
رول نمبر..................

۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

36 ریونیو آفیسر واپڈا کے نام بجلی کے بل کی درستی کے لیے درخواست

(گوجرانوالہ 2012)

بخدمت جناب ریونیو آفیسر، محکمہ واپڈا، ضلع ا۔ب۔ج۔

عنوان: درخواست برائے درستی بل بجلی

جناب عالی!

فدوی کا تعلق قریبی قصبہ غوث پور سے ہے۔ اس ماہ بجلی کا جو بل موصول ہوا تو پریشانی میں سر پکڑ کر بیٹھ گیا، کیوں کہ توقع سے زیادہ بل دیکھ کر حیران رہ گیا۔ اس مرتبہ =/35000 روپے کا بل دیکھ کر گھبرا گیا۔

فدوی کا بجلی کنکشن گھریلو ہے۔ تین عدد انرجی سیور، ایک عدد واشنگ مشین اور ایک عدد استری استعمال ہوتی ہے۔ سابقہ مہینوں میں بل کی اوسط رقم تقریباً =/7000 روپے ہے۔ اس ماہ کے بل بجلی کی فوٹو کاپی درخواست کے ساتھ لف کردی گئی ہے۔ جس سے سابقہ ادائی بل کی تاریخ (pay bills history) دیکھی جاسکتی ہے۔

فدوی کے خیال کے مطابق اس مرتبہ جو بل بھیجا گیا ہے اُس پر جو ریڈنگ درج کی گئی ہے اب بیس دن گزرنے کے بعد بھی اس سے نہایت کم ہے۔ اس سلسلہ میں آپ سے ملتمس ہوں کہ آپ اپنا نمائندہ بھیج کر تصدیق و توثیق کریں۔

آپ سے التماس ہے کہ فدوی ایک معمولی مل مزدور ہے۔ مالی حالات بھی بہتر نہیں ہیں۔ اس سلسلہ میں تعاون فرما کر اور بل کی درستی فرما کر احسان فرمائیں۔ بندہ اس سلسلہ میں نیک تعاون پر آپ کا ہمیشہ ممنونِ احسان رہے گا۔

درخواست گزار
نیازمند
د۔ر۔س
ساکن------

۶۔ مارچ ۲۰۲۵ء

37 منی آرڈر کی گم شدگی کے بارے میں پوسٹ ماسٹر کے نام درخواست

(لاہور بورڈ 2013ء، آزاد کشمیر 2018)

بخدمت جناب پوسٹ ماسٹر، پوسٹ آفس سیٹلائٹ ٹاؤن، بہاول پور۔

عنوان: درخواست برائے گم شدگی منی آرڈر

جناب عالی!

نہایت ادب سے ملتمس ہوں کہ میں نے آپ کے ڈاک خانے سے 10۔ مارچ 2025ء کو ایک منی آرڈر مبلغ پانچ ہزار روپے (=/5000) بنام ناصر محمود ماڈل ٹاؤن لودھراں کروایا تھا۔ لیکن پندرہ دن گزرنے کے باوجود بھی انھیں یہ رقم وصول نہ ہوئی۔

درخواست کے ساتھ منی آرڈر کی رسید جس کا نمبر SA717 ہے، بھی منسلک ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ آپ اپنے سرکاری ذرائع استعمال کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنائیں کہ منی آرڈر مطلوبہ شخص تک پہنچ جائے۔

اس سلسلہ میں آپ سے یہ بھی التماس ہے کہ آپ اپنے دفتری اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے ڈاک خانہ لودھراں سے بھی تصدیق فرمائیں اور معاملے کی تہہ تک پہنچ کر اس کو حل کرنے میں معاون ثابت ہوں۔

میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس سلسلہ میں بھرپور تعاون فرما کر بندۂ ناچیز کی اس شکایت کا ضرور ازالہ فرمائیں گے۔ بندہ اس تعاون خیر پر آپ کا ازحد شکر گزار ہوگا۔

درخواست گزار
محمد راشد
ساکن سیٹلائٹ ٹاؤن A بہاول پور

۲۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

38 پرنسپل صاحب کے نام ماہانہ ٹیسٹ میں شامل نہ ہونے کا جواز اور معذرت کے لیے

(ملتان 2009ء)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، علی پور۔

عنوان: درخواست برائے جواز ٹیسٹ میں عدم شمولیت

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ میں محمد عمیر خالد آپ کے زیرِ سایہ سال اوّل کا طالب علم ہوں۔ دسمبر کے ماہانہ ٹیسٹ میں مجھے ملیریا کا اچانک حملہ ہوگیا، جس کی وجہ سے میں اس ٹیسٹ میں شریک نہ ہوسکا۔ چار روز میں سول ہسپتال میں داخل بھی رہا اور ڈاکٹروں نے کم از کم پانچ دن مزید مکمل آرام کی تجویز دی۔ اس امر کی تصدیق کے لیے ہسپتال سے جاری شدہ سرٹیفکیٹ درخواست کے ساتھ لف ہے۔ کالج کے ماہانہ ٹیسٹ میں غیر حاضری کی وجہ سے میرا نام خارج کر دیا گیا ہے۔

جنابِ عالی! میں ایک محنتی طالب علم ہوں میرا سابقہ رزلٹ اس بات کا ثبوت ہے۔ مزید برآں میں نے ارادتاً ایسے نہیں کیا۔ مہربانی فرما کر میرے نام کے دوبارہ اندراج کے احکامات صادر فرمائیں۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان
د۔ر۔س
جماعت---------
رول نمبر---------

۲۰۔ جنوری ۲۰۲۵ء

39 عمرہ کی ادائیگی کے لیے پرنسپل صاحب کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، لیاقت پور۔

عنوان: درخواست برائے رخصت ادائیگی عمرہ

جنابِ عالی!

نہایت ادب و احترام سے التماس ہے کہ میرے والدین رواں برس کی یکم۔ اپریل کو عمرے کی غرض سے دیارِ نبی ﷺ کو جا رہے ہیں۔ ہر مسلمان کی طرح اس مقدس اور بابرکت سفر اور نظارے کا مجھے بھی بے حد اشتیاق ہے۔ روضۃ الرسول ﷺ کے دیدار کی میری آرزو تھی، جو اب بفضلِ خدا والدین کے ہمراہ پایۂ تکمیل کو پہنچ رہی ہے۔ اس لیے مجھے چالیس دن کی طویل رخصت درکار ہے۔ لہٰذا یکم اپریل تا 10 مئی 2025ء تک رخصت عطا کی جائے۔ میں آپ کا انتہائی احسان مند ہوں گا۔

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان
د۔ر۔س
جماعت---------
رول نمبر---------

۳۰۔ مارچ ۲۰۲۵ء

40 سیلاب سے فصلیں تباہ ہونے پر ڈپٹی کمشنر کے نام درخواست لکھیے کہ مالیہ معاف کیا جائے اور سرکاری امداد فراہم کی جائے

(گوجرانوالہ بورڈ 99,1996ء)

بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر، ضلع رحیم یار خان۔

عنوان: درخواست برائے فراہمی قرضہ/سرکاری امداد/معافی مالیہ

جنابِ عالی!

ہم رحیم یار خان کے نواحی علاقے الف۔ب۔ج کے مکین نہایت مودبانہ ملتمس ہیں کہ ہمارے علاقے میں بہنے والے دریائے پنجند میں سیلاب کی سی صورت پیدا ہوگئی۔ آپ اس بات سے بہتر طور پر آگاہ ہیں کہ رواں سال بارشوں کی شدت بہت زیادہ رہی جس نے دیگر علاقوں کی طرح ہمارے جنت نظیر علاقے کو بھی ڈھیر کر دیا۔ پانچ فٹ اونچا اس دیوہیکل سیلاب کا ریلا گاؤں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے گیا۔ سیلاب کا حملہ اس قدر اچانک تھا کہ لوگوں کو اپنے ساز و سامان کی فکر تو کجا انھیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ ہزاروں مویشی سیلاب کی نذر ہو گئے۔ سیکڑوں لوگ جان لیوا حشرات کی زد میں آ کر ہلاک ہو گئے۔ مکانوں اور کچے گھروں کا تو کچھ بچا ہی نہیں۔ تمام مکانات زمین بوس اور مویشی خانے تباہ و برباد ہو چکے ہیں۔

جنابِ عالی! صرف گھر ہی نہیں بلکہ سیلاب نے ہر شے برباد کر دی۔ کپاس کی تیار شدہ فصل زمین سے اکھاڑ ڈالی۔ باغات کے درختوں کا یہ احوال کہ جڑوں سے اکھاڑ کر میلوں دور پھینک ڈالے۔ پانی اب بھی نشیبی علاقوں میں موجود ہے۔

جنابِ محترم! ان حالات میں تمام لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔ ہر چیز تباہ و برباد ہو چکی ہے۔ قحط سالی کا سا سماں ہے۔ ان حالات میں شومئی قسمت کہ کسی سرکاری آفیسر نے امداد تو کجا گاؤں کا دورہ تک نہ کیا کہ ٹھٹھرتی سردی میں کھیتوں میں رہنے والوں کے حالِ زار کا مشاہدہ کر سکے۔

ان حالات میں آپ سے التماس ہے کہ ہمیں مالی امداد دی جائے اور اس کے ساتھ ساتھ آسان شرائط پر قرضے بھی فراہم کیے جائیں۔ چوں کہ ہماری فصلیں اور باغات سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں، اس لیے رواں سال کا تمام مالیہ بھی معاف کیا جائے۔ اس عنایت پر ہم لوگ تاحیات آپ کے احسان مند رہیں گے۔

درخواست گزار
نیاز مندان
اہلِ علاقہ د۔ر۔س

۷۔ جنوری ۲۰۲۵ء

41 اپنے قصبے میں ڈسپنسری کی قیام کے لیے ڈائریکٹر محکمہ صحت کے نام درخواست

(لاہور 16-2014ء)

بخدمت جناب ڈائریکٹر، محکمہ صحت، رحیم یار خان۔

عنوان: درخواست برائے ڈسپنسری کا قیام

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ ہمارا تعلق شہر خان پور سے ۲۷ کلومیٹر کی مسافت پر قصبہ غوث پور سے ہے۔ ہمارے قصبے کی آبادی دس ہزار افراد پر مشتمل ہے اور اس سے ملحقہ دو تین قصبہ جات میں بھی کافی آبادی ہے۔ معاشی و معاشرتی ترقی کے حوالے سے ہمارا قصبہ ترقی کی طرف رواں دواں ہے۔ لیکن قصبے میں علاج کی سہولتیں دستیاب نہ ہیں۔ کوئی پرائیوٹ ڈاکٹر اور سرکاری ہسپتال موجود نہیں۔ صرف ایک ڈسپنسر کا پرائیویٹ کلینک ہے جو قصبے کے لوگوں سے بھاری فیس وصول کرتا ہے۔ کسی بھی حادثہ و واقعہ کی صورت میں فوراً شہر کا رُخ کرنا پڑتا ہے۔ سفر کی دشواری اور وقت کا ضیاع، قیمتی جانوں کے ضیاع کا باعث بنتا ہے۔

مندرجہ بالا حالات کے پیشِ نظر آپ سے التماس ہے کہ قصبے میں ڈسپنسری کا اجرا کیا جائے اور کم از کم دو تین ایم۔بی۔ایس ڈاکٹرز کی موجودگی یقینی بنائی جائے تا کہ وقتِ ضرورت اہلِ قصبہ کو دشواری نہ ہو۔

درخواست گزار
نیاز مندان
مکین قصبہ غوث پور

۲۵۔ جنوری ۲۰۲۵ء

42 چیئرمین بلدیہ کے نام آوارہ کتوں کی تلفی کے لیے درخواست

بخدمت جناب چیئرمین بلدیہ، خان پور، ضلع رحیم یار خان۔

عنوان: درخواست برائے آوارہ کتوں کی تلفی

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ہم "بابر ٹاؤن" کے رہائشی ہیں اور یہ ٹاؤن شہر کے شمال میں واقع ہے۔ ہم بڑے افسوس اور پریشانی کے عالم میں آپ سے عرض گزار ہیں کہ ہمارا ٹاؤن ان دنوں آوارہ کتوں کی لپیٹ میں ہے۔ جس کی وجہ سے یہاں کے مکین اپنے گھروں میں قید ہو کر رہ گئے ہیں۔ خاص طور پر بچوں کا اکیلے سکول جانا محال ہو گیا ہے۔ اسی طرح خواتین کا ضروری کام کے سلسلہ میں گھر سے باہر نکلنا دشوار ہو گیا ہے۔ ان آوارہ کتوں کی وجہ سے ٹاؤن کے نمازی حضرات کے لیے خاص طور پر فجر اور عشا کی نماز کی ادائیگی کے لیے مسجد میں جانا انتہائی مشکل ہوتا جا رہا ہے۔ یہ آوارہ کتے پورے ٹاؤن میں گھومتے پھرتے ہیں اور ساری ساری رات بھونکتے رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ٹاؤن کے رہائشیوں کا سکون غارت ہو گیا ہے۔ سابقہ دو تین دنوں میں تقریباً پانچ افراد ان آوارہ کتوں کے حملوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ٹاؤن کے مکین خوف و ہراس اور شدید غم و غصہ کی حالت میں ہیں۔

جنابِ عالی!

یہاں کا ہر فرد خوف زدہ ہے کہ کہیں اس کے ساتھ بھی کوئی ایسا ہی ناخوش گوار حادثہ پیش نہ آ جائے۔ مندرجہ بالا حالات کے پیشِ نظر آپ سے گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر جلد از جلد ان آوارہ کتوں کو تلف کرنے کا انتظام فرمائیں تاکہ یہاں کے مکینوں کو ان سے چھٹکارا مل سکے۔ اہلِ علاقہ پر آپ کا بڑا احسان ہو گا اور اس کارِ خیر کے سرانجام دینے پر ہم ساکنانِ بابر ٹاؤن آپ کے ہمیشہ ممنونِ احسان رہیں گے۔

درخواست گزار

کیم۔ جولائی ۲۰۲۵ء

نیاز مندان

باشندگانِ بابر ٹاؤن۔۔۔

43 رجسٹرار صاحب کے نام حبیب بینک کے اجرا کے لیے درخواست

بخدمت جناب رجسٹرار، حبیب بینک، ا۔ب۔ج۔

عنوان: درخواست برائے حبیب بینک (برانچ) کا قیام

جنابِ عالی!

گزارش ہے کہ ہمارے قصبہ غوث پور کی اکثریت غربا اور مفلوک الحال آبادی پر مشتمل ہے۔ بارش کبھی کبھار ہی ہوتی ہے، اس لیے فصلوں کو ٹیوب ویل کے ذریعے سیراب کرنا پڑتا ہے۔ جس کے لیے اہل قصبہ کو قرض درکار ہوتا ہے جو کہ فصل کی کٹائی کے بعد ادا کر دیتے ہیں۔ چوں کہ قصبے میں کوئی بینک موجود نہیں لہٰذا سود خوروں سے قرضہ لیا جاتا ہے اور یہ لوگ کڑی شرائط اور بھاری سود پر قرضہ فراہم کرتے ہیں۔ جو ان غربا کو مزید کسمپرسی کی طرف دھکیلنے میں کردار ادا کرتے ہیں۔

اب ہم نے باہم مل کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ گاؤں میں حبیب بینک کا اجرا کرائیں تاکہ موزوں شرائط پر قرضے مل سکیں۔ گاؤں کے تمام زمیندار حبیب بینک کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہیں۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ جلد از جلد حبیب بینک کی شاخ کا اجرا کیا جائے۔ اہل علاقہ آپ کے اس تعاون کے بے حد شکر گزار ہوں گے۔

درخواست گزار

۱۵۔ فروری ۲۰۲۵ء

نیاز مندان

د۔ر۔س

44 کسان گھی فیکٹری کی ایجنسی حاصل کرنے کے لیے منیجر کے نام درخواست

محترم جناب منیجر، کسان گھی فیکٹری، سمبڑیال۔

عنوان: درخواست برائے حصول ایجنسی کسان گھی

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے عرض گزار ہوں کہ مجھے آپ کی طرف سے دیے گئے روزنامہ "ایکسپریس" ۱۸۔ فروری ۲۰۲۲ء کے کلاسیفائیڈ اشتہار سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کو سمبڑیال و دیگر شہروں میں اپنا مال فروخت کرنے کے لیے ایجنسیوں کی ضرورت ہے۔ بفضل خدا ہماری دکان سمبڑیال شہر میں کاروبار کے لحاظ سے اچھی شہرت کی حامل ہے، جس کی آپ مصدقہ ذرائع سے تصدیق بھی کر سکتے ہیں۔

مزید برآں ہمارے پاس یونی لیور کی ایجنسی بھی ہے اور شہر کے تمام دکان دار حضرات یونی لیور مصنوعات ہم سے خریدتے ہیں۔ اسی طرح گھی جیسی مصنوعات کے لیے ہماری دُکان خاصی موزوں رہے گی۔ اور ہماری خواہش ہے کہ آپ کی مصنوعات کو عوام میں مقبول بنا کر زیادہ سے زیادہ بیچیں۔ نیز ہم آپ کی کمپنی کی دیگر مصنوعات وغیرہ بھی خرید سکتے ہیں۔ براہ مہربانی واپسی بذریعہ ڈاک ایجنسی کی شرائط سے آگاہ کیا جائے تاکہ ہم جلد از جلد آپ کی معاونت کر سکیں۔ شکریہ

درخواست گزار

آپ کا مخلص

۲۰۔ فروری ۲۰۲۵ء

د۔ر۔س

45 ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر کے نام علاقے میں بڑھتے ہوئے جرائم کی روک تھام کے لیے درخواست

بخدمت جناب ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر، محکمہ پولیس، راجن پور۔

عنوان: علاقے میں بڑھتے ہوئے جرائم اور لاقانونیت کے خلاف درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں راجن پور کے گنجان آباد علاقے ماڈل ٹاؤن کا رہائشی ہوں۔ میں آپ کی توجہ معاشرے میں بڑھتے ہوئے جرائم اور شہر میں امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورت حال کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آئے دن اخبار میں شہ سرخیوں میں چوری، قتل و غارت، لوٹ مار اور دیگر جرائم کی خبریں موجود ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں مختلف تھانوں سے آنے والی اطلاعات بھی آپ کے علم میں ہوں گی کہ آج کل راہ چلتے خواتین و حضرات سے موبائل فون، پرس وغیرہ چھیننے کی وارداتیں ہو رہی ہیں۔ گاڑیاں اور موٹر سائیکل چھیننا معمول کی بات بن گئی ہے، جب کہ اغوا برائے تاوان کے بھی کئی واقعات رونما ہو چکے ہیں اور شہر میں کئی جگہوں پر جوا بازی اور منشیات فروشی کے اڈے قائم ہیں، جن کی وجہ سے نوجوان نسل تباہی کی طرف گامزن ہے۔

ان دگرگوں حالات میں آپ سے گزارش ہے کہ تھانوں میں باصلاحیت اور فرض شناس پولیس افسران تعینات کیے جائیں۔ جرائم پیشہ لوگوں کے خلاف مکمل لائحہ عمل تیار کیا جائے تاکہ ہمارے شہری آئے دن کی وارداتوں سے نجات پائیں۔ میں آپ کا بے حد ممنونِ احسان ہوں گا۔

درخواست گزار ـــ

۲۸۔ ستمبر ۲۰۲۵ء

نیاز مند

الف۔ب۔ج

46 بنک منیجر کے نام حصول قرضہ کے لیے درخواست

بخدمت جناب منیجر، نیشنل بینک آف پاکستان غلہ منڈی برانچ، خان پور۔

عنوان: درخواست برائے حصول قرضہ

جنابِ عالی!

نہایت احترام سے عرض گزار ہوں کہ میں موضع نوت پور، ضلع رحیم یار خان کا زمیندار ہوں۔ رواں سال جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ گندم کی فصل میں وبا پھوٹ پڑی تھی۔ بیشتر زمینداروں کی طرح پھپھوندی (Fungi) نے ہماری گندم کی تیار فصل تباہ کر دی ہے۔ جس کی وجہ سے مالی حالات شدید خراب ہو چکے ہیں اور اب نئی فصل کی کاشت کے لیے ... ان حالات میں آپ سے عرض ہے کہ ... بطور قرضِ حسنہ ... سامان ... حمایت فرمائیں ... کے مطابق یہ رقم آپ کو ادا کر دوں گا۔ آپ کے بینک کا منیجر میرے ... کی ضمانت ... آپ کا شکر گزار رہوں گا۔

درخواست گزار

نیاز مند

ا ب س

۲۵ مارچ ۲۰۲۵ء

47 درخواست برائے حصول کنکشن بجلی

بخدمت جناب سب ڈویژنل آفیسر میپکو، شجاع آباد۔

عنوان: درخواست برائے حصول کنکشن بجلی

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں شجاع آباد کے گنجان آباد علاقے ماڈل ٹاؤن کا رہائشی ہوں۔ میں جس گھر میں رہائش پذیر ہوں وہاں بجلی کی سہولت دستیاب ہے۔ گھر میں مشترکہ خاندانی نظام کے تحت تین بھائی رہائش پذیر ہیں۔ گھر میں میٹر ایک ہونے کی وجہ سے بل میں کئی گنا اضافہ ہو گیا ہے۔ جس کی وجہ سے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے نام پر ایک الگ میٹر لگواؤں۔ آپ سے گزارش ہے کہ ضرورت کو مدِنظر رکھتے ہوئے نئے کنکشن کی اجازت دی جائے۔ اس سلسلہ میں، میں نے واپڈا کے قواعد و ضوابط کے مطابق بجلی کے کنکشن کے لیے مقرر کردہ فیس بھی جمع کرا دی ہے۔

جنابِ عالی!

میں ایک معمولی درجے کا ملازم ہوں۔ بے پناہ مہنگائی کے اس دور میں، میں زندگی کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے میں مصروف ہوں۔ وسائل محدود ہونے کی وجہ سے میں بجلی کے بل کی مد میں اضافی اخراجات برداشت کرنے سے قاصر ہوں۔ اس لیے آپ سے مؤدبانہ التماس ہے کہ جلد از جلد میری درخواست پر عمل درآمد فرما کر نیا میٹر لگانے کی اجازت دی جائے تاکہ مہنگائی کے ہاتھوں مزید پریشان ہونے سے بچا جا سکے۔ میں آپ کا بے حد ممنونِ احسان ہوں گا۔

درخواست گزار

نیاز مند

ا ب س

۲۵ مارچ ۲۰۲۵ء

48 درخواست برائے گم شدہ پرچوں کی بازیابی

بخدمت جناب کنٹرولر امتحانات، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، راولپنڈی۔

عنوان: درخواست برائے گم شدہ پرچوں کی بازیابی (راولپنڈی 2012)

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ انٹرمیڈیٹ کے سالانہ امتحان کے نتائج آئے ہوئے دو ہفتے ہو گئے ہیں مگر میرا نتیجہ ابھی تک نہ تو آیا ہے اور نہ ہی بورڈ کی طرف سے اطلاع نامہ موصول ہوا ہے۔ بورڈ کے متعلقہ عملہ سے دریافت کرنے پر صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ دو پرچے نہیں مل رہے۔ یہ سن کر بہت پریشانی ہوئی۔ آج بذریعہ درخواست آپ سے ملتمس ہوں کہ اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے تحقیق کرائیں اور معلوم کریں کہ میرے پرچے کہاں گئے۔ ان کا ریکارڈ کہاں ہے۔ اس سلسلہ میں اس قدر لاپروائی کیوں کی گئی۔

جنابِ عالی!

یونیورسٹیوں میں داخلے شروع ہو چکے ہیں۔ ہماری اس مسئلے کی طرف خصوصی توجہ دی جائے۔ گم شدہ پرچوں کی بازیابی کے لیے ممکن حد تک کوشش کی جائے تاکہ میں اپنے مستقبل کے راستوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے عظیم عطا فرمائے۔

درخواست گزار

نیاز مند

ا ب س

یکم جنوری ۲۰۲۵ء

49 بینک منیجر کے نام اجرائے اکاؤنٹ کے لیے درخواست

بخدمت جناب منیجر، حبیب بینک پاکستان، الف ب ج

عنوان: درخواست برائے اجرائے اکاؤنٹ

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں ساہیوال کا باسی ہوں۔ رواں سال میرا داخلہ پنجاب یونیورسٹی لاہور میں ہوا ہے۔ میرے والد چونکہ روزگار کے سلسلے میں عرب امارات میں مقیم ہیں۔ وہ مجھے تعلیمی اخراجات کی مد میں ماہانہ رقم بھیجتے رہتے ہیں۔ مگر اکثر و بیشتر مجھے رقم کے نکلوانے میں بڑی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جس سے میرا قیمتی وقت ضائع ہوتا ہے۔ لہٰذا میرا اکاؤنٹ کھولا جائے تاکہ میں پریشانی سے بچ سکوں اور میرے قیمتی وقت کا ضیاع نہ ہو۔ علاوہ ازیں میں اس اکاؤنٹ کی بدولت اپنی رقم بھی محفوظ رکھ سکوں گا۔

درخواست گزار

نیاز مند

الف ب ج

۲۳ اگست ۲۰۲۵ء

50 درخواست برائے ٹیچر کی تبدیلی

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خان پور، الف ب ج۔

عنوان: درخواست برائے ٹیچر کی تبدیلی

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ ہم آپ کے ادارہ میں سال دوم کے طلبہ ہیں۔ ہمارا سیکشن کالج کے ذہین طلبہ پر مشتمل ہے۔ آج کل کالج میں موسمِ گرما کی تعطیلات کے بعد تعلیمی سرگرمیاں زوروں پر ہیں۔ تمام اساتذہ بھرپور محنت سے نصاب پڑھا رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے طلبہ اساتذہ کی کارکردگی سے مطمئن ہیں۔ آپ سے نہایت ادب کے ساتھ ایک مسئلے کے بارے میں گزارش ہے کہ ہمارے اردو کے پروفیسر محمد بلال اپنی ذاتی مصروفیت کی وجہ سے ہمیں اردو نہیں پڑھا رہے۔ اس لیے ہمارا اردو کا پیریڈ پروفیسر علی نوید کو دے دیا جائے جو کہ نہایت تجربہ کار استاد ہیں۔ وہ اپنے تجربے کی بدولت احسن طریقے سے ہماری رہنمائی فرما سکیں گے۔

آئندہ ماہ کے آغاز سے کالج کے ٹیسٹ شروع ہو رہے ہیں۔ ہمارا تھوڑا سا اردو کا نصاب بھی باقی ہے۔ پروفیسر علی نوید اپنے ماہرانہ انداز میں نہ صرف ہمارا نصاب مکمل کروا دیں گے بلکہ ہماری تیاری کے سلسلہ میں بھی بھرپور مدد کر پائیں گے۔

آج کل مقابلے کا دور ہے۔ ہم بھی چاہتے ہیں کہ اردو کو بھی سائنسی مضامین کی طرح بھرپور تیار کیا جائے تاکہ کسی قسم کی کمی نہ رہ جائے۔ امید کی جاتی ہے کہ ہم تمام طلبہ کی اس خواہش کو مدِنظر رکھتے ہوئے، ہماری حسبِ خواہش ٹیچر کی تبدیلی کی جائے۔ آپ کے بے حد احسان مند ہوں گے۔

درخواست گزار

آپ کے تابع فرمان

ا ب س

جماعت سال دوم

۱۵ جنوری ۲۰۲۵ء

51 درخواست برائے کالج چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ

(راولپنڈی 2014ء)

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، بہاول پور۔

عنوان: درخواست برائے کالج چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں آپ کے ادارے میں سالِ اول کا طالب علم ہوں۔ میرے والد صاحب اشرف شوگر ملز بہاول پور میں منیجر کے عہدے پر کام کرتے ہیں۔ اب ان کی ترقی ہوگئی ہے۔ ان کی تعیناتی بطور سینئر منیجر شوکت شوگر ملز سیالکوٹ میں ہوگئی ہے، اس لیے میں بھی ادارہ ہذا میں اپنا تعلیمی سلسلہ جاری نہیں رکھ سکوں گا۔ آپ سے التماس ہے کہ مجھے کالج چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جائے تاکہ میں اپنے والدین کے ہمراہ سیالکوٹ جاسکوں اور وہاں کے کسی اچھے ادارے میں داخلہ لے کر اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھ سکوں۔

مزید برآں یہ کہ آپ کے ادارے میں رہتے ہوئے میں نصابی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ہم نصابی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتا رہا۔ ادارہ ہذا کے اساتذہ کی تعلیم و تربیت کی بدولت ہی میں کالج کا بہترین مقرر بننے میں کامیاب ہوا۔ مضمون نویسی کے مقابلہ میں بھی پنجاب بھر میں اول پوزیشن حاصل کی تھی۔ براہِ مہربانی مجھے کالج چھوڑنے کا سرٹیفکیٹ عنایت فرمایا جائے۔ میں آپ کا بے حد احسان مند ہوں گا۔

درخواست گزار

۱۹۔فروری ۲۰۲۵ء

آپ کا تابع فرمان

د۔ر۔س

جماعت۔۔۔۔۔۔

رول نمبر۔۔۔۔۔۔

52 درخواست برائے ہاسٹل کے مسائل کا تدارک

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ملتان۔

عنوان: درخواست برائے ہاسٹل کے مسائل کا تدارک

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ میں ادارہ ہذا میں سالِ اول کا طالب علم ہوں۔ میں حصولِ علم کے سلسلہ میں ادارہ ہذا کے اقبال ہاسٹل میں مقیم ہوں۔ مجھے ہاسٹل میں آئے ہوئے قریباً تین ماہ ہو چکے ہیں۔ اس دوران میں مجھے کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ ان میں سے درج ذیل مسائل بہت اہم ہیں۔

جنابِ عالی! کھانا انسان کی بنیادی ضرورت ہے۔ ہاسٹل کے طلبہ کو بسا اوقات باسی کھانا بھی دیا جاتا ہے، جو ان کی صحت کے لیے نہایت مضر ہے۔

☆ آج کل گرمیوں کا موسم عروج پر ہے۔ لوڈشیڈنگ کی وجہ سے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جنریٹر کو خراب ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے۔ لیکن اس کی مرمت کا بندوبست ابھی تک نہیں کیا گیا۔

☆ ہاسٹل میں صفائی کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ اکثر خاکروب بھی دو دو دن صفائی کرنے نہیں آتا۔ اس سلسلہ میں آپ کی توجہ کی بے حد ضرورت ہے۔

☆ غسل خانوں اور لیٹرین کی صفائی کا بھی خاص انتظام نہیں ہے۔ کالج کی طرف سے متعین عملہ ان کی صفائی نہیں کرتا۔ اس سلسلہ میں صفائی کے عملہ کو سخت تاکید کی ضرورت ہے۔

☆ ہاسٹل میں جو پڑھائی کا شیڈول رات کے وقت جاری کیا ہوا ہے، وہ بھی نہایت نامناسب معلوم ہوتا ہے۔ اکثر طلبہ کو رات بہت دیر تک پڑھنے پر مجبور کیا جاتا ہے، جس سے وہ دن کے وقت بے آرامی کا شکار نظر آتے ہیں۔

جنابِ عالی!

متذکرہ بالا مسائل کو مدِ نظر رکھ کر ان کا حل تلاش کیا جائے، کیوں کہ یہ تمام مسائل میرے ذاتی نہیں ہیں بلکہ یہ وہ مسائل ہیں جن سے ہاسٹل کے اکثر طلبہ کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ اس لیے آپ سے التماس ہے کہ ان تمام مسائل کو فوری حل کیا جائے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

۲۰۔اپریل ۲۰۲۵ء

آپ کا تابع فرمان

د۔ر۔س

جماعت۔۔۔۔۔۔

رول نمبر۔۔۔۔۔۔

53 گم شدہ سند کی نقل کے حصول کے لیے چیئرمین بورڈ کے نام درخواست

بخدمت جناب چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ملتان

عنوان: درخواست برائے حصول سند کی نقل

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ میں نے ۲۰۲۳ء میں مذکورہ بورڈ سے رول نمبر ۲۲۸۲ کے تحت ایف۔ایس۔سی پری میڈیکل کا امتحان پاس کیا تھا۔ میں اپنے کالج سے سند کی وصولی کے بعد گھر کی طرف گامزن تھا کہ سند راستے میں کہیں گر گئی جو تلاش کے باوجود نہ مل سکی۔ اس سلسلہ میں، میں نے اپنے قریبی ڈاک خانے سے رابطہ کیا ہے اور اخبار میں بھی اشتہار دیا ہے۔

جنابِ عالی!

یونی ورسٹی میں داخلے شروع ہو چکے ہیں۔ براہ مہربانی مجھے سند کی نقل جاری کی جائے تاکہ میں اپنے مستقبل کے ارادوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچا سکوں۔ میں نے سند کی نقل کے حصول کی فیس مبلغ چار ہزار روپے (-/4000) حبیب بنک، ملتان میں جمع کرادی ہے۔ چالان فارم کی نقل اور ادارے سے متعلقہ دیگر کوائف درخواست کے ہمراہ لف کر دیے ہیں۔ اس کرم فرمائی پر میں آپ کا ہمیشہ احسان مند رہوں گا۔

درخواست گزار

۱۸۔دسمبر ۲۰۲۵ء

آپ کا نیاز مند

الف۔ب۔ج

54 چیئرمین بلدیہ کے نام ڈینگی مچھر مار سپرے کے لیے درخواست

(ساہیوال بورڈ، سرگودھا بورڈ 2016ء)

بخدمت جناب چیئرمین، بلدیہ، لیاقت پور

عنوان: درخواست برائے ڈینگی مچھر مار اسپرے

جنابِ عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ آج کل ملک میں ڈینگی سے بچاؤ کی مہم عروج پر ہے۔ بڑے شہروں میں تو حکومتی اقدامات عملی صورت میں دکھائی دے رہے ہیں لیکن لیاقت پور جیسے چھوٹے شہر میں بلدیہ کی طرف سے کوئی خاص سرگرمی نظر نہیں آرہی۔ آپ کے شہر سے تعلق ہونے کے ناتے میں دردمند دل سے عرض گزار ہوں کہ آپ بھی اپنی سربراہی میں شہر بھر میں "ڈینگی مچھر مار اسپرے" مہم کا باقاعدہ آغاز کریں، تاکہ ہمارے شہر کے لوگ بھی اس خطرناک اور جان لیوا مرض سے محفوظ ہو سکیں۔ نیز ڈینگی مچھر سے بچاؤ کی احتیاطی تدابیر اختیار کر کے اس موذی مرض سے محفوظ رہ سکیں۔

اس سلسلہ میں آپ سے التماس ہے کہ مختلف علاقوں میں ڈینگی مچھر مار اسپرے کرنے کے لیے مختلف ٹیمیں تشکیل دی جائیں، جو اِن علاقوں میں جا کر نہ صرف اسپرے کرنے کا اہتمام کریں بلکہ عوام میں ڈینگی مچھر سے بچاؤ کی تدابیر کے سلسلہ میں عملی مہم کو بھی فروغ دیں

تاکہ لوگوں کے اندر اس کے بارے میں شعور بیدار ہو سکے۔ اس کے علاوہ آپ اپنی نگرانی میں کچھ ایسی ٹیمیں بھی تشکیل دیں جو گھر گھر جا کر "ڈینگی مچھر سے بچاؤ کیسے ممکن ہے" کی تحریک کو عمل جامہ پہنائیں تاکہ ہمارے علاقے کے لوگ اس موذی مرض سے نجات حاصل کر سکیں۔

مزید برآں تفریحی مقامات پر نمایاں جگہوں پر بینرز لگائے جائیں جن پر ڈینگی مچھر سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر تحریر ہوں۔

"صفائی نصف ایمان ہے" کے پیغام رسول ﷺ کو گھر گھر پہنچایا جائے، جو اس خطرناک بیماری کا واحد حل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ گلی محلوں میں کوڑا کرکٹ کے ڈھیروں کو فی الفور تلف کرنے کا انتظام بھی کیا جائے اور ان جگہوں پر خاص طور پر ڈینگی مچھر مار اسپرے کا انتظام بھی کیا جائے تاکہ ہمارے علاقے کے عوام پُر امن، خوش گوار اور محفوظ زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ میں تاحیات آپ کا شکر گزار رہوں گا۔

درخواست گزار

۱۶۔مارچ ۲۰۲۵ء — نیاز مند

د۔ر۔س

55 درخواست برائے تبدیلی میٹر و تصحیح بل بجلی

بخدمت جناب سب ڈویژنل آفیسر، میپکو واپڈا، ظاہر پیر۔

عنوان: درخواست برائے تبدیلی میٹر و تصحیح بل بجلی

جناب عالی!

مؤدبانہ التماس ہے کہ میرا تعلق ظاہر پیر سے متصل ایک گاؤں غوث پور سے ہے۔ گزشتہ ماہ بارشوں کے طویل سلسلے نے چند مسائل کو جنم دیا۔ ہم جیسے غریبوں کے لیے معمولی مسائل بھی ناقابل تلافی ہوتے ہیں۔ بجلی کی سہولت ایک بہت بڑی نعمت ہے مگر غریبوں کے لیے یہ نعمت اس وقت زحمت بن جاتی ہے، جب بجلی کا بل ان کی توقع سے کہیں زیادہ آ جاتا ہے۔ مسلسل بارشوں کے باعث ایک مسئلہ مذکورہ بیچ کے ساتھ بھی پیش آیا۔ بارش کے پانی کے باعث بجلی کا میٹر شارٹ سرکٹ کا شکار ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میٹر بند ہو گیا۔ جب میٹر ریڈر میٹر کی ریڈنگ نوٹ کرنے کے لیے ہمارے محلے میں آیا تو وہ اپنی مرضی کی ریڈنگ درج کر کے چلتا بنا۔ مگر چند دنوں کے بعد جب بل آیا تو اس نے میرے ہوش اڑا دیے، کیوں کہ بل پندرہ ہزار روپے تھا۔

جناب عالی!

آپ سے گزارش ہے کہ میرے گھر کا میٹر ابھی تک بند پڑا ہے۔ براہ مہربانی اسے تبدیل کر کے مجھ پر احسان کیا جائے۔ دوسری گزارش یہ ہے کہ مجھے -/15000 روپے کی کثیر رقم پر مشتمل بل موصول ہوا ہے، جسے ادا کرنے کی مجھ میں استطاعت نہ ہے۔ نیز میں نے درخواست ہذا کے ساتھ سابقہ مہینوں میں ادا کردہ تمام بلوں کی تفصیل بھی منسلک کر دی ہے۔

براہ مہربانی میرے بجلی کے بل کی تصحیح کی جائے اور میٹر بھی تبدیل کیا جائے تاکہ میں اس پریشان کن صورت حال سے نکل سکوں۔ اس کرم فرمائی پر میں آپ کا ہمیشہ احسان مند رہوں گا۔

درخواست گزار

۱۳۔مارچ ۲۰۲۵ء — آپ کا نیاز مند

د۔ر۔س

56 راشن ڈپو کی ناقص کارکردگی کے خلاف فوڈ کنٹرولر کے نام درخواست

بخدمت جناب فوڈ کنٹرولر، بستی ملوک، ضلع ملتان۔

عنوان: درخواست برائے راشن کی ناقص تقسیم کی شکایت

جناب عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ہمارے علاقے کا راشن ڈپو ہمارے لیے انتہائی پریشانی کا باعث بنا ہوا ہے۔ اس کے کھلنے اور بند ہونے کے جو اوقات مقرر ہیں، ان کے مطابق راشن ڈپو کھلتا نہیں ہے۔ جب کھلتا ہے تو مطلوبہ چیزیں غائب ہوتی ہیں۔ راشن آتا دکھائی تو دیتا ہے لیکن نہ جانے اچانک کہاں غائب ہو جاتا ہے۔ کوئی خوش نصیب ہی کچھ چیزیں خرید پاتا ہے ورنہ عام طور پر یہی جواب ملتا ہے کہ راشن ختم ہو چکا ہے۔ اور چیزیں ملتی نہیں ہیں تو دیں کہاں سے۔ لہٰذا ہم لوگ اکثر بازار سے مہنگے داموں چیزیں خرید کر گزارا کرتے ہیں۔

آپ سے گزارش ہے کہ راشن ڈپو کے عملہ کو ہدایت فرمائیں کہ وہ باقاعدگی سے مقررہ اوقات کے مطابق راشن ڈپو کو کھولیں اور خریداروں سے خوش اخلاقی سے پیش آئیں۔ آپ کی اس کرم فرمائی کے لیے ہم آپ کے بے حد احسان مند رہیں گے۔

درخواست گزار

۵۔دسمبر ۲۰۲۵ء — نیاز مندان

اہل علاقہ۔س۔س

57 ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے نام ڈینگی وبا پھیلنے کی اطلاع

بخدمت جناب ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر، ڈی ایچ کیو ہسپتال، خانیوال۔

عنوان: درخواست برائے وبا پھیلنے کی اطلاع

جناب عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ ہمارا محلہ شہر کے جنوب میں واقع ہے۔ شہر میں جتنا صفائی کا بہترین انتظام ہے اتنا ہی ہمارے محلہ میں صفائی کا ناقص انتظام ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے شہر کی تمام گندگی یہاں پھینک دی گئی ہو۔ مزید برآں ہمارے محلے میں پانی کی نکاسی کا کوئی بہتر انتظام نہیں ہے۔ اس لیے بارش کا پانی محلے میں کھڑا رہتا ہے۔ جب کہ پینے کا پانی بھی صاف نہیں ہے کیوں کہ سرکاری پانی کی ٹینکی سے آنے والا پانی جراثیم سے آلودہ ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارے محلے میں ڈینگی وبا پھوٹ پڑی ہے اور پچھلے چار دنوں میں دس لوگ اس کی لپیٹ میں آ چکے ہیں، جن میں سے تین اللہ کو پیارے ہو گئے۔

ان حالات کے پیش نظر آپ سے گزارش ہے کہ ان بڑھتے ہوئے وبائی امراض کے تدارک کے لیے تمام تر کوششیں بروئے کار لائی جائیں۔ اگرچہ محلے والوں کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ کوڑا کرکٹ اور گندے پانی کو جمع نہ ہونے دیں۔ مگر حکومتی سطح پر بھی اس کا تدارک کیا جانا چاہیے تاکہ ہمارے محلے کے عوام پُر امن اور وبائی امراض سے محفوظ زندگی سے لطف اندوز ہو سکیں۔ اہل محلہ کو ان بیماریوں سے نجات دلانے پر ہم آپ کے نہایت شکر گزار رہوں گے۔

درخواست گزار

25۔مارچ 2025 — نیاز مندان

باشندگان محلہ۔ الف۔ب۔ج

58 ڈپٹی کمشنر کے نام آتش بازی کے سامان کی تیاری پر پابندی کے لیے درخواست

بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر، ضلع راجن پور

عنوان: درخواست برائے تیاری سامان آتش بازی پر پابندی

جناب عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ہم شہر کے نہایت گنجان آباد علاقہ فرح آباد، تحصیل خان پور سے تعلق رکھتے ہیں۔ پچھلے چند دنوں سے یہاں منور عرف منا دکان دار اپنے گھر کے ایک کمرے میں آتش بازی کا سامان تیار کر رہا ہے۔ ہماری کالونی کے تمام بزرگوں نے اسے کئی بار سمجھایا کہ اس طرح کے فوری آگ پکڑنے والے سامان کی تیاری انتہائی خطرناک ہے مگر اس بات کا اُس پر ذرا بھی اثر نہیں ہوا۔ محسوس ہوتا ہے کہ اسے چند شر پسندوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ جس کی وجہ سے وہ یہ غیر قانونی کام بغیر کسی خوف و خطر کے سر انجام دے رہا ہے۔ اگر اسے قانونی کارروائی کے ذریعے نہ روکا گیا تو ڈر ہے کہ کوئی خطرناک حادثہ رونما ہو جائے۔

براہ کرم اس معاملے پر جلد از جلد مناسب اور مثبت اقدامات کیے جائیں تاکہ اس خطرناک مسئلے سے جان چھوٹ سکے۔ اس کرم فرمائی کے لیے ہم آپ کے بے حد ممنونِ احسان ہوں گے۔

درخواست گزار

کیم۔جولائی ۲۰۲۵ء — آپ کے نیاز مند

باشندگان محلہ۔ الف۔ب۔ج

59 درخواست برائے اجرا باردانہ

59 درخواست برائے اجرا باردانہ

بخدمت جناب اسسٹنٹ کمشنر، ملتان

عنوان: درخواست برائے اجرا باردانہ

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ فدوی الف۔ب۔ج، کی موضع تر گڑھ سنٹر بستی ملوک میں پچاس ایکٹر زمین زیرِ کاشت ہے۔ جب کہ موضع کی گرداوری لسٹ میں تیس ایکڑ درج ہیں، جو کہ فدوی کے ساتھ سراسر زیادتی ہے۔ براہِ مہربانی فدوی کی درخواست پر نظرِ ثانی کی جاوے۔ فدوی کا پچاس ایکٹر رقبہ محکمہ مال کی خسرہ گرداوری میں بھی درج ہے لہٰذا فدوی کو باردانہ اصل کاشت پچاس ایکٹر کے مطابق دیا جائے۔ فدوی تاحیات آپ کا شکر گزار رہے گا۔

درخواست گزار

۱۲۔اپریل ۲۰۲۵ء

نام کاشت کار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

فدوی کا موضع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سنٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

60 واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کے لیے ڈائریکٹر واسا کے نام درخواست

بخدمت جناب مینجنگ ڈائریکٹر، واسا، ایل ڈی اے۔

عنوان: درخواست برائے واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ جناح ٹاؤن کی آبادی پانچ ہزار افراد پر مشتمل ہے لیکن اس قدر آبادی کے باوجود اس علاقے میں پانی صاف کرنے کے لیے ایک بھی فلٹریشن پلانٹ نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے اہلِ علاقہ کو کھاری پانی پینا پڑتا ہے۔

جنابِ عالی!

آلودہ پانی پینے کی وجہ سے جناح ٹاؤن کی اکثریت، ہیضہ، ٹائیفائیڈ، ہیپاٹائٹس اور دیگر جلدی امراض میں مبتلا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کیا جائے اور جناح ٹاؤن میں واٹر فلٹریشن پلانٹ کی تنصیب کے احکامات صادر فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔ اہلِ علاقہ پر آپ کا یہ احسانِ عظیم ہوگا، اس عنایت پر جناح ٹاؤن کے مکین آپ کے تاحیات احسان مند رہیں گے۔

درخواست گزار

۱۲۔اپریل ۲۰۲۵ء

نیازمندان

باشندگانِ جناح ٹاؤن د۔ر۔س

61 طلبا کے مسائل کے حل کے لیے پرنسپل کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، سیالکوٹ

عنوان: درخواست برائے طلبہ کے مسائل کا تدارک

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ میں ادارہ ہٰذا میں سالِ اول کا طالب علم ہوں۔ میں آپ کی توجہ کالج میں طلبہ کو درپیش مسائل کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں، جن کے باعث حصولِ علم میں کچھ مسائل کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ ان میں سے درج ذیل بہت اہم ہیں۔

☆ جنابِ عالی! طلبہ کو درپیش مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ اساتذہ کی کمی کا ہے۔ طلبہ کی اتنی کثیر تعداد کے پیشِ نظر موجودہ سٹاف ناکافی ہے۔

☆ آج کل گرمیوں کا موسم عروج پر ہے، لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جنریٹر کو خراب ہوئے ایک ہفتہ ہو چکا ہے، لیکن اس کی مرمت کا بندوبست ابھی تک نہیں کیا گیا۔ علاوہ ازیں پنکھوں کی عدم موجودگی بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔

☆ کالج میں صفائی کا کوئی خاص انتظام نہیں ہے۔ اکثر خاکروب بھی کئی کئی دن صفائی کرنے نہیں آتا اور یہی صورتِ حال ہاسٹل کی ہے۔ اس سلسلہ میں آپ کی توجہ کی بے حد ضرورت ہے۔

براہِ مہربانی ان متذکرہ بالا مسائل کو مدِ نظر رکھ کر ان کا تدارک کیا جائے، یہ تمام مسائل میرے ذاتی نہیں ہیں بلکہ یہ وہ مسائل ہیں، جن سے کالج کے اکثر طلبہ کو سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ ان تمام مسائل کو فوری حل کیا جائے۔ میں آپ کا بے حد شکر گزار ہوں گا۔

درخواست گزار

۲۰۔مئی ۲۰۲۵ء

آپ کا تابع فرمان

د۔ر۔س

62 قصبے کے سکول میں استادوں کی کمی دور کرنے کے لیے سکولوں کے ضلعی ناظم کے نام درخواست

بخدمت جناب ضلعی ناظم، ضلع رحیم یار خان

عنوان: سکول میں اساتذہ کی کمی دور کرنے کے لیے درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے التماس ہے کہ ہم اہلِ غوث پور آپ کے نہایت شکر گزار ہیں کہ آپ کی کاوشوں سے ہمارے قصبے میں میٹرک تک سکول کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس میں درس و تدریس کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر اہلِ علاقہ کو ایک ایسے مسئلے کا سامنا ہے جس کے باعث حصولِ تعلیم میں مشکل پیش آ رہی ہے۔ درحقیقت یہ مسئلہ اساتذہ کی کمی کا ہے۔ طلبہ کی اتنی کثیر تعداد کے پیشِ نظر موجودہ سٹاف ناکافی ہے، کیوں کہ قصبہ کے قرب و جوار میں کئی چھوٹی چھوٹی بستیاں اور چکوک ہیں، اگر گرد و نواح میں آباد لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو یہ تعداد پچاس ہزار تک پہنچ جاتی ہے۔ چناں چہ ایک ایک کلاس میں طلبہ کی تعداد سو سے بھی متجاوز ہو چکی ہے، جس کے باعث سکول کے موجودہ اساتذہ کو بہت زیادہ کاوش کرنی پڑتی ہے اور مسلسل سخت محنت کے پیشِ نظر اساتذہ کرام کی جسمانی اور ذہنی کارکردگی متاثر ہو رہی ہے۔

مندرجہ بالا صورتِ حال کے پیشِ نظر آپ جیسی علم پرور شخصیت سے استدعا ہے کہ مہربانی فرما کر جلد از جلد ہمارے قصبے کے سکول میں مزید اساتذہ کا تقرر عمل میں لایا جائے تاکہ یہاں کے مکین اس پریشان کن صورت حال سے نکل سکیں۔ آپ کی اس کرم فرمائی کے لیے ہم آپ کے بے حد احسان مند ہوں گے۔

درخواست گزار

۲۲۔مئی ۲۰۲۵ء

نیازمندان

مکین قصبہ غوث پور

63 بازار میں ناجائز تجاوزات کے خلاف میونسپل کارپوریشن کے چیئرمین کے نام درخواست

بخدمت جناب چیئرمین، میونسپل کارپوریشن، لاہور

عنوان: ناجائز تجاوزات کے خلاف درخواست

جنابِ عالی!

نہایت ادب سے گزارش ہے کہ ہم آپ کی توجہ معاشرے کے ایک گمبھیر مسئلے کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ یہ بات کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ہمارے خوب صورت شہروں میں سڑک کے دونوں اطراف ناجائز تجاوزات کی اس قدر بھرمار ہے کہ وہاں گاڑی کھڑی کرنے کی گنجائش بھی نہیں ہوتی۔ دوسری جانب ڈھابے والے، پھل فروش اور سبزی فروش بھی اس مسئلے کی سنگینی کو بڑھا دیتے ہیں۔ بعض اوقات انھیں

تجاوزات کی وجہ سے کئی حادثات رونما ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ورکشاپوں کے باہر گاڑیوں کی لمبی قطاریں دکھائی دیتی ہیں، جس کی بدولت مسائل کے امکانات شدید تر ہو جاتے ہیں۔ مزید یہ کہ اگر ہم بازار کا رُخ کریں تو دُکان داروں نے مختلف چیزیں سجاوٹ کے طور پر فٹ پاتھوں پر نمایاں کر رکھی ہوتی ہیں۔ جس کے پیشِ نظر بازار میں پیدل چلنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔

متذکرہ بالا مسائل کو مدِ نظر رکھ کر اس مسئلے کا مناسب حل تلاش کیا جائے۔ آپ سے التماس ہے کہ شاہراہ کی دونوں اطراف سے اس قسم کے تجاوزات کو فوری طور پر ختم کروانے کے لیے مناسب اقدامات کیے جائیں تا کہ کسی ناگہانی مصیبت سے بچا جا سکے۔ اس کرم فرمائی پر ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہوں گے۔

درخواست گزار

آپ کے نیاز مند

باشندگانِ شہر

۲۰۔ جون ۲۰۲۵ء

64 بھتیجے کی گمشدگی کے بارے میں پولیس کو رپورٹ

بخدمت جناب ایس۔ ایچ۔ او، تھانہ ماڈل ٹاؤن، بہاول پور

عنوان: گم شدہ بچے کی بازیابی کی درخواست

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میں ماڈل ٹاؤن بلاک بی کا رہائشی ہوں۔ میرا بھتیجا گزشتہ دو دن سے لاپتہ ہے، اس کا نام زبیر اسلم ولد محمد اسلم ہے، اس کی عمر پندرہ سال، قد پانچ فٹ، رنگ گندمی اور جسمانی حوالے سے صحت مند ہے۔ زبیر اسلم نویں جماعت کا طالب علم اور ماڈل ٹاؤن بلاک بی کا رہائشی ہے۔ دو دن قبل شام کو وہ حسبِ معمول ٹیوشن پڑھنے کے لیے یونیک سائنس اکیڈمی گیا۔ عام طور پر وہ مغرب کے بعد گھر واپس آ جاتا تھا لیکن دو دن قبل جب وہ رات دس بجے تک بھی گھر نہیں پہنچا تو ہمیں تشویش ہوئی۔ اس کی اکیڈمی سے پتہ کیا تو معلوم ہوا کہ وہ اس دن اکیڈمی نہیں پہنچا تھا۔ گزشتہ کل اس کے دوستوں اور دیگر جاننے والوں سے بھی معلوم کیا لیکن اس کی کچھ خبر نہیں ملی۔ وہ اکیڈمی پیدل جاتا تھا اس لیے آس پاس کے دکان دار اسے آتے جاتے دیکھ لیتے تھے۔ کل ایک دکان دار نے بتایا کہ پرسوں شام اسے دو لوگوں کے ساتھ پارک کی طرف جاتے دیکھا گیا تھا۔

زبیر کا والد ملازمت کے سلسلے میں قطر میں ہے۔ زبیر کے لاپتہ ہونے سے ہم سب پریشان ہیں اور اس کی والدہ شدید صدمے میں ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ مہربانی فرما کر زبیر کی گم شدگی کی رپورٹ درج کر کے فوری طور پر اس کی بازیابی کی کوشش کریں۔ ہم آپ سے ہر طرح کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں۔ ہم نے اپنے طور پر مساجد میں اعلان کروانے اور جگہ جگہ اس کی تصویر کے ساتھ گم شدگی کے اعلانات پر مبنی اعلانات چسپاں کروا دیے ہیں۔ اس کے علاوہ سوشل میڈیا مثلاً: فیس بک اور واٹس ایپ گروپوں میں بھی مشتہر کر دیا ہے تاہم ابھی تک کہیں سے کوئی سراغ یا خبر نہیں ملی۔ آپ کے پاس اس قسم کے مسائل حل کرنے کی مہارت بھی ہے اور وسائل بھی۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ کی کوشش سے زبیر کی بازیابی میں ضرور کامیابی ہوگی۔

درخواست گزار

نیاز مند

الف۔ب۔ج

18 مارچ 2025

65 شہریوں کے ساتھ پولیس اہلکاروں کی بدسلوکی کی شکایت کے لیے ڈی۔ آئی۔ جی پولیس کے نام درخواست

بخدمت جناب ڈی۔ آئی۔ جی پولیس پنجاب، لاہور

عنوان: پولیس کے رویے کے خلاف شکایت

جناب عالی!

میں ماڈل ٹاؤن بہاول پور میں رہائش پذیر ایک معزز شہری ہوں۔ گزشتہ ہفتے کی رات دس بجے کے قریب میری والدہ کی طبیعت خراب ہوگئی اور مجھے فوراً میڈیکل سٹور پر دوا لینے کے لیے جانا پڑا۔ جلدی میں، میں اپنا شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس اور موٹر سائیکل کے کاغذات اپنے ساتھ نہ لے سکا۔ تاہم والدہ کی دوائیوں کا نسخہ میرے پاس تھا۔ میں دوا لے کر تیزی سے واپس آ رہا تھا کہ شہر کے بڑے چوک کے قریب دو موٹر سائیکل سوار پولیس اہل کاروں نے مجھے روکا اور کاغذات طلب کیے۔ میں نے انھیں اپنی مجبوری بتائی اور دوا کی پرچی اور دوا بھی دکھائی لیکن انھوں نے میری بات ماننے سے انکار کر دیا اور مجھے اپنے ساتھ تھانے لے جانے پر اصرار کیا۔ میں نے التجا کی تو انھوں نے مجھے بالوں سے پکڑ کر زدوکوب کیا اور زبردستی تھانے لے گئے۔ راستے میں انھوں نے مجھ سے دو ہزار روپے طلب کیے۔ میرے پاس اتنی رقم نہ تھی۔ انھوں نے میری جیب سے ساڑھے چھ روپے نکال لیے۔ تھانے میں ڈیوٹی پر موجود سب انسپکٹر محمود عالم کو میں نے سارا واقعہ سنایا لیکن اس نے بھی اپنے اہل کاروں کے ساتھ دیا اور مجھے ہراساں کیا۔ انھوں نے مجھے دھمکی دی کہ پانچ ہزار روپے دے دو ورنہ سٹریٹ کرائم میں ملوث قرار دے کر حوالات میں بند کر دیں گے۔ میں نے انھیں اپنی بے گناہی کا یقین دلانے کی کوشش کی لیکن وہ رشوت طلب کرتے رہے۔ اس دوران میں انھوں نے مجھے گالیاں بھی دیں اور مجھ پر تشدد بھی کیا۔ رات کو ساڑھے بارہ بجے میں نے اپنے ایک دوست کو فون کر کے رقم منگوائی اور سب انسپکٹر کو دے کر جان چھڑوائی۔ دوا وقت پر نہ ملنے کی وجہ سے میری والدہ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور انھیں رات ہسپتال لے جانا پڑا۔

اگلے دن میں نے پولیس اہل کاروں اور سب انسپکٹر کے رویے کی شکایت ڈی۔ ایس۔ پی سے کی۔ انھوں نے مجھے ایک گھنٹہ اپنے دفتر میں بٹھائے رکھا لیکن میری شکایت کا ازالہ نہ کیا۔ مجبوراً مجھے آپ کی خدمت میں درخواست پیش کرنی پڑی ہے۔ امید ہے آپ اس واقعے کی تفتیش کروا کر میری دادرسی فرمائیں گے۔ پولیس کے رویے کی سی سی ٹی وی ویڈیو تھانے کے ریکارڈ سے لی جا سکتی ہے۔ جناب عالی! پولیس کا کام مجرموں کو پکڑ کر پُرامن شہریوں کو امن فراہم کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ان سخت حالات میں بھی پولیس کے جاں نثار اہل کار اپنے فرائض بہت عمدگی سے ادا کر رہے ہیں، لیکن چند کالی بھیڑوں کے رویے کی وجہ سے پورا محکمہ بدنام ہو رہا ہے۔ جس کی وجہ سے پولیس کے مورال پر بھی منفی اثر پڑ رہا ہے۔

آپ سے التماس ہے کہ میرے ساتھ پیش آنے والے واقعے کی اچھی طرح چھان بین کر کے غیر اخلاقی اور غیر قانونی واقعے میں ملوث اہل کاروں کو قرار واقعی سزا دے کر مجھے انصاف فراہم کریں۔

درخواست گزار

آپ کا نیاز مند

الف۔ب۔ج

۲۲ مارچ ۲۰۲۵ء

66 میٹرک کی سند میں نام کی درستی کے بارے میں چیئرمین بورڈ کے نام درخواست

بخدمت جناب چیئرمین، بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن، ملتان

عنوان: نام کی درستی کی درخواست

جناب عالی!

گزارش ہے کہ میں نے اسی سال ملتان بورڈ سے میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔ چند دن قبل مجھے بورڈ کی طرف سے جو سند موصول ہوئی ہے اس پر میرے نام میں غلطی ہے۔ میرے لیے یہ ایک پریشان کن امر ہے۔ میرا نام حافظ احمد محمود ہے جب کہ سند میں میرا نام حافظ محمود احمد درج ہے۔ میرے رزلٹ کارڈ اور ''ب'' فارم میں میرا نام حافظ احمد محمود تحریر ہے۔ میرے ''ب'' فارم اور میٹرک کی سند میں نام کا فرق میرے لیے مستقبل میں مشکلات اور پریشانی کا سبب بن سکتا ہے۔ مستقبل میں پریشانی سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ میٹرک کی سند پر میرا نام فوراً درست کیا جائے۔ لہٰذا گزارش ہے کہ نام درست کر کے مجھے میٹرک کی نئی سند جاری کی جائے۔ میرے داخلہ فارم میں بھی میرا نام حافظ احمد محمود ہی لکھا گیا تھا۔ میرے ''ب'' فارم اور میٹرک کی سند کی نقل بھی درخواست کے ساتھ لف ہے۔

درخواست گزار

نیاز مند

الف۔ب۔ج

20 مارچ 2025

67 کلرک کی ملازمت کے حصول کے لیے ڈپٹی کمشنر کے نام درخواست

بخدمت جناب ڈپٹی کمشنر، ضلع راولپنڈی

عنوان: کلرک کی ملازمت کے حصول کے لیے درخواست

جناب عالی!

ایک مؤقر مقامی اخبار میں چھپنے والے اشتہار کے ذریعے معلوم ہوا ہے کہ آپ کے دفتر میں کلرک کی چند اسامیاں خالی ہیں۔ میں ایک بے روزگار تعلیم یافتہ نوجوان ہوں اور کلرک کی اسامی کے لیے مطلوبہ تعلیمی قابلیت اور تجربہ بھی رکھتا ہوں۔ میں خود کو اس اسامی کا اہل سمجھتے ہوئے ایک امیدوار کے طور پر پیش کرتا ہوں۔ میرے تعلیمی کوائف درج ذیل ہیں:

1۔ میں نے 2020ء میں فرسٹ ڈویژن میں آئی کام کا امتحان پاس کیا۔
2۔ 2022ء میں بی۔کام کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔
3۔ 2024ء میں ایم۔کام کا امتحان فرسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔
4۔ اردو اور انگریزی ٹائپنگ میں بھی مجھے مہارت حاصل ہے۔
5۔ کمپیوٹر کا استعمال بھی جانتا ہوں اور اس پر کام کرنے کا بھی تجربہ ہے۔
6۔ ایک کاروباری ادارے میں اکاؤنٹنٹ کے طور پر کام کرنے کا بھی کچھ تجربہ ہے۔

جناب عالی! میں ایک غریب خاندان سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس لیے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ مختلف کام کر کے اپنی ضرورت زندگی پوری کرتا رہا ہوں۔ میرا تعلیمی ریکارڈ بہت اچھا ہے اور کام کرنے کا تجربہ بھی ہے۔ آپ سے التماس ہے کہ میری تعلیمی قابلیت اور صلاحیتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے ملازمت کا موقع دیا جائے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ محنت، دیانت داری اور بھرپور صلاحیت سے کام کروں گا۔ میری تعلیمی اسناد اور تجربے کے سرٹیفکیٹ کی مصدقہ نقول درخواست کے ساتھ منسلک ہیں۔

درخواست گزار
نیازمند
الف۔ب۔ج
مکمل پتہ

24۔مارچ 2025ء

68 کالج میں ادبی سوسائٹی کے قیام کے لیے پرنسپل صاحب کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، لاہور

عنوان: ادبی سوسائٹی کے قیام کی درخواست

جناب عالی!

ہمارے کالج کا شمار شہر کے ممتاز تعلیمی اداروں میں ہوتا ہے۔ ہر سال بہت سے ہونہار طلبہ ہمارے کالج میں داخلہ لے کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ بہت سے طلبہ تعلیمی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ ادبی تخلیقی صلاحیتوں سے بھی مالا مال ہیں۔ لیکن بدقسمتی سے ان باصلاحیت ہونہار طلبہ کی تخلیقی صلاحیتوں کو سامنے آنے کے مواقع نہیں ملتے۔ اگر ان طلبہ کے ادبی تخلیقی ذوق کی اصلاح کی جائے اور ان صلاحیتوں کو پروان چڑھایا جائے تو یہ اس ادارے کا نام روشن کر سکتے ہیں۔

جناب عالی! آپ سے التماس ہے کہ کالج میں اساتذہ کی زیر نگرانی ایک ادبی سوسائٹی قائم کرنے کی اجازت دی جائے۔ ماہر اساتذہ کی زیر نگرانی ادبی سرگرمیوں سے طلبہ کے ذوق اور تخلیقی صلاحیتوں کی اصلاح بھی ہوگی اور ان کی نشوونما بھی۔ اس مقصد کے لیے اساتذہ کرام کی نگرانی میں طلبہ پر مشتمل ایک سوسائٹی قائم کر دی جائے جو مختلف تقریبات اور مشاعروں کا اہتمام کرے۔ اس سوسائٹی کو آپ کی سرپرستی حاصل ہوگی تو یقیناً طلبہ کے لیے بہت مفید ثابت ہوگی۔ امید ہے آپ اس گزارش پر غور فرما کر ایک باقاعدہ ادبی سوسائٹی کے قیام کی اجازت دے دیں گے۔

درخواست گزار
آپ کا تابع فرمان
الف۔ب۔ج

21۔اپریل 2024ء

69 طلبا کے مسائل کے حل کے لیے پرنسپل صاحب کے نام درخواست

بخدمت جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ا۔ب۔ج

عنوان: طلبہ کے مسائل کے حل کی درخواست

جناب عالی!

گزارش ہے کہ ہمارا کالج شہر کا سب سے بڑا تعلیمی ادارہ ہے۔ اس ادارے کے شاندار نتائج کی وجہ سے اسی میں طلبہ کی کثیر تعداد زیر تعلیم ہے۔ کالج میں تعلیمی اور ہم نصابی سرگرمیاں بہتر انداز میں جاری ہیں لیکن چند مسائل ایسے ہیں جو طلبہ کے لیے پریشانی کا باعث ہیں۔

1۔ طلبہ کی تعداد زیادہ ہے اور کلاس رومز میں گنجائش کم ہے۔ تعداد زیادہ ہونے کی وجہ سے طلبہ کو کمرے میں بیٹھنے کی جگہ اور کرسیاں بھی میسر نہیں ہوتیں۔ جس کی وجہ سے اساتذہ کو پڑھانے اور طلبہ کو توجہ سے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے۔
2۔ کلاس رومز میں پنکھوں کی قلت ہے۔ جو پنکھے چلتے ہیں ان کی رفتار بھی بہت کم ہوتی ہے، کمرے میں طلبہ کی تعداد کی کثرت کی وجہ سے کمرے میں شدید حبس ہو جاتا ہے۔
3۔ کمروں میں بلب نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے اور لکھنے میں بھی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
4۔ فزکس اور کیمسٹری کی لیبارٹریز میں بھی گنجائش سے زیادہ طلبہ کو پریکٹیکل کرانے کی وجہ سے پریشانی کا سامنا ہے۔
5۔ شدید گرمی کی وجہ سے بار بار پیاس لگی ہے۔ لیکن کالج کے واٹر فلٹر پلانٹ کا فلٹر خراب ہے، نیز الیکٹرک واٹر کولر بھی خراب ہونے کی وجہ سے پینے کے ٹھنڈے پانی کی شدید قلت ہے۔
6۔ موٹر سائیکل اسٹینڈ پر سائے کے ناقص انتظام کی وجہ سے طلبہ کی قیمتی موٹر سائیکلوں کو بھی تیز دھوپ سے نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔
7۔ لائبریری میں بھی مزید پنکھوں کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ روشنی کا بھی مناسب انتظام نہیں، جس کی وجہ سے کتابوں یا اخبارات کے مطالعے میں طلبہ کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

جناب عالی! طلبہ کی ایک کثیر تعداد بہت دنوں سے بھی ان مسائل کا سامنا کر رہی ہے۔ کئی بار اساتذہ کرام سے بھی ان مسائل کے حل کی درخواست کی ہے، لیکن ابھی تک طلبہ منتظر ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ آپ ان مسائل کا خود مشاہدہ کر کے فوری طور پر ان کو حل کروائیں تاکہ تعلیمی سرگرمیاں تسلسل سے جاری رہ سکیں۔

درخواست گزار
طلبہ (سال اول)
گورنمنٹ گریجوایٹ کالج
الف۔ب۔ج

14۔اپریل 2025ء

رسید نویسی

(امتحانی نقطۂ نظر سے مطالعہ)

تعریف اور مفہوم:

رسید فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معانی۔(۱)۔پہنچ، پہنچنا، رسائی (۲) کسی چیز کے وصول ہونے کی دستخطی تحریر، پہنچنے کا اقرار (۳) وصولی کی تحریر (۴) پتا، خبر، سُراغ، وغیرہ۔(بحوالہ فیروز اللغات صفحہ 751، جدید اُردو لغت (صفحہ 401)
اصطلاحی طور پر کسی چیز یا رقم کی وصولی کا تحریری ثبوت رسید کہلاتا ہے۔

رسید نویسی کے لیے ضروری ہدایات:

۱۔ سب سے پہلے رسید کا عنوان جلی حروف میں لکھیں۔
۲۔ اس کے بعد صفحے کے وسط میں "باعثِ تحریر آنکہ" تحریر کریں۔ باعث تحریر آنکہ فارسی زبان کا کلمہ ہے، جس کا مطلب ہے۔ "اس تحریر کو لکھنے کی وجہ یا سبب یہ ہے کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"
۳۔ نفس مضمون میں سب سے پہلے رقم کا ذکر کیا جائے۔ رقم لکھنے کا طریقہ حسب ذیل ہے۔ مبلغ بیس ہزار رُوپے (=/۲۰۰۰۰=) نصف جن کے مبلغ دس ہزار رُوپے (=/۱۰۰۰۰=) ہوتے ہیں۔ رقم کا اندراج لفظوں اور ہندسوں میں کریں اور نصف رقم بھی ضرور لکھیں تا کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جا سکے۔
۴۔ رسید لکھتے وقت جن اشیا کی رسید لکھی جا رہی ہے ان کی مناسب حد تک تفصیل بھی لکھنی چاہیے۔ مثلاً موٹر سائیکل کا رنگ، مارک، باڈی نمبر، انجن نمبر، رجسٹریشن نمبر وغیرہ۔ گائے، بھینس وغیرہ کا رنگ، عمر، سینگ، ماتھا، نر/مادہ اور کوئی نمایاں نشانی وغیرہ۔
۵۔ خریدار کا نام، ولدیت اور مکمل پتا وغیرہ بھی لکھا جائے۔
۶۔ نفس مضمون لکھنے کے بعد درمیان میں لفظ "العبد" (بندۂ فدوی) کے نیچے رقم وصول کنندہ کا نام، ولدیت اور مکمل پتا درج کریں۔
۷۔ العبد کے دونوں طرف دو گواہوں کے نام مع ولدیت اور مکمل پتا درج کریں۔ دونوں گواہان کا تعلق وصول کنندہ (العبد) کے علاقہ سے ہونا ضروری ہے۔
۸۔ تاریخ نفس مضمون کے اختتام یا العبد کے نیچے تحریر کریں۔ تاریخ لکھنے کا درست طریقہ یہ ہے۔
۱۴۔ اگست ۲۰۲۵ء۔

اصطلاحات:

رسیدات میں چند اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ جن کو جاننا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر:
۱۔ روپوں کے لیے مبلغ۔۔۔۔۔۔۔۔مبلغ دو ہزار روپے۔
۲۔ پیسوں کی تعداد کے لیے موازی۔۔۔۔۔۔موازی پچاس پیسے۔
۳۔ زمینی پیمانوں کے لیے بھی موازی۔۔۔۔موازی سات کمرے، موازی چار کنال، موازی ایک بیگھہ وغیرہ۔
۴۔ بڑے جانوروں کے لیے راس۔۔۔۔۔ایک راس گائے، ایک راس بھینس، ایک راس بیل وغیرہ۔
۵۔ چھوٹے جانوروں کے لیے شاخ۔۔۔ایک شاخ بکرا، ایک شاخ بکری، ایک شاخ مینڈھا وغیرہ۔
۶۔ گھوڑے اور گدھے کے لیے لگام۔۔۔۔ایک لگام گھوڑا، ایک لگام گدھا وغیرہ۔
۷۔ اونٹ اور اونٹنی کے لیے نکیل۔۔۔۔۔۔ایک نکیل اونٹ، ایک نکیل اونٹنی وغیرہ۔

رسید نویسی

رسیدیں

بمطابق اُردو قواعد و انشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

رسید نمبر 1

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: فروخت گندم

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ دس ہزار رُوپے (=/10000) نصف جن کے مبلغ پانچ ہزار رُوپے (=/5000) ہوتے ہیں، قیمت گندم ایک بوری از اں محمد ابراہیم ولد نور محمد قوم اعوان ساکن محلہ مغل آباد ظاہر پیر تحصیل خان پور، نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے، تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
اعجاز احمد ولد محمد ابراہیم	رانا عابد حسین ولد رانا محمد رفیق	خالد محمود ولد نور محمد
قوم آرائیں ساکن۔۔۔۔۔	قوم راجپوت ساکن۔۔۔۔۔۔	قوم علوی ساکن۔۔۔۔۔
تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۲۔ مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 2

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: فروخت موٹر سائیکل

(گوجرانوالہ بورڈ 2023-2010 ,2009، سرگودھا بورڈ 2010ء، بہاولپور 2023-2016ء، راولپنڈی، ڈیرہ غازی خان بورڈ 18، ساہیوال بورڈ 18، ملتان بورڈ 18) (لاہور، فیصل آباد بورڈ، راولپنڈی بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ اسی ہزار رُوپے (=/80000) نصف جن کے مبلغ چالیس ہزار رُوپے (=/40000) ہوتے ہیں، بابت فروخت موٹر سائیکل، رجسٹریشن نمبر LE955، ماڈل 2024ء رنگ سیاہ، کمپنی ہنڈا، انجن نمبر 181621، چیسز نمبر 3544522، از اں جناب نور محمد ولد چودھری امجد علی قوم جٹ تارڑ ساکن علی پور، ضلع مظفر گڑھ نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد جنید ولد جاوید اقبال	عدنان خالد ولد چودھری عبدالرزاق خالد	محمد دانیال چودھری ولد محمد اظہر
قوم آرائیں	قوم آرائیں	قوم آرائیں
ساکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ساکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ساکن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۲۔ مئی ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 3

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: کرایہ مکان

(بہاول پور بورڈ 2000، گوجرانوالہ بورڈ 2007، آزاد کشمیر، سرگودھا بورڈ 2017، ملتان بورڈ 2018) (ساہیوال، سرگودھا، فیصل آباد بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ بیس ہزار رُوپے (=/20000) نصف جن کے مبلغ دس ہزار رُوپے (=/10000) ہوتے ہیں، بابت کرایہ مکان نمبر ۱۲۵ گلی نمبر ۱۳ واقع جناح کالونی خان پور، ازاں محمد وقاص ولد محمد ریاض قوم بھٹی برائے ماہِ مارچ ۲۰۲۵ء وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
امیر علی ولد صغیر علی	محمد اکرم ولد محمد اکبر	محمد شاہد ولد محمد عاصم
قوم بھٹی ساکن مکان نمبر ۲۲	قوم قریشی-------	قوم آرائیں ساکن مکان نمبر ۲۰
گلی نمبر ۳ ماڈل ٹاؤن A----	ساکن رحمٰن کالونی-----	گلی نمبر ۴ ماڈل ٹاؤن بی----
تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 4

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: گائے

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ نوے ہزار رُوپے (=/90000) نصف جن کے مبلغ پینتالیس ہزار رُوپے (=/45000) ہوتے ہیں۔ بابت قیمت ایک راس گائے، رنگ بھورا، بائیں آنکھ سیاہ، عمر سات سال، ازاں مسمی میاں طاہر محمود ولد میاں خیر محمود، ذات قریشی، بکر غوث پور، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان، نقد وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
راؤ طارق محمود ولد بلند خان	محمد عاصم ولد راؤ قاسم محمود	محمد یاسر ولد رانا محمد اکبر
ساکن-----------	ساکن-----------	ساکن-----------
تحصیل وضلع---------	تحصیل وضلع---------	تحصیل وضلع---------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

تاریخ: ۱۵۔ مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 5

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: لگان

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ بارہ ہزار رُوپے (=/12000) نصف جن کے مبلغ چھ ہزار رُوپے (=/6000) ہوتے ہیں۔ بابت زرلگان فصل ربیع سال ۲۰۲۵ء ازاں عبدالقادر ولد رسول بخش قوم کانجو ساکن فیروزہ، تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان، وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
رانا محمد شفیق ولد رانا محمد صدیق	رانا شمشاد علی ولد رانا مغلی خان قوم راجپوت	محمد عرفان ولد احمد بخش
قوم راجپوت موضع----	نمبردار موضع---------	قوم خواجہ ساکن موضع-----
تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۳۔ ستمبر ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 6

عنوان: رسید بابت وصولی رقم: وظیفہ

(سرگودھا بورڈ 2010ء) (سرگودھا بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ آٹھ ہزار رُوپے (=/8000) نصف جن کے مبلغ چار ہزار رُوپے (=/4000) ہوتے ہیں۔ بابت رقم وظیفہ ماہ مارچ ۲۰۲۵ء، ازاں جناب پرنسپل، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ظاہر پیر، وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
عذرا نور ولد نور محمد	عاتکہ قریشی ولد طاہر محمود	میمونہ فاروق ولد فاروق احمد
جونیئر کلرک	قوم قریشی طالب علم سال دوم	طالب علم سال اول
گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ظاہر پیر	گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ظاہر پیر	گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، ظاہر پیر
تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۵۔ اپریل ۲۰۲۵ء

اضافی اہم رسیدیں

بمطابق سابقہ بورڈ پیپرز

رسید نمبر 7

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت فروختگی مکان

(ملتان بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ پچاس لاکھ پچاس ہزار رُوپے (=/5050000) نصف جن کے مبلغ پچیس لاکھ پچیس ہزار رُوپے (=/2525000) ہوتے ہیں، بابت رقم فروختگی مکان نمبر 45 گلی نمبر 2 واقع جناح کالونی الف۔ب۔ج (احاطہ ۷ مرلہ، مشتمل چار کمرے سٹور، کچن، باتھ روم) ازاں محمد ارشد ولد رشید احمد قوم بلوچ، وصول پا کر رسید لکھ دی ہے۔ تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔ نیز رقم وصولی کے ساتھ ہی مشتری کو قبضہ مکان بھی دیا جا رہا ہے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد سعید ولد جام محمد سراج	محمد ظہور ولد طاہر محمود قوم آرائیں	خرم علی ولد حاجی محمد شفیق قوم جٹ
قوم پنوار ساکن خورشید کالونی، شہر۔۔۔	ساکن رحمٰن کالونی، شہر۔۔۔۔۔	ساکن ریاض ٹاؤن، شہر۔۔۔۔۔
تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۳۔اپریل ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 8

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت فروختگی سائیکل

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ چودہ ہزار رُوپے (=/14000) نصف جن کے مبلغ سات ہزار رُوپے (=/7000) ہوتے ہیں۔ بابت قیمت ایک عدد سائیکل سُہراب نمبر M.K.4509-57، ازاں یونس خان ولد عبدالغنی خان ساکن محلہ غریب آباد نزد ریلوے اسٹیشن خان پور شہر وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
رانا محمد اکبر ولد رانا ملک محمد	اشرف محمود ولد محمد سرور	محمد قاسم ولد جان محمد
قوم راجپوت ساکن مکان نمبر ۲۵	قوم جٹ ہول سیل سائیکل ڈیلر	قوم آرائیں ساکن مکان نمبر ۲۰
گلی نمبر ۴ ماڈل ٹاؤن "بی"، شہر۔۔۔۔	رازی چوک، شہر۔۔۔	گلی نمبر ۳ ماڈل ٹاؤن، شہر۔۔۔
تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔

قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۳۔مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 9

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت بھینس

(لاہور بورڈ 2010ء، فنی بورڈ 16-2013، بہاول پور 2016ء) (بہاول پور، ملتان بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ اسی ہزار رُوپے (=/80000) نصف جن کے مبلغ چالیس ہزار رُوپے (40000) ہوتے ہیں۔ بابت قیمت ایک راس بھینس دودھیل، رنگ سیاہ، سینگ مُڑے ہوئے، ماتھا سفید عمر سات سال مع ایک کٹی عمر پانچ ماہ ازمسمی چودھری ناصر خورشید ولد چودھری خورشید احمد قوم آرائیں سکنہ چک نمبر 4 مشرقی تحصیل لیاقت پور، ضلع رحیم یار خان وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
معراج دین ولد فضل دین چودھری	احسان الحق ولد چودھری عبدالحق	ملک شوکت علی ولد ملک مہر علی
قوم ارائیں چک نمبر ۸۱	قوم آرائیں ساکن چک نمبر 81	قوم اعوان چک نمبر ۵۰
تحصیل۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۳۔اپریل ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 10

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت بھیڑ

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ اسی ہزار رُوپے (=/8000) نصف جن کے مبلغ چار ہزار رُوپے (=/4000) ہوتے ہیں۔ بابت قیمت ایک شاخ بھیڑ رنگ سفید، کھر سیاہ، ماتھا سفید، قد درمیانہ، دانت پورے ازاں محمد عرفان ولد سردار علی قوم آرائیں سکنہ موضع بنگلہ منٹھا تحصیل صادق آباد، ضلع رحیم یار خان نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد نواز ولد علم دین	محمد خان ولد نور زمان	اللہ ودھایا ولد نہال خان
قوم آرائیں موضع۔۔۔	قوم اعوان ساکن موضع۔۔۔	قوم بلوچ سکنہ موضع۔۔۔
تحصیل۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل۔۔۔۔۔۔۔۔

ضلع----------	ضلع----------	ضلع------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۲۔ مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 11

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت آبیانہ و مالیہ

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ دو ہزار روپے (=/2000) نصف جن کے مبلغ ایک ہزار روپے (=/1000) ہوتے ہیں۔ بابت مالیہ وآبیانہ برائے فصل ربیع مع چوکیدارہ اور مسجد فنڈ، ازاں مسمی چودھری ظہیر الدین ولد قاسم علی قوم آرائیں ساکن فیروزہ، تحصیل لیاقت پور وصول پا کر رسید لکھ دی ہے۔ تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
رانا عبدالقدیر ولد رانا محمد صدیق	میاں طاہر محمود قریشی ولد میاں خیر محمد	شعیب خالد ولد خالد محمود
قوم راجپوت ساکن-----	ذیلدار موضع----------	قوم راجپوت ساکن-----
تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۵۔ جولائی ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 12

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت ٹھیکہ زمین

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ نوے ہزار روپے (=/90000) نصف جن کے مبلغ پینتالیس ہزار روپے (=/45000) ہوتے ہیں۔ ازاں مسمی راؤ محمد اجمل ولد راؤ محمد افضل قوم راجپوت ساکن میراں پور، تحصیل و ضلع لودھراں بابت ٹھیکہ اراضی موازی تین ایکڑ برائے سال ۲۰۲۱ء وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
راؤ ناصر محمود ولد راؤ رونق علی	راؤ طارق محمود ولد راؤ بلند خاں	راؤ قاسم محمود ولد راؤ بلند خان
قوم بلوچ۔ سکنہ موضع----	قوم راجپوت ساکن موضع----	ساکن موضع-----
تحصیل----------	تحصیل----------	تحصیل----------
ضلع----------	ضلع----------	ضلع----------

قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۲۵۔ جنوری ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 13

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت بھوسہ

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ پچاس ہزار روپے (=/50000) نصف جن کے مبلغ پچیس ہزار روپے (=/25000) ہوتے ہیں۔ ازاں ظفر علی ولد دین محمد قوم اعوان ساکن چک نمبر ۱۶، شہر میلسی، ضلع وہاڑی بابت قیمت دو سو من بھوسا وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
خان محمد ولد جان محمد	عبدالغنی ولد محمد عمر	ظہور احمد ولد نصیر الدین
قوم بلوچ ساکن چک نمبر ۱۵---	قوم جٹ ساکن چک نمبر ۱۵----	قوم کھوکھر ساکن چک نمبر ۱۵
شہر----------	شہر----------	شہر--------
تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----	قومی شناختی کارڈ نمبر-----
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۲۵۔ اپریل ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 14

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت قرضِ حسنہ (ساہیوال بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ ستر ہزار روپے (=/70000) نصف جن کے مبلغ پینتیس ہزار روپے (=/35000) ہوتے ہیں۔ ازاں محمد وسیم ولد محمد نعیم قوم بلوچ سکنہ مکان نمبر 3، کالج روڈ خان پور، قرضِ حسنہ کے طور پر وصول پائے۔ میں تحریری طور پر اقرار کرتا ہوں کہ یہ رقم ڈیڑھ سال تک ادا کروں گا۔ میری وفات کی صورت میں میرے ورثا اس رقم کو ادا کرنے کے پابند ہوں گے۔ رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد نوید ولد شاہد محمود	محمد نصیر ولد محمد نذیر	احمد دین ولد نور دین
قوم بلوچ ساکن رحمٰن کالونی	قوم گوپانگ سکنہ غریب آباد	قوم کھوکھر جناح کالونی
شہر----------	شہر----------	شہر----------

تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۴۔جون ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 15

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت ریڈیو سیٹ مع ٹیپ ریکارڈر

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ بارہ ہزار رُوپے (=/12000) نصف جن کے مبلغ چھ ہزار رُوپے (=/6000) ہوتے ہیں۔ بابت زر فروخت ایک عدد ریڈیو سیٹ، ایل۔جی برانڈ، رنگ سیاہ مع ٹیپ ریکارڈر ازاں جناب سلیم اختر ولد اختر نوید، ساکن مکان نمبر 9، گلی نمبر 2 ماڈل ٹاؤن بی، بہاول پور نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
نوید اختر ولد ولید اختر قوم گجر	زوہیب علی ولد حامد علی قوم جٹ	اختر علی ولد اکبر علی، قوم آرائیں
مکان نمبر 8، گلی نمبر 8	مکان نمبر 4، گلی نمبر 2	مکان نمبر 5، گلی نمبر 7
ماڈل ٹاؤن بی، شہر-----	ماڈل ٹاؤن اے، شہر-----	ماڈل ٹاؤن بی، شہر-----
تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۲۲۔اپریل ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 16

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت چندہ

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ دو ہزار رُوپے (=/2000) نصف جن کے مبلغ ایک ہزار رُوپے (=/1000) ہوتے ہیں۔
بابت تعمیر مسجد واقع ماڈل ٹاؤن اے ساہیوال، ازاں جناب عبدالغنی ولد عبدالغفور مالک اویس کتب خانہ کچہری روڈ ساہیوال شکریے کے ساتھ وصول پائے۔ اللہ تعالیٰ انھیں اس کارِ خیر کا اجر نصیب فرمائے۔ آمین۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
زوہیب حسن ولد حسن محمود	محمد عاصم ولد محمد اکرم	منیر احمد ولد تنویر احمد
قوم قریشی سکنہ محلہ مہاجراں	سیکرٹری انتظامیہ کمیٹی، جامع مسجد	قوم آرائیں سکنہ جناح کالونی
شہر----------	شہر----------	شہر----------

تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۰۔جون ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 17

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت کتب

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ ساٹھ ہزار روپے (۶۰۰۰۰/) نصف جن کے مبلغ تیس ہزار روپے (۳۰۰۰۰/) ہوتے ہیں۔ بابت قیمت کتب برائے لائبریری گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خان پور، ازاں پرنسپل صاحب، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج خان پور، نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواشد	العبد	گواہ شد
محمد اسد	محمد عمران	راؤ محمد محسن
جونیئر کلرک گورنمنٹ گریجوایٹ	اسلام بک ڈپو شاہی روڈ	جونیئر کلرک گورنمنٹ
کالج،----------	----------	گریجوایٹ کالج،------
ضلع----------	ضلع----------	ضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۰۔جولائی ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 18

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت قربانی کا بکرا

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ تیس ہزار روپے (۳۰۰۰۰/) نصف جن کے مبلغ پندرہ ہزار روپے (۱۵۰۰۰/) بنتے ہیں۔ بابت قیمت فروخت ایک شاخ بکرا، صحت مند، عمر ایک سال، رنگ سفید و سیاہ، سینگ مڑے ہوئے ازاں محمد کامران ولد طاہر محمود، مکان نمبر ۱۸، گلی نمبر ۲، سیٹلائٹ ٹاؤن احمد پور نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تا کہ سند رہے اور وقت ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد تحسین ولد حیات خان، قوم مغل	عبدالعزیز ولد احمد فاروق، قوم پٹھان	مہر الدین ولد جمال الدین، قوم بلوچ
ساکن مکان نمبر 9، گلی نمبر 10،	ساکن مکان نمبر 15، گلی نمبر 4	ساکن مکان نمبر 2، گلی نمبر 11
سیٹلائیٹ ٹاؤن، شہر-----	سیٹلائیٹ ٹاؤن، شہر-----	سیٹلائیٹ ٹاؤن، شہر-------
تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------	تحصیل وضلع----------

قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۵۔نومبر۲۰۲۵ء

رسید نمبر 19

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت ٹی وی سیٹ مع وی سی آر

(گوجرانوالہ 2007ء)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ بیس ہزار رُوپے (=/20000) نصف جن کے مبلغ دس ہزار رُوپے (=/10000) ہوتے ہیں۔ بابت ایک عدد ٹی وی سیٹ فلپس مع وی سی آر، ازاں افتخار احمد ولد نثار احمد ساکن جناح ٹاؤن مکان نمبر 3، گلی نمبر 2 میلسی، ضلع وہاڑی وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ذوالفقار علی ولد چودھری قائم دین	ارشاد احمد ولد محمد نصیر	نصیر احمد ولد چودھری محمد صدیق
قوم آرائیں ساکن محلہ محمد پورہ، شہر-----	قوم آرائیں ساکن محلہ محمد پورہ، شہر-----	قوم آرائیں ساکن محلہ محمد پورہ، شہر...
تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------	تحصیل و ضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۱۵۔جولائی۲۰۲۵ء

رسید نمبر 20

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت فروختگی موبائل فون

(فنی بورڈ 2018)(گوجرانوالہ بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ آٹھ ہزار رُوپے (=/8000) نصف جن کے مبلغ چار ہزار رُوپے (=/4000) بنتے ہیں۔ بابت قیمت ایک عدد موبائل فون سیٹ نوکیا ماڈل نمبر 2300 رنگ بلیک مع ریڈیو، ہینڈ فری سپیکرز حالت قریباً نیا ازاں تنویر علی ولد محمد نوید قوم اعوان ساکن دکان نمبر 31 گلی نمبر 3، سیٹلائیٹ ٹاؤن سمبڑیال وصول پاکر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
احسن علی ولد ریاض حسن قوم مغل	اختر علی ولد اکبر علی قوم آرائیں	ریاض علی ولد فیاض حسین قوم آرائیں
ساکن مکان نمبر 13، گلی نمبر 5	دکان نمبر 15، سٹی سنٹر	ساکن مکان نمبر 5، گلی نمبر 13

ماڈل ٹاؤن، شہر------	ماڈل ٹاؤن، شہر------	ماڈل ٹاؤن، شہر------
ضلع----------	ضلع----------	ضلع----------
قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------	قومی شناختی کارڈ نمبر------
دستخط------------	دستخط------------	دستخط------------

۲۳۔جولائی۲۰۲۵ء

رسید نمبر 21

عنوان: رسید راہداری

باعثِ تحریر آنکہ

ایک راس بھینس، رنگ سیاہ، سینگ مڑے ہوئے، ماتھا سفید دودھیل مع ایک راس کٹی عمر چار ماہ، مسمی احمد دین ولد نور محمد قوم آرائیں ساکن چک نمبر 4 تحصیل خان پور ضلع رحیم یار خان سے برائے فروخت منڈی مویشیاں راجن پور لے جا رہا ہے۔ رسید راہداری تحریر ہے تاکہ کوئی اہل کار سرکاری یا غیر سرکاری راستے میں مزاحمت نہ کرے۔

العبد

ظہور خاں ولد خان محمد

قوم بلوچ ساکن چک نمبر 4

تحصیل---------

ضلع---------

قومی شناختی کارڈ نمبر------

دستخط------------

یکم۔اپریل۲۰۲۵ء

تصدیق کنندہ

صابر حسین نمبردار چک نمبر 4

تحصیل------ضلع------

قومی شناختی کارڈ نمبر-----

دستخط------------

رسید نمبر 22

عنوان: کتابوں کے ناشر سے کتابیں وصول کرنے کی رسید

باعثِ تحریر آنکہ

درج ذیل کتب ازاں جناب عبدالوحید پروپرائٹر المامون پبلشرز، شاہراہِ قائداعظم، لاہور برائے گورنمنٹ گریجوایٹ

کالج خان پور بطور عطیہ بے حد شکریے کے ساتھ وصول پائیں۔

۱۔ کلیاتِ میر تقی میر (اُردو) ۵عدد ۲۔ کلیات اختر شیرانی ۶عدد

۳۔ کلیات اقبال ۳عدد

گواہ شد	العبد	گواہ شد
عبدالرزاق کلرک	ڈاکٹر منیر احمد ملک (چیف لائبریرین)	احمد ہارون ولد پروفیسر حافظ محمد طاہر (مرحوم)
گورنمنٹ گریجوایٹ	گورنمنٹ گریجوایٹ	گورنمنٹ گریجوایٹ
کالج۔۔۔۔۔۔	کالج۔۔۔۔۔۔	کالج۔۔۔۔۔۔
ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۴۔دسمبر ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 23

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت مرمت سامان

باعثِ تحریر آنکہ

مُبلغ پانچ سوروپے (=/500) نصف جن کے مبلغ دوسو پچاس رُوپے (=/250) ہوتے ہیں بابت قیمت مرمت ایک درجن کرسی چوبی ازاں جناب پرنسپل، گورنمنٹ کالج خان پور وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبدُ	گواہ شد
غلام عباس غوری ولد محمد اکرم غوری	نذیر علی ولد وزیر علی	منظور احمد
لیبارٹری اٹینڈنٹ گورنمنٹ پوسٹ	قوم بھٹی ساکن محلّہ غریب آباد	لیبارٹری اٹینڈنٹ گورنمنٹ پوسٹ
گریجوایٹ کالج،۔۔۔۔۔	شہر۔۔۔۔۔۔۔۔	گریجوایٹ کالج،۔۔۔۔۔۔۔۔
ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۴۔جنوری ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 24

عنوان: رسید برائے وصولی رقم بابت کرایہ رکشہ

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ تین سوروپے (=/300) نصف جن کے مبلغ ایک سو پچاس رُوپے (=/150) ہوتے ہیں بابت کرایہ ٹیکسی / رکشہ از کالج تا دفتر

ڈائریکٹر صاحب محکمہ تعلیمات جانا اور واپسی گورنمنٹ کالج ازاں جام محمد آصف ہیڈ کلرک گورنمنٹ کالج، خان پور وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
محمد اقبال جونیئر کلرک	فرید احمد ولد خورشید احمد	راؤ محمد محسن جونیئر کلرک
گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ	ٹیکسی ڈرائیور	گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ
کالج، شہر۔۔۔۔۔۔۔۔	ٹیکسی نمبر ۵۴۵۶۲	کالج، شہر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۱۵۔مارچ ۲۰۲۵ء

رسید نمبر 25

عنوان: گاڑی / کار کی فروخت کی رسید

(ڈی جی خان، راولپنڈی بورڈ 2023)

باعثِ تحریر آنکہ

مبلغ بیس لاکھ رُوپے (=/۲۰،۰۰۰۰۰) نصف جن کے مبلغ دس لاکھ رُوپے (=/۱۰،۰۰۰۰۰) ہوتے ہیں، بابت قیمت فروخت ایک عدد کار، ٹیوٹا کرولا، ماڈل ۲۰۲۱، رنگ سفید، ۱۵۰۰ سی سی، رجسٹریشن نمبر 56789، ازاں ریاض احمد ساکن جناح ٹاؤن مکان نمبر 3 گلی نمبر 2 لودھراں نقد وصول پا کر رسید لکھ دی ہے تاکہ سند رہے اور وقتِ ضرورت کام آئے۔

گواہ شد	العبد	گواہ شد
ذوالفقار علی ولد قائم دین	ارشاد احمد ولد محمد نصیر	نصیر احمد ولد محمد صدیق
قوم آرائیں ساکن محلّہ محمد پورہ، شہر۔۔۔	قوم آرائیں ساکن محلّہ محمد پورہ، شہر۔۔۔	قوم آرائیں ساکن محلّہ محمد پورہ، شہر۔۔۔
تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	تحصیل و ضلع۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔
قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔	قومی شناختی کارڈ نمبر۔۔۔۔۔۔
دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	دستخط۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۲۰۔جون ۲۰۲۵ء

تلخیص نگاری

(امتحانی نقطہ نظر سے مطالعہ)

تعریف اور مفہوم:

تلخیص عربی زبان کا لفظ ہے، جس کے لغوی معانی: (ا) خلاصہ کرنا (۲) خلاصہ (۳) پاک وصاف کرنا (۴) بیان کو مختصر کرنا وغیرہ ہیں۔

(بحوالہ فیروز اللغات صفحہ 403، جدید اُردو لغت صفحہ 235)

چناں چہ تلخیص نگاری سے مُراد "طویل اقتباس کے غیر ضروری حصوں کو الگ کر کے اس کے اصل مفہوم کو اس طرح بیان کر دیا جائے کہ کوئی اہم اور ضروری بات عبارت سے رہ نہ جائے۔"

اہم ہدایات:

1۔ سب سے پہلے تلخیص کے لیے دی گئی عبارت کو اچھی طرح دو تین بار پڑھیں۔ آپ محسوس کریں گے کہ اس میں بعض الفاظ ضرورت سے زائد ہیں اور بعض عبارت کی آرائش کے لیے استعمال کیے گئے ہیں۔ چناں چہ ان تمام زائد الفاظ سے قطع نظر کرتے ہوئے عبارت کے اہم نکات لینے چاہییں۔ مثال کے طور پر "انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے، جس کی فطرت میں آزادی اور خود مختاری رکھی گئی ہے، وہ ذی روح اور ذی شعور ہے" متذکرہ طویل جملے کو مختصر جملے میں یوں سمیٹا جاسکتا ہے کہ "ذی شعور انسان فطرتاً آزاد اور خود مختار ہے"۔

2۔ تلخیص اصل عبارت کی ایک تہائی ہونی چاہیے لہٰذا اصل اقتباس کے کل الفاظ کی گنتی کیجیے اور پھر "اہم نکات" کے الفاظ کی گنتی کریں۔ اگر یہ اصل اقتباس کا ایک تہائی ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ضرورت کے مطابق الفاظ کم یا زیادہ کرلیجے۔

3۔ اہم نکات "رف عمل" کے عنوان کے تحت تحریر کریں اور آخر میں اسے کاٹ دیں۔

4۔ اب صاف عمل کی سُرخی دیجیے اور صاف عمل کے بعد کل الفاظ اور تلخیص شدہ الفاظ کی تعداد لکھیے۔

5۔ "مناسب عنوان" کی سُرخی کے تحت موزوں عنوان لکھیے۔ عنوان دو یا تین بھی لکھے جاسکتے ہیں۔ لیکن عنوان مترادف ہوں، متضاد نہ ہوں اور عنوان عبارت کا نمائندہ ہو۔ مصرعے یا جملے سے پرہیز کریں، عنوان مختصر اور جامع ہو۔ عبارت کا عنوان عموی طور پر اصل عبارت کے شروع یا آخر میں ہوتا ہے، کبھی کبھی درمیان میں بھی ہوتا ہے۔

6۔ ندائیہ اور سوالیہ فقروں کو تلخیص کے دوران میں سادہ فقرات میں لکھیں اور تشبیہات، استعارات یا محاورات وغیرہ ہرگز استعمال نہ کریں۔

7۔ تلخیص کا ایک ہی اقتباس (پیراگراف) بنائیں۔

8۔ اشعار کا مفہوم نثر میں مختصر تحریر کریں۔

9۔ مکالماتی انداز کو بیانیہ انداز میں بدل دینا چاہیے۔

10۔ مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کریں۔

11۔ زبان سادہ، عام فہم اور آسان ہو۔

12۔ عبارت زیادہ اقتباسات (پیراگراف) پر مشتمل ہو تو ایک ہی عبارت میں لکھیں۔

13۔ اپنی طرف سے تنقید وتبصرہ نہ کریں۔

14۔ خیالات اور مطالب اصل عبارت والے ہوں۔

15۔ ہم معنی جملوں اور مترادف الفاظ وتراکیب کو حذف کردیں۔

16۔ قواعد اور زبان کی غلطیاں نہ ہوں ورنہ ساری محنت اکارت جائے گی۔

17۔ عبارت کے الفاظ کی گنتی کی جائے۔ ہر مفرد لفظ مثلاً کا، کے، کی کو ایک گنا جائے گا۔ جب کہ تراکیب (مرکب الفاظ مرکب اضافی، مرکب عطفی) بھی ایک ہی لفظ گنے جائیں گے۔

18۔ صاف لکھنے سے پہلے تین چیزیں دیکھ لی جائیں۔ الفاظ کی گنتی یاد رہے اور ایک تہائی الفاظ میں کمی بیشی کی اس حد تک اجازت ہے کہ سو الفاظ کے اقتباس میں ایک تہائی الفاظ سے تین الفاظ کم یا زیادہ، ڈیڑھ سو الفاظ کے اقتباس کی تلخیص میں پانچ الفاظ کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں جب کہ دو سو الفاظ میں سات الفاظ کم یا زیادہ کی گنجائش ہوتی ہے۔ الفاظ کو کم کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ مرکب لفظ لکھ کر مثلاً غفلت کرنے والا کو "غافل" ترجمہ کرنے والا کو "مترجم" پہنچا ہوا بزرگ کو "خدا رسیدہ" خیرات کرنے والا کو "مخیر" "تصویر بنانے والا کو "مصور" اور عمل کا حسن کو "حُسنِ عمل" لکھ کر مختصر کیا جاسکتا ہے۔ دوسری چیز جملوں میں ربط وتسلسل ہونا چاہیے اور تیسری چیز تلخیص میں تمام اقتباسات کی تمام اہم باتوں کا حوالہ موجود ہو۔

19۔ صاف کرنے کے لیے سوال نمبر، کل الفاظ، تلخیص شدہ الفاظ اور مناسب یا مجوزہ عنوان لکھنے کے بعد تلخیص لکھنی چاہیے۔

20۔ آخر میں تلخیص شدہ عبارت کو ضرور پڑھ لیں تاکہ کوئی اہم نکتہ رہ نہ جائے۔

تلخیص نگاری

نمونۂ تلخیص

بمطابق اُردو قواعد و انشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

نمونۂ تلخیص

(ا)

درختوں کی بہتات ہوا میں موجود آبی بخارات میں اضافے کا باعث بنتی ہے اور بارش کے ذریعے فضائی آلودگی کو کم کرنے میں اہم کردار انجام دیتی ہے۔ اس کے علاوہ درختوں کی وجہ سے زمینی اور صوتی آلودگی بھی کم ہوتی ہے۔ وہ علاقے جہاں سم اور تھور زیادہ ہو، وہاں درخت زمین سے پانی جذب کر کے زیرِ زمین پانی کی مقدار کو کم کر دیتے ہیں۔ اس طرح پانی کی سطح نیچے چلی جاتی ہے اور زمین قابلِ کاشت بن جاتی ہے۔ پھل دار درخت اور پھول دار پودے مناظرِ فطرت کو پرکشش بناتے ہیں۔ سبزہ مال مویشیوں کی خوراک بنتا ہے۔ درختوں کی وجہ سے فرنیچر، ریشم اور گتہ سازی جیسی صنعتیں فروغ پاتی ہیں۔ درخت نہ صرف ہمارے بہترین دوست ہیں، بلکہ ان پر چڑیا اور فاختہ جیسے بے شمار پرندے گھونسلے بناتے، پرورش پاتے اور چہچہاتے ہیں، اس لیے انھیں بلاوجہ ایندھن کی نذر نہیں کرنا چاہیے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: درخت ایک نعمت

تلخیص: درختوں کی پیدا کردہ نمی بارشوں کا سبب بنتی ہے۔ ان کی بہتات زمینی، صوتی اور فضائی آلودگی کو کم کرتی ہے۔ درخت زمین کو زرخیز بناتے اور ماحول کو سجاتے ہیں۔ ان سے لکڑی کی صنعت فروغ پاتی ہے۔ انسانوں اور پرندوں کے یہ دوست ایندھن کی نذر نہیں ہونے چاہییں۔

(۲)

اخلاقی لحاظ سے بلاضرورت کسی کے آگے ہاتھ پھیلانا اور بھیک مانگنا نہایت بُرا فعل ہے۔ ہمارے معاشرے میں آج کل گداگری ایک پیشے کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ ہمارے ملک کے چھوٹے بڑے شہر، قصبے اور دیہات بھی اس کا شکار ہو چکے ہیں۔ مختلف قومی اور مذہبی تہواروں کے موقع پر گداگروں کی قطاریں لگی نظر آتی ہیں۔ گلی محلوں میں بھیک مانگنے والے گداگروں کے انداز بہت عجیب ہوتے ہیں۔ کوئی اونچی آواز میں التجا کرتا ہے تو کوئی دعائیں دیتا ہے اور کوئی مترنم صدائیں دیتا نظر آتا ہے۔ معذور لوگوں کے ساتھ صحت مند مرد و خواتین جگہ جگہ بھیک مانگتے نظر آتے ہیں۔ معروف اور مصروف شاہراہیں ہوں یا چوک چوراہے، بھکاریوں کی طرح طرح کی اداکاری اور انداز ہر کسی کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ آخر ہمارا معاشرہ کس طرف کو جا رہا ہے؟

مناسب یا مجوزہ عنوان: گداگری ایک سماجی مسئلہ

تلخیص: گداگری جیسا برا فعل پیشے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ ہمارے ملک میں ہر تہوار پر ہر جگہ گداگروں کی کثرت نظر آتی ہے۔ گلیوں اور شاہراہوں پر معذوروں کے ساتھ تندرست لوگ بھیک کے لیے ہمہ اقسام صدائیں دیتے اور فکر انگیز اداکاری کرتے نظر آتے ہیں۔

مشقی عبارات

بمطابق اُردو قواعد و انشا
(پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ)

عبارت نمبر 1
(گوجرانوالہ بورڈ ۲۰۰۰)

ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں دو قسم کی قومیں ہیں۔ ایک وہ جس نے اپنے باپ دادا کو درجۂ کمال تک پہنچا ہوا نا قابلِ سہو و خطا سمجھ کر ان کے علوم و فنون اور طریقۂ معاشرت کو کامل سمجھا اور اس کی پیروی پر جمی رہی اور اس کی بہتری اور ترقی پر اور نئی چیزوں کے اخذ و ایجاد پر کچھ کوشش نہیں کی۔ دوسری قوم نے کسی کو کامل نہیں سمجھا اور ہمیشہ ترقی میں نئے نئے علوم و فنون اور طریقۂ معاشرت کے ایجاد میں کوشش کرتی رہی۔ اب دیکھ لو کہ ان دونوں قوموں میں کیا فرق ہے۔ کون ترقی اور کون تنزل کی حالت میں ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ قوموں کی ترقی و تنزلی ۲۔ جامد اور متحرک اقوام
۳۔ قوموں کا عروج و زوال

تلخیص شدہ عبارت: دنیا میں دو قسم کی قومیں ہیں۔ ایک وہ جو اجداد کو کامل سمجھ کر ان کی تقلید کرتی اور ترقی سے محروم رہتی ہیں۔ دوسری وہ جو جدو جہد اور کوشش سے نئی راہیں تلاش کر کے ترقی یافتہ بن جاتی ہیں۔

عبارت نمبر 2
(ڈیرہ غازی خان 2018)

سرسید نے اپنے خیالات کے ظاہر کرنے میں بناوٹ اور تصنع کو کبھی دخل نہیں دیا۔ جس سادگی اور بے تکلفی کے ساتھ ابتدا میں مطلب نگاری شروع کی تھی، غدر کے زمانے تک جو کہ تقریباً بیس برس کا ہوتا ہے، اپنے سیدھے سادے نیچرل اسٹائل (قدرتی اسلوب) میں ہر قسم کی تحریریں کیا کتابیں، کیا مضامین، کیا مقدمات کے فیصلے اور تحریریں برابر لکھتے رہے۔ اس میں بیس سال کی مشق اور مہارت نے جو کہ ایک انداز پر متصل جاری رہی، ضرور ہے کہ ان کے قلم میں ہر مطلب کے ادا کرنے اور پیچیدہ مضمون کے سلجھانے کی ایک غیر معمولی طاقت پیدا کر دی ہوگی۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ سرسید کی سادہ نویسی ۲۔ سرسید کا طرزِ تحریر

تلخیص شدہ عبارت: سرسید نے خیالات کے اظہار کے لیے کبھی تصنع سے کام نہیں لیا۔ وہ بیس سال تک مسلسل اپنے خیالات کو بے تکلفی سے سیدھے سادے انداز اور زبان میں بیان کرتے رہے۔ چناں چہ وہ ہر طرح کے مشکل مطالب ادا کرنے میں ماہر ہو گئے تھے۔

عبارت نمبر 3
(ڈیرہ غازی خان 2017)

انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جس کی فطرت میں آزادی اور خود مختاری رکھی گئی ہے۔ وہ ذی عقل اور ذی شعور ہے۔ اس کو تمام قوائے ظاہری اور باطنی دیے گئے ہیں۔ ان کے استعمال پر جس طرح کہ وہ چاہے قادر ہے۔ تمام کاموں کے شروع کرنے کی سمجھ اور ان کے انجام کی سوچ اُس کو دی گئی ہے تا کہ ہر کام کا آغاز اور انجام سوچ لے۔ اس کی فطرت ایسی ہے کہ اپنے لیے آپ تمام چیزیں مہیا کرنے کے لیے حاجت مند ہے۔ وہ ضروریاتِ زندگی فراہم کر سکتا ہے۔ وہ قدرت رکھتا ہے۔ پس یہ تمام چیزیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پُتلا آپ اپنا مالک رہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ انسان کی خودمختاری

تلخیص شدہ عبارت: انسان فطری طور پر آزاد و خودمختار اور عقل و فہم کا مالک ہے۔ وہ ہر کام کے آغاز اور انجام کی سوجھ بوجھ رکھتا ہے۔ وہ ضروریاتِ زندگی فراہم کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ کی منشا بھی یہی تھی کہ وہ اختیارات کا مالک رہے۔

عبارت نمبر 4 (بہاول پور بورڈ 2011ء)

دنیا میں جب بھی حق پر بُرا وقت آیا، جب بھی جھوٹ اور کذب کے طوفانوں نے حق کو گھیرا، جب بھی ظلمت کی آندھی چڑھی، حق کے دیوانوں نے بڑھ چڑھ کر اس چیلنج کا مقابلہ کیا۔ تعداد کی قلت کے باوجود باطل کی کثرت کے سامنے ڈٹ گئے۔ سربلند سرہو گئے۔ باطل کے ظاہری رعب اور دبدبہ کے باوجود اُن کے پائے استقامت نہیں لڑکھڑائے۔ وہ قطعاً نہیں گھبرائے، وہ جان و مال اور اہل و عیال کی قربانی دینے کے لیے ہمیشہ تیار تھے اور رہے۔ کرب و بلا کی داستان بھی ان ہی جیالوں کے خون سے رنگین ہے۔ بدر و حنین کا معرکہ بھی ان ہی کے ایمان و ایثار کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ دنیا میں باطل آج بھی ذلیل و رسوا ہے اور حق آج بھی سربلند ہے۔ آج بھی حق فاتح ہے اور اس کا ڈنکا بجتا ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ غلبۂ حق ۲۔ مردانِ حق ۳۔ اقبالِ حق

تلخیص شدہ عبارت: حق پر جب بھی آزمائش کا وقت آیا اور باطل نے سر اٹھایا تو حق پرستوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا اور کثرتِ باطل کی پروا نہ کرتے ہوئے اُنھوں نے کسی قربانی سے دریغ نہ کیا۔ کربلا اور بدر و حنین کے واقعات منھ بولتا ثبوت ہیں۔ آج بھی باطل سرنگوں اور حق غالب ہے۔

عبارت نمبر 5 (لاہور بورڈ ۱۹۹۹، ڈیرہ غازی خان 2014ء)

جو اشخاص شہرت کے آسمان پر آفتاب ہو کر چمکے ہیں، اُن کے سوانح کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دن رات اَن تھک محنت کرتے ہیں۔ لیکن وہ نوجوان عموماً سُست اور کاہل ہوتے ہیں جو اپنے زعم میں یہ خیال کرتے ہیں کہ اُن کی ترقی کا سبب اُن کی ذہانت اور ذکاوت تھی، نہ ان کی ذاتی کوشش۔ یہ خوب سمجھ لینا چاہیے کہ جتنا کوئی شخص سُست اور کاہل ہوگا، اتنا ہی اس بات کا قائل ہوگا کہ بڑے بڑے کام صرف ذہین اشخاص ہی کر سکتے ہیں۔ ذہانت کیا ہے؟ انتہا درجے کی کاوش کرنے کی اہلیت کا دوسرا نام۔ کاش ان سُست اور کاہل نوجوانوں کو اِن تکالیف' ان مصائب اور ان ناکامیوں کا علم ہوتا جو بڑے کام کرنے والی ہستیوں کے سدِ راہ ہوتے ہیں تو یقیناً اُن کی ڈھارس بندھ جاتی اور وہ بھی کام کرنے کے لیے کمربستہ ہوجاتے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ سُست لوگ ۲۔ کاوش۔ ذریعۂ کامیابی

تلخیص شدہ عبارت: نامور اشخاص نے مقاصد کے حصول کے لیے انتھک محنت کی۔ سُست نوجوانوں کا یہ خیال غلط ہے کہ نامور حضرات نے ذہانت کی وجہ سے شہرت حاصل کی۔ انتہائی زیادہ کوشش ہی ذہانت ہے۔ اگر ان سست لوگوں کو بڑے کام کرنے والی ہستیوں کی تکلیفوں اور مصیبتوں کا علم ہوتا تو یقیناً یہ بھی کام کرتے۔

عبارت نمبر 6 (لاہور بورڈ ۱۹۹۹، بہاول پور 2014ء)

کسی غیر زبان کو ذریعہ تعلیم بنانا حماقت کے سوا کچھ نہیں۔ جاپان میں جاپانی، چین میں چینی، انگلستان میں انگریزی،

فرانس میں فرانسیسی، جرمنی میں جرمن، غرضیکہ ہر مُلک کے اندر وہی زبان ذریعۂ تعلیم ہے۔ جس کو سب بخوبی سمجھتے ہیں، سوائے پاکستان کے، جہاں سب لوگ سمجھتے تو اُردو ہیں لیکن یہاں ذریعۂ تعلیم انگریزی ہے اور اسی وجہ سے ہمارا معیارِ تعلیم پست ہے۔ تعلیم اُسی زبان میں اچھی طرح دی جا سکتی ہے جس کو طالبِ علم آسانی سے سمجھ سکیں۔ ہمارے یہاں تعلیم اس زبان میں دی جاتی ہے جس کو سمجھنے سمجھانے میں دس سال کا عرصہ لگ جاتا ہے اور پھر کہیں جا کر صحیح معنوں میں علم سیکھنے کا آغاز ہوتا ہے۔ ہمارے زوال و پستی اور نالائقی کا واحد سبب یہی ہے کہ ہم نے اُردو کو ذریعۂ تعلیم نہیں بنایا اور ہم اپنا قیمتی وقت علوم سیکھنے کی بجائے انگریزی سیکھنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ اردو۔ ذریعۂ تعلیم ۲۔ ہمارے معیارِ تعلیم کی پستی

تلخیص شدہ عبارت: پاکستان کے علاوہ دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک میں ان کی اپنی زبان ہی ذریعۂ تعلیم ہے۔ جاپان میں جاپانی، چین میں چینی اور فرانس میں فرانسیسی ذریعہ تعلیم ہے۔ اسی طرح ہمیں اُردو کو ذریعۂ تعلیم بنانا چاہیے۔ پاکستان میں طلبہ دس برس انگریزی کو سمجھنے میں ضائع کر دیتے ہیں۔ قیمتی علوم کے حصول کا وقت انگریزی کو سمجھنے میں صرف کرنا ہمارے زوال کا سبب ہے۔

عبارت نمبر 7 (آزاد کشمیر بورڈ 2000)

تعلیمی پستی کے یوں تو بہت سے اسباب ہیں اور اُن کی تفصیل کے لئے دفتر درکار ہے۔ لیکن میرے خیال میں گرتے ہوئے معیارِ تعلیم کا بنیادی سبب اور اصل وجہ تعلیم کے لئے مثبت منصوبہ بندی کا فقدان ہے۔ سستی شہرت اور نام نہاد نعرۂ ترقی نے رہی سہی کسر بھی پوری کر دی ہے۔ نام نہاد ماہرین نے تعلیم کو عام کرنے کا نعرہ لگایا تو ہر تحصیل اور قصبہ میں ایک ایک کالج منصۂ شہود پر آیا۔ یہ کالج اپنی قسمت کو رو رہے ہیں اور نونہالانِ قوم بھی مفت میں اپنی جان کھو رہے ہیں۔ کالج تو ہر تحصیل میں موجود ہے مگر عمارت سے محروم، عمارت ہے تو کہیں اساتذہ کی کمی اور عدم توجہی اپنا کردار ادا کر رہی ہے۔ اساتذہ ہیں کہ رہائش کے مسئلہ سے دوچار در بدر مارے مارے پھرتے ہیں۔ عوام اتنے بے حس ہو چکے ہیں کہ ان کا تعاون نہ ہونے کے برابر ہے۔ جب تک کالج تدریسی عمارت' تجربہ گاہ' کالج ہال اور ہاسٹل سے محروم اور پرنسپل اور سٹاف رہائش کے مسئلوں سے دوچار رہیں گے معیارِ تعلیم گرتا ہی چلا جائے گا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ تعلیمی پستی کے اسباب ۲۔ تعلیمی پستی کی وجوہات

تلخیص شدہ عبارت: پست معیارِ تعلیم کی کئی وجوہات ہیں۔ سب سے بڑی وجہ ناقص منصوبہ بندی ہے۔ نام نہاد ترقی پسندی کے سبب ہر تحصیل اور قصبہ میں کالج تو کھل گیا۔ لیکن کالج بے شمار مسائل سے دوچار ہیں مثلاً عمارات کا فقدان، اساتذہ کی کمی، رہائش کے مسائل، تجربہ گاہ، ہال اور ہاسٹل سے محرومی وغیرہ۔ مذکورہ مسائل کے سبب نوجوان نسل کا نقصان ہو رہا ہے اور تعلیمی معیار بھی گرتا رہے گا۔

عبارت نمبر 8

انسان کے اردگرد کا ماحول اس کی فطرت کی عکاسی کرتا ہے۔ صحت مند انسانوں سے صحت مند معاشرے جنم لیتے ہیں۔ صحت کی قیمت پر کوئی بھی ترقی خوش آیند نہیں ہوا کرتی۔ انسان دوستی اور پائیدار معاشرے کے شفاف تصور کے لیے ہر شخص کو، جہاں تک اس کی دسترس ہے، اپنا فرض ادا کرنا ہوگا۔ چناں چہ ہم پر لازم آتا ہے کہ ہم اپنی ضرورتیں اس طرح پوری کریں جن سے وسائل پر کم سے کم بوجھ پڑے۔ یہ نہ ہو کہ ہمارے آج کے آرام و آسائش کا خمیازہ ہماری آنے والی نسلوں کو بھگتنا پڑے۔ اس کی ابتدا کا پہلا، آسان اور سب سے مناسب راستہ یہ ہے کہ ہم ماحولیات کے بنیادی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے، پانی، توانائی اور باقی چیزوں کو کفایت سے استعمال کریں۔ اگر ماحول کی تبدیلی موجودہ رفتار سے جاری رہی تو زیادہ امکان یہی ہے کہ آنے والی نسلوں کے لیے تباہ و برباد شدہ ماحولیاتی نظام ہی باقی رہ جائے گا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ ماحولیاتی نظام کا تحفظ ۲۔ صحت منداور پائیدار معاشرے کا قیام

تلخیص شدہ عبارت: ماحول انسان کی فطرت کا عکاس ہے۔صحت منداور پائیدار معاشرے کے قیام کے لیے ہمیں اپنے قدرتی وسائل جیسے: پانی،توانائی اور دیگر چیزوں کو کفایت شعاری سے استعمال کرنا ہوگا۔تا کہ ماحولیاتی نظام متوازن رہ سکے۔

عبارت نمبر 9

قدرت نے نواب محسن الملک کو بہت سی خوبیاں عطا کی تھیں۔وجاہت،ذہانت،خوش بیانی اور فیاضی ان کی ایک امتیازی ممتاز صفات تھیں کہ ایک راہ چلتا بھی چند منٹ کی بات چیت میں معلوم کر لیتا تھا۔خطاب یا نام اٹکل سے رکھ دیے جاتے ہیں۔ان کی خصوصیات کا ان میں مطلق لحاظ نہیں ہوتا۔نام رکھتے وقت تو ممکن ہی نہیں۔عطائے خطاب کے وقت بھی اس کا لحاظ نہیں کیا جاتا لیکن محسن الملک کا خطاب ان کے لیے بہت ہی موزوں نکلا۔ان میں پارس پتھر کی خاصیت تھی۔کوئی ہو کہیں کا ہو،اُن سے چھو گیا اور کندن کا ہوا نہیں۔اگر کسی نے سلام بھی کر لیا تو ان پر اس کا بار رہتا تھا اور جب تک اس کا معاوضہ نہ کر لیتے،انھیں چین نہ آتا یہاں تک کہ وہ اپنے دشمن کو بھی نہ بھولتے تھے اور یہ میں ذاتی علم سے کہتا ہوں کہ وہ بھی ان کے زیر بارِ منت تھے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ محسن الملک کی خوبیاں ۲۔ محسن الملک کی شخصیت

تلخیص شدہ عبارت: نواب محسن الملک وجاہت،ذہانت،خوش بیانی اور فیاضی جیسی صفات سے مالا مال تھے۔ خطاب یا نام اٹکل سے رکھے جاتے ہیں،لیکن محسن الملک کا خطاب ان کے لیے نہایت موزوں تھا۔صرف دوست ہی نہیں دشمن بھی آپ کے زیرِ بارِ منت تھے۔

عبارت نمبر 10 (گوجرانوالہ بورڈ ۲۰۰۰)

زبان کا صحیح استعمال اور محاوروں کے برتنے کا سلیقہ ان کا خاندانی وصف ہے جو اپنی پوری رچاوٹ اور ایک نئے انداز کے ساتھ ان کی نثر میں آ گیا ہے۔شاہد احمد دہلوی کی نثر میں دلی کا وہ سارا بانکپن موجود ہے جو ہمیں الگ الگ ڈپٹی نذیر احمد اور محمد حسین آزاد کے ہاں ملتا ہے۔آزاد کی نثر میں استعاروں کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔وہ ایک بات کو کئی کئی استعاروں کے ذریعے ادا کرتے ہیں اور ان کی عبارت رنگین اور تخیل کے زور سے شوخ اور شگفتہ ہو جاتی ہے۔نذیر احمد محاوروں کو خوب خوب استعمال کرتے ہیں۔شاہد کے ہاں نہ استعاروں کی کثرت ہے نہ محاوروں کی لیکن اس کے باوجود ان دونوں صاحبِ طرز ادیبوں کی نثر کے امکانات جس نقطے پر ملتے ہیں وہاں سے شاہد احمد کی نثر پیدا ہوتی ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ شاہد احمد دہلوی کی نثر

تلخیص شدہ عبارت: زبان اور محاوروں کا صحیح استعمال ان کی خاندانی خوبی ہے۔آزاد کی نثر شوخ،شگفتہ،پُرتخیل اور استعاروں سے بھرپور ہے۔نذیر احمد محاوروں میں کمال رکھتے ہیں۔شاہد کی نثر ان دونوں ادیبوں کی نثر کا حسین امتزاج ہے۔

اضافی اہم حل شدہ عبارتیں

بمطابق سابقہ بورڈ پیپرز

عبارت نمبر 11 (بہاول پور بورڈ ۲۰۰۷ء۔گوجرانوالہ بورڈ ۲۰۰۰ء)

ایک شخص رات کے اندھیرے میں پہاڑ کی چوٹی سے گرا۔گرتے گرتے اس نے درخت کی شاخ پکڑ لی۔وہ شاخ کو بڑی دیر تک اس خوف سے تھامے رہا کہ اگر شاخ چھوٹ گئی تو گر کر مر جاؤں گا۔آخر بڑی دیر بعد اس نے زندگی سے مایوس ہو کر شاخ چھوڑ دی۔مگر خوش قسمتی سے زمین قریب تھی۔اسے کچھ نہ ہوا۔یوں ہی ایک بے بنیاد خوف اس کے دل میں بیٹھا ہوا تھا۔

رف عمل:

اہم نکات:
ا۔ ایک شخص نے پہاڑ سے گرتے ہوئے درخت کی شاخ پکڑ لی۔
۲۔ موت کے خوف سے نہ چھوڑی۔
۳۔ مایوس ہو کر چھوڑ دی۔
۴۔ خوش قسمتی سے زمین قریب تھی اس لیے اُسے کچھ نہ ہوا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ بے بنیاد خوف ۲۔ خوش نصیبی

تلخیص شدہ عبارت: ایک شخص نے پہاڑ سے گرتے ہوئے شاخ پکڑ لی۔موت کے خوف سے نہ چھوڑی۔مایوس ہو کر چھوڑ دی۔خوش قسمتی سے زمین قریب تھی،اُسے کچھ نہ ہوا۔

عبارت نمبر 12

نوجوان سمجھتا ہے کہ حقیقی بامسرت زندگی بعد میں آئے گی جوانی کے گزر جانے پر وہ سوچتا ہے کہ یہ تو پہلے حاصل تھی۔جب آدمی ایک جگہ ہو تو وہ کہتا ہے کہ یہ ہندوستان یا یورپ میں ہوگی۔وہاں پہنچتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ یہ تو وطن واپس چلی گئی ہے اور وہیں ہماری منتظر ہے۔بامسرت زندگی کی تلاش کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو تتلیاں اکٹھی کرتا ہے۔تتلی کو اڑتے ہوئے دیکھا جائے تو کیسی خوش نما لگتی ہے لیکن جوں ہی اسے پکڑا جائے اس کے پر انگلیوں پر مسلے جاتے ہیں اور رنگ غائب ہو جاتے ہیں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ بامسرت زندگی کا متلاشی ۲۔ حقیقی بامسرت زندگی

تلخیص شدہ عبارت: جوانی کے دن گزر جانے کے بعد نوجوان ان دنوں کو اصل مسرت سمجھتا ہے۔بامسرت زندگی کا متلاشی تتلیاں اکٹھی کرنے والے کی مانند ہوتا ہے۔تتلی دیکھنے کو خوش نما اور پکڑنے پر انگلیوں پر اس کے پر مسلے جاتے ہیں اور رنگ غائب ہو جاتے ہیں۔

عبارت نمبر 13

عشق کا ایک اور خاصہ پیہم آرزو ہے۔اقبالؒ کا عشق کا تصور ہمارے دوسرے شعرا کے نام نہاد رسمی عشق سے بالکل مختلف ہے۔اس کے ہاں وہ زندگی کا ایک زبردست محرکِ عمل ہے۔اقبالؒ عشق سے تسخیرِ فطرت کا کام بھی لیتا ہے اور اس کے ذریعے اپنے دل کو کائنات کے ساتھ متحد کرتا ہے۔اسی کی بدولت انسان کی نظر اتنی بلند ہو جاتی ہے اور وہ اپنی ہمتِ مردانہ کے سامنے جبرائیل کو صید زبوں سمجھنے لگتا ہے اور اپنے وجدان کے کسی کمند سے ذات یزداں پر قابو پانے کے منصوبے سوچتا ہے یہ ایک وجدانی کیفیت ہے جس کا خاصہ مستی،انہماک اور جذب کُل ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ اقبال کا تصورِ عشق

تلخیص شدہ عبارت: اقبالؒ کا تصورِ عشق دوسرے شعرا کے عام عشق سے مختلف ہے۔ اقبالؒ کے ہاں تسخیرِ فطرت کا نام عشق ہے۔ اسی عشق کی بدولت جبرائیل انسان کے سامنے صیدِ زبوں ہے۔ مستی، انہماک اور جذبِ کل خاصۂ عشق ہے۔

عبارت نمبر 14 (ساہی وال بورڈ 2017)

حضرت اقبالؒ اخلاق کا ایک عمدہ نمونہ تھے۔ خلیق اور ملن سار تھے۔ ہم نے کبھی آپ کو غصہ کرتے نہیں دیکھا۔ کوئی ناگواری ہوئی تو آپ ضبط کرتے۔ تحمل اور ضبطِ نفس بغایت تھا۔ عزم، حوصلہ، ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے مالک تھے۔ جس کام کی نیت فرماتے، اس کو تکمیل تک پہنچائے بغیر نہ رہتے۔ جھوٹ سے انتہائی نفرت تھی۔ صداقت اور حق گوئی کو پسند کرتے تھے اور خود بھی کبھی راہِ حق اور جادہ حق سے عدول نہ کیا۔ تسلیم و رضا کا مجسمہ نظر آتے تھے۔ تکبر، ریا، جاہ پسندی اور ہوس دنیا نام کو بھی آپ میں نہ تھی۔ تواضع و انکسار آپ کی خو تھی اور نمود و نمائش سے گریز کرتے تھے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ علامہ اقبال کی عادات ۲۔ اقبال اخلاق کا ایک عمدہ نمونہ

تلخیص شدہ عبارت: علامہ اقبالؒ خلیق و ملن سار، ثابت قدم اور مستقل مزاج انسان تھے۔ جھوٹ سے متنفر اور حق و صداقت کو پسند کرتے تھے۔ تکبر، ریا، جاہ پسندی، ہوس سے مبرّا اور منکسر المزاج تھے۔

عبارت نمبر 15 (گوجرانوالہ بورڈ ۲۰۰۰ فیصل آباد بورڈ ۲۰۱۳ء)

غصے پر قابو پانے اور بدلہ لینے کی طاقت رکھتے ہوئے بھی دوسروں کی غلطیوں سے درگزر کرنا ہی تحمل اور بُردباری کا جوہر ہے۔ بعض اوقات انسان دوسروں کی غلطیوں پر آپے سے باہر ہو جاتا ہے حالاں کہ وہ خود بھی ان ہی غلطیوں کا مرتکب ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں اگر غور و فکر سے کام لے اور تحمل و بردباری کو کام میں لائے تو اس کے حق میں بہتر ہو۔ دنیا میں آئے دن جو قتل و غارت، فتنہ و فساد رونما ہوتے رہتے ہیں سب کا سبب زیادہ تر یہی اشتعال ہے کہ نہایت معمولی بات پر انتقامی کارروائی کر بیٹھتا ہے۔ جس پر بعد میں اسے پریشانی بلکہ پشیمانی بھی ہوتی ہے۔ اس طرح محض حلم و بردباری کو چھوڑ دینے کے باعث انتقام در انتقام کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ بے شمار جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ مقدمات کے چکر چلتے ہیں اور دولت کا ضیاع ہوتا ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ تحمل و بردباری

تلخیص شدہ عبارت: غصے پر قابو پانا اور درگزر کرنا تحمل کہلاتا ہے۔ معمولی سی بات پر مشتعل ہو کر انسان قتل و غارت پر اُتر آتا ہے۔ یوں حلم و بردباری کو چھوڑ کر انتقام پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح دولت اور جانیں ضائع ہوتی ہیں اور مقدمات الگ چلتے ہیں۔

عبارت نمبر 16 (لاہور بورڈ ۲۰۰۰)

نصابوں میں علاقائی شخصیتوں کو اس طرح پیش کرنا چاہیے کہ ان کو پورے پاکستان کے لوگ اپنی عظمتوں کی فہرست میں شامل کریں۔ خوش حال خاں خٹک صرف پشتونوں کے ہی کیوں ہیرو ٹھہرائے جائیں؟ کیوں نہ پورا پاکستان ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھے۔ زبان کا مسئلہ اسی طرح سوچا جا سکتا ہے۔ مقامی زبانوں کے باوجود مرکزی قومی زبان کے تحفظ اور فروغ کو تمام علاقوں کے لوگ اپنا فریضہ خاص خیال کریں۔ اُردو زبان ڈیڑھ سو سال تک دورِ غلامی میں مسلمانانِ ہند کی وحدت کا نشان رہی ہے۔ اس کے لیے اجتماعی پیمانے پر بڑی بڑی لڑائیاں لڑی گئیں۔ یہ قومی تحریکوں کی ترجمان رہی ہے۔ اس میں اجتماعی احساسات بھرپور طریقے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ بڑا ستم ہوگا کہ اگر علاقائی تعصب میں آ کر ہم وحدت کے اس نشان کو ضائع کریں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ اردو، وحدت کی علامت ۲۔ تحفظِ اُردو، ہمارا قومی فریضہ
۳۔ علاقائی تعصب اور نصاب سازی

تلخیص شدہ عبارت:

علاقائی شخصیات کو نصاب میں اس طرح پیش کیا جائے کہ پورے پاکستان کے لوگ ان کی عظمت کا اعتراف کریں۔ خوش حال خاں خٹک پورے پاکستان کے ہیرو ہونے چاہییں۔ سب لوگ مقامی زبان کے ساتھ ساتھ قومی زبان کے تحفظ و فروغ کو فریضہ خیال کریں۔ اُردو زبان دورِ غلامی کی وحدت کی علامت، قومی تحریکوں کی ترجمان اور اجتماعی احساسات کی مظہر ہے۔ علاقائی تعصب کی وجہ سے ہمیں وحدت کے اس نشان کو ضائع نہیں کرنا چاہیے۔

عبارت نمبر 17 (لاہور بورڈ ۲۰۰۸)

میری دل سوزی اپنے ہم مذہب بھائیوں کے ساتھ اس وجہ سے ہے کہ میری دانست میں ہم مسلمانوں میں بہت سی رسمیں جو حقیقت میں بری ہیں مروج ہوگئی ہیں۔ ان میں سے ہزاروں ہمارے پاک مذہب اور انسانیت دونوں کے خلاف اور تہذیب و شائستگی کے بھی برعکس ہیں۔ اس لیے میں ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم لوگ تعصب، ضد اور نفاسنیت کو چھوڑ کر ان بری رسموں اور بدعتوں کو ترک کرنے پر مائل ہوں اور جیسا کہ ہمارا مذہب پاک، روشن اور ہزاروں حکمتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اسی طرح اپنی معاشرت اور تمدن کو بھی ہم عمدہ اور پاک صاف کریں اور جو کچھ نقصانات اس میں ہیں خواہ وہ کسی وجہ سے ہوں ان کو دور کریں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ بری رسوم کی مذمت ۲۔ مسلمانوں میں رائج بری رسمیں

تلخیص شدہ عبارت: مسلمانوں میں کئی بُری رسوم جو اسلام و انسانیت دونوں کے خلاف ہیں مروج ہیں۔ ہمارا مذہب پاک روشن اور حکمتوں سے معمور ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی معاشرت اور تمدن کو عمدہ اور پاک کریں۔

عبارت نمبر 18 (لاہور بورڈ 2017,2000)

لوگ وقت کی قدر و قیمت نہیں پہچانتے۔ انھیں اندازہ ہی نہیں ہے کہ انسان کے ہاتھ میں اصل دولت وقت ہی ہے۔ جس نے وقت کو ضائع کر دیا اس نے سب کچھ ضائع کر دیا۔ قدرت نے انسان کے ہر لحہ زندگی کے ساتھ ایک اہم فرض باندھ رکھا ہے جس کی ادائیگی میں اس کی زندگی کی ساری عظمتیں پوشیدہ ہیں۔ اگر وہ اپنی زندگی کے کسی لحہ میں فرض کو پہچاننے یا ادا کرنے میں کوتاہی کر جائے جو اسی لمحے کے لیے مخصوص ہے تو اس فرض کا وقت زندگی میں کبھی نہیں آتا کیوں کہ اس کے بعد اس کی زندگی کے جو لمحات بھی میسر آتے ہیں وہ اپنے فرائض اور ذمہ داریاں ساتھ لاتے ہیں اس وجہ سے جو فرض رہ گیا سو رہ گیا۔ اگر اس کو اس کے اصلی وقت کے بعد پورا کرنے کی کوشش کی گئی تو وہ بغیر اس کے ممکن نہیں کہ اس کے مساوی یا اس سے بھی زیادہ کسی دوسرے اہم فرض کو اس کی خاطر نظر انداز کیا جائے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ وقت کی اہمیت ۲۔ وقت کی قدر ۳۔ فرض کی بروقت ادائیگی

تلخیص شدہ عبارت: اصل دولت وقت کو لوگ نہیں پہچانتے۔ کسی اہم فرض کی ادائیگی کے لیے ایک خاص لحہ مخصوص ہوتا ہے، جو پھر کبھی لوٹ کر نہیں آتا۔ ہر لحہ اپنے ساتھ کوئی اہم ذمہ داری لاتا ہے۔ مقررہ وقت کے بعد ادا کردہ فریضہ کسی دوسرے اہم فرض کو متاثر کرے گا۔

عبارت نمبر 19 (لاہور بورڈ ۲۰۰۰)

اس دنیا میں انسان کی ساری آزمائش صرف اس بات کی ہے کہ وہ حقیقت کو دیکھے بغیر مانتا ہے یا نہیں، اور ماننے کے بعد اتنی اخلاقی طاقت رکھتا ہے یا نہیں کہ نافرمانی کا اختیار رکھنے کے باوجود فرماں برداری اختیار کرے۔ چناں چہ اللہ تعالیٰ نے انبیا کرام کی بعثت میں کتابوں کی تنزیل میں حتیٰ کہ معجزات تک میں عقل کے امتحان اور اخلاقی قوت کی آزمائش کا ضرور لحاظ رکھا ہے اور کبھی حقیقت کو اس طرح بے پردہ نہیں کر دیا ہے کہ آدمی کے لیے ماننے بغیر چارہ نہ رہے کیوں کہ اس کے بعد تو آزمائش بالکل بے معنی ہو جاتی ہے اور امتحان میں کامیابی و ناکامی کا کوئی مفہوم ہی باقی نہیں رہتا۔ اسی بنا پر یہاں فرمایا جا رہا ہے کہ اس وقت کا انتظار کرو جب اللہ تعالیٰ اور اس کی سلطنت کے کارکن فرشتے خود سامنے آ جائیں کیوں کہ پھر تو فیصلہ ہی کر ڈالا جائے گا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ انسانی عقل اور اخلاقی قوت کی آزمائش ۲۔ آزمائشِ انسانی

تلخیص شدہ عبارت: دنیا میں انسان کی آزمائش اس بات کی ہے کہ وہ نافرمانی کا اختیار رکھنے کے باوجود فرماں برداری اختیار کرے۔ بعثتِ انبیا، آسمانی کتب اور معجزات کے ضمن میں اللہ نے آزمائش کا امتحان رکھا ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حقیقتوں کو صاف ظاہر نہیں کیا اور اس روز کا منتظر رہنے کو کہا گیا ہے، جب خدا اور فرشتے فیصلے کے لیے خود سامنے آئیں گے۔

عبارت نمبر 20

(لاہور بورڈ ۲۰۰۱، سرگودھا بورڈ ۲۰۱۷ء)

آج دنیا بھر میں زبان، نسل اور رنگ کے اختلافات نے فساد برپا کر رکھا ہے۔ ان بے معنی اور فتنہ انگیز امتیازات کی وجہ سے انسانی دنیا باہم برسرِ جنگ گروہوں میں تقسیم ہو چکی ہے لیکن اس کے برعکس اسلام ایک ایسا دینِ فطرت ہے، جس میں ان اختلافات کا کوئی تصور موجود نہیں، وہ تمام انسانوں کو اولادِ آدم ہی کی حیثیت سے دیکھتا ہے اور ایک کلمۂ توحید پر جمع ہونے کی دعوت دیتا ہے۔ اس دینِ برحق کا تقاضا ہے کہ کم از کم اس کے ماننے والے آپس میں اس طرح متحد و مربوط ہوں کہ اگر زمین کے ایک کونے پر بسنے والے کسی مسلمان کو کوئی گزند پہنچے تو اس کا درد روئے زمین کے تمام مسلمان محسوس کریں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ اسلام دینِ فطرت ہے ۲۔ اسلام، اتحاد کا ضامن ۳۔ ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے

تلخیص شدہ عبارت: زبان، نسل اور رنگ کے بے معنی امتیازات کی وجہ سے آج دنیا برسرِ پیکار ہے۔ اسلام ان تمام اختلافات کو مٹانے اور بنی آدم کو ایک کلمہ پر متحد ہونے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام دنیا کے تمام مسلمانوں کو متحد رہنے اور ایک دوسرے کے دُکھ میں شریک ہونے کا درس دیتا ہے۔

عبارت نمبر 21

نظامِ کائنات پر غور کریں تو ہر چیز میں ایک ترتیب و آہنگ، سلیقہ اور پابندی موجود ہے۔ سورج وقت پر طلوع اور وقت پر غروب ہوتا ہے۔ موسم وقت پر آتے اور بدلتے ہیں۔ درخت وقت پر پھل دیتے ہیں۔ فصلیں وقت پر اُگتی اور کٹتی ہیں۔ مرغانِ سحر کے چہچہے وقت کے پابند ہیں۔ چاند وقت پر نکلتا اور کرنیں بکھیرتا ہے لیکن افسوس انسان وقت کی قدر کرنا نہیں جانتا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ وقت کی پابندی ۲۔ نظامِ کائنات پہ ایک نظرِ غائر ۳۔ ایک نظر نظامِ کائنات پر

تلخیص شدہ عبارت: کائنات کی ہر شے میں ترتیب و سلیقہ موجود ہے۔ سورج، موسم، درخت، فصلیں، مرغانِ سحر اور چاند تمام کا نظام پابندِ وقت ہے۔ مگر افسوس کہ انسان وقت کی قدر نہیں کرتا۔

عبارت نمبر 22

دنیا میں دوسری تبدیلیوں کی طرح ادب میں تبدیلی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ تبدیلی اگر مثبت ہو تو زندگی کے لیے صحت بخش ہوتی ہے۔ ایسی تبدیلی نہ صرف ماضی سے اپنا رشتہ برقرار رکھتی ہے بلکہ زندگی کی ابدی سچائیوں سے ہم آہنگ کر دیتی ہے اور یوں ارتقائی عمل اپنے فطری انداز میں جاری رہتا ہے لیکن تبدیلی اگر منفی سمت میں ہو تو یہ نہ صرف ذہنوں میں منفی رجحانات کا زہر بھر دیتی ہے بلکہ خود زبان و ادب کی فطری ترقی کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے۔ اس تبدیلی سے معاشرہ میں تضادات کی فصل اُگ آتی ہے اور ایک ایسی کشمکش جنم لیتی ہے جو بجائے ترقی کے قوم کو تنزلی کی طرف لے جاتی ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ ادب میں ارتقائی عمل ۲۔ ادب میں مثبت اور منفی تبدیلیاں

تلخیص شدہ عبارت: دنیا میں دوسری تبدیلیوں کی طرح ادب میں تبدیلی کے دو پہلو ہوتے ہیں۔ مثبت تبدیلی ماضی سے رشتہ برقرار رکھنے اور زندگی کی ابدی سچائیوں سے ہم آہنگ کرنے کا ذریعہ بنتی ہے۔ جب کہ منفی تبدیلی ذہنوں میں منفی رُجحانات پیدا کرنے اور تنزلی کا باعث ہوتی ہے۔

عبارت نمبر 23

اگرچہ شاعری کو ابتداً سوسائٹی کا مذاق فاسد بگاڑتا ہے مگر جب شاعری بگڑ جاتی ہے تو اس کی زہریلی ہوا سوسائٹی کو بھی نہایت سخت نقصان پہنچاتی ہے۔ جب جھوٹی شاعری کا رواج تمام قوم میں ہو جاتا ہے تو جھوٹ اور مبالغے سے سب کے کان مانوس ہو جاتے ہیں۔ جس کے شعر میں سب سے زیادہ جھوٹ یا نہایت مبالغہ ہوتا ہے اس کی شاعری کو زیادہ داد ملتی ہے۔ وہ اور زیادہ مبالغہ اور غلو کرتا ہے تاکہ زیادہ داد ملے۔ ادھر اس کی طبیعت راستی سے دور ہو جاتی ہے۔ جھوٹ اور بے سروپا باتیں وزن و قافیہ کے دل کش پیرائے میں سنتے سنتے سوسائٹی کے مزاج میں زہر گھلتا جاتا ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ جھوٹی اور مبالغہ آمیز شاعری ۲۔ جھوٹی شاعری زہرِ قاتل

تلخیص شدہ عبارت: شاعری کو سوسائٹی کا مذاق فاسد بگاڑ دیتا ہے۔ جب جھوٹی شاعری قوم میں مروج ہو جاتی ہے تو سب کے کان مبالغے اور جھوٹ سے مانوس ہو جاتے ہیں۔ رفتہ رفتہ جھوٹی اور بے سروپا باتیں سوسائٹی کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچاتی ہیں۔

عبارت نمبر 24

سفیان ثوری اور ہارون الرشید بچپن کے دوست تھے۔ جب ہارون الرشید خلیفہ بنا تو رفتہ رفتہ سفیان نے شاہی دربار سے کنارا کر لیا۔ ہارون نے سفیان کو لکھا کہ آپ کی جدائی ہمیں ناگوار گزر رہی ہے، جلد تشریف لائیے۔ سفیان نے جواب میں لکھا "مجھے معلوم ہوا کہ تم شاہانہ شان و شوکت سے رہتے ہو، یعنی بیت المال سے خیانت کرتے ہو۔ تمھارے عمال کی اکثریت شرابی ہے۔ یہ خود چوری کرتے ہیں مگر دوسروں کے ہاتھ کاٹتے ہیں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تمھارے ہاں آ کر یہ سب مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھوں اور قیامت کے دن تیری مشکیں بندھی ہوئی ہوں گی، تو آگے آگے ہوگا اور تیرے عمال پیچھے پیچھے۔ اللہ تمھیں ہدایت کرے، آیندہ مجھے خط نہ لکھنا"۔ اس خط کو پڑھ کر خلیفہ پہروں روتا رہا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ سفیان ثوریؒ کی بے باکی ۲۔ سفیان ثوری اور ہارون الرشید

تلخیص شدہ عبارت: خلیفہ ہارون کا دوست سفیان دربار سے کنارا کش ہو گیا۔ خلیفہ نے خط لکھا تو سفیان نے کہا کہ تم خائن ہو اور تمھارے عمال (حاکم، گورنر) چور اور شرابی ہیں۔ بروزِ قیامت تمھاری مشکیں بندھی ہوں گی۔ اللہ تمھیں ہدایت عنایت کرے۔ خط کو پڑھ کر ہارون روتا رہا۔

عبارت نمبر 25

آج کل پاکستان جن حالات سے دوچار ہے وہ ہم سب کے لیے دعوتِ فکر ہے کہ پاکستان کو ان مشکلات و مصائب سے کس طرح اور کیسے چھٹکارا حاصل ہو سکتا ہے۔ پاکستان جو ابھی ترقی کی راہ پر گامزن ہو رہا ہے، بے شمار سیاسی، سماجی اور اقتصادی مسائل سے دوچار ہے۔ خاص طور سے اب جب کہ ہمارا ایک بازو یعنی مشرقی پاکستان جو چند افراد کی غلطیوں اور ذاتی مفاد پرستی کی وجہ سے ہم سے علیحدہ ہو چکا ہے اور جہاں ساری قوم کو شرمندگی و ندامت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ محبِ وطن عوام کو یہ دکھ سہنا پڑا وہاں بہت سے ایسے پیچیدہ مسائل اور بہت سی مشکلات نے ہمیں گھیر لیا جو اسے ترقی کی راہ پر لے جانے کی بجائے دوبارہ پستی کی طرف لے جانے لگے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ پاکستان کی مشکلات

تلخیص شدہ عبارت: آج پاکستان مشکلات و مسائل سے دوچار ہے۔ پاکستان ابھی ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے۔ مشرقی پاکستان چند افراد کی غلطیوں کی وجہ سے ہم سے جُدا ہو چکا ہے۔ ہمارے لیے یہ باعثِ ندامت ہے۔ اب ہمیں ایسے مسائل کا سامنا ہے جو بجائے ترقی کے تنزلی کا باعث ہیں۔

عبارت نمبر 26

تحریک آزادیٔ وطن بہت پرانی ہے۔ آزادی کے حصول کی جدوجہد کئی سو سالوں پر پھیلی ہوئی ہے۔ آزادی کے متوالوں اور حریت دوست جیالوں نے اپنے خون سے اس داستان کو رنگین کر دیا، اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا، اپنے اموال اور مال ومنال کو بے دریغ راہِ آزادی میں لٹایا۔ سچ تو یہ ہے کہ آنے والی نسلوں نے ان ہی کی بے پناہ قربانیوں کا ثمر پایا ہے۔ آزادی کی نعمتوں سے فیض یاب ہو کر اپنے جلیل القدر اسلاف کے حق میں دعائے خیر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلتی ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ حصول آزادی کے لیے قربانیاں ۲۔ تحریکِ آزادی

تلخیص شدہ عبارت: برسوں پر محیط تحریکِ آزادی کے جیالوں نے اپنی جان و اموال کے نذرانے پیش کیے تھے۔ تاکہ آئندہ نسلیں ان کی قربانیوں سے فیض یاب ہو سکیں۔ اپنے اسلاف کے لیے دل سے پرخلوص دعا نکلتی ہے۔

عبارت نمبر 27

موجودہ زمانہ تو روحانیت کے اعتبار سے بالکل تہی دست ہے۔ اسی واسطے اخلاص، محبت و مروت و یک جہتی کا نام و نشان نہیں رہا۔ آدمی، آدمی کا خون پینے والا اور قوم، قوم کی دشمن ہے۔ یہ زمانہ انتہائی تاریکی کا ہے۔ لیکن تاریکی کا انجام سفید ہے۔ کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ جلد اپنا فضل کرے اور بنی نوع انسان کو پھر ایک دفعہ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم عطا کرے۔ بغیر کسی بڑی شخصیت کے اس بدنصیب دنیا کی نجات نظر نہیں آتی۔ زیادہ عرض کیا کروں؟

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ روحانیت کا فقدان ۲۔ انسانی نفسانفسی ۳۔ آدمی آدمی کا دشمن

تلخیص شدہ عبارت: موجودہ دور میں روحانیت کے فقدان کی وجہ سے اخلاق و مروت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ نفسانفسی کا عالم ہے۔ اللہ اپنے فضل سے بنی نوع انسان کو نورِ محمدی ﷺ عطا کرے ورنہ اس کے بغیر اس بدنصیب دنیا کی نجات ناممکن ہے۔

عبارت نمبر 28

کوئی شخص تن تنہا زندگی نہیں گزار سکتا۔ زندگی کو ہنسی خوشی گزارنے، دشمنوں سے خود کو محفوظ رکھنے اور اپنی ذہنی و دنیوی وسائل کو بروئے کار لانے کے لیے دوسروں کے تعاون کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔ بنی نوع انسان کی ابتدائی تاریخ سے لے کر اب تک ہم دیکھتے ہیں کہ وحشی سے وحشی انسانوں میں بھی ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنے اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا جذبہ موجود ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ معاشرہ کی اہمیت ۲۔ امدادِ باہمی

تلخیص شدہ عبارت: کوئی شخص تنہائی میں زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ خوش حال زندگی اور دشمن سے حفاظت کے لیے دوسروں کی مدد کی اشد ضرورت ہے۔ وحشی سے وحشی انسان میں بھی مل جل کر رہنے اور مدد کرنے کا جذبہ ہوتا ہے۔

عبارت نمبر 29

(ملتان بورڈ ۲۰۰۰)

انسان اللہ تعالیٰ کا وہ شاہ کار ہے جس کی تعریف خود خالق دو جہاں نے فرمائی ہے اس میں ایسی صلاحیتیں ہیں جو ناممکنات کو ممکنات میں بدل سکتی ہیں کبھی وہ ستاروں پر کمندیں ڈالتا ہے تو کبھی زمیں کا سینہ چاک کر کے سمندروں کی تہیں کھنگال کر ہواؤں کو مسخر کر کے اپنی فضیلت کا لوہا منواتا ہے۔ اس کے ذہن نے وہ دقیق اور مشکل مرحلے بھی حل کر لئے ہیں جو بظاہر ناممکن نظر آتے تھے اس کی قوت بازو نے پہاڑوں کے دل چیر دیے ہیں اور اس کی عظمت کے جھنڈے ہر میدان میں گاڑے ہوئے ہیں لیکن جب وہ بدی کے تابع ہو جاتا ہے تو حیوانیت کے ادنیٰ ترین درجے تک پہنچ جاتا ہے۔ اب یہ انسان کے اختیار کی بات ہے کہ وہ عظمتوں کو اپنا تابع بنائے یا تحت الثریٰ میں پہنچ جائے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ انسان شاہ کارِ قدرت ۲۔ انسانی عظمت ۳۔ انسان اشرف المخلوقات

تلخیص شدہ عبارت: انسان اپنی خداداد صلاحیتوں سے ناممکنات کو ممکنات میں بدلنے پر قادر ہے۔ اس نے آسمانوں ستاروں، زمینوں اور ہواؤں کو تسخیر کیا ہے۔ لیکن یہی انسان بدی کے تابع ہو کر حیوانوں سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔ چناں چہ عظمت اور ذلت کا اختیار انسان کے پاس ہے۔

عبارت نمبر 30

(ڈی جی خان بورڈ 2000)

وہ جاہل تھے اور جہالت پر فخر کرتے تھے ان کے ماضی کی تاریخ نہ ختم ہونے والی قبائلی جنگوں تک محدود تھی اور ان کے سامنے ان جنگوں کو جاری رکھنے کے سوا کوئی مستقبل نہ تھا جو ظلم کی طاقت نہیں رکھتے تھے ظلم سہنے پر مجبور کر دیے جاتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو یہی لوگ ایک نئے دور کے مشعل بردار بن گئے۔ کارسازِ فطرت نے اپنی رحمت کی گھٹاؤں کے نزول کے لئے ایک بے آب و گیاہ صحرا منتخب کیا۔ عرب کے ظلمت کدے سے نور کا سیلاب نمودار ہوا اور مختلف قبائل و اقوام کو اپنی آغوش میں لیتا ہوا اطراف عالم پر چھا گیا۔ اسلام تپتے ہوئے صحرا میں ٹھنڈے اور میٹھے پانی کا ایک چشمہ تھا اور خلق خدا اسی کی پیاسی تھی۔ دنیا جہالت کی تاریکیوں میں بھٹک رہی تھی اور اسلام ایک نئی صبح کا آفتاب تھا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ عرب۔ اسلام سے پہلے اور بعد ۲۔ اسلام کی برکات

تلخیص شدہ عبارت: اپنی جہالت پر فخر کرنے والے اہل عرب مسلسل جاری رہنے والی قبائلی جنگوں میں اُلجھے رہتے تھے۔ اللہ نے عربوں کے بے آب و گیاہ صحرا کو اپنی رحمت کے لیے مُنتخب کیا۔ اسلام کے نور سے عرب کے تمام قبائل و اقوام اور ساری دنیا روشن ہو گئی۔

عبارت نمبر 31

(آزاد کشمیر بورڈ 2000، فنی بورڈ 2017)

دوست ہمیشہ دوست کی نیکیوں کو بڑھاتا ہے اور دشمن عیبوں کو۔ اس لیے ہم کو اپنے دشمن کا زیادہ احسان مند ہونا چاہیے کہ ہم کو ہمارے عیبوں سے مطلع کرتا ہے اگر ہم نے اس کے طعنوں کے سبب ان عیبوں کو چھوڑ دیا تو دشمن سے ہمیں وہی نتیجہ ملا جو ایک شفیق استاد سے ملتا ہے۔ دشمن جو عیب صحیح یا غلط ہم میں لگاتا ہے ہمارے فائدے سے خالی نہیں اگر وہ ہم میں ہوتا ہے تو ہم اپنے عیب سے مطلع ہو جاتے ہیں اور اگر نہیں ہوتا تو خدا کا شکر کرتے ہیں کہ وہ عیب ہم میں نہیں۔ پلوٹارک کا دشمنی کے فائدوں پر جو مضمون ہے اس نے یہ بات لکھی ہے کہ دشمن جو ہم کو بدنام کرتے ہیں اس سے ہم کو ہماری برائیاں معلوم ہوتی ہیں اور ہماری گفتگو میں اور ہمارے چال چلن میں اور ہماری تحریر میں جو نقص ہیں وہ بغیر ایسے دشمن کی مدد کے کبھی ہمیں معلوم نہیں ہوتے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ دشمنی کی حقیقت ۲۔ دشمن کی احسان مندی

تلخیص شدہ عبارت:

ہمیں اپنے دوست کے مقابلے میں ایسے دشمن کا زیادہ احسان مند ہونا چاہیے جو ہمیں ہمارے عیب بتاتا ہے۔ اس کی نشان دہی پر اگر ہم اپنے عیب چھوڑ دیں تو ایسا دشمن شفیق استاد کی مانند ہے۔ پلوٹارک کے بقول ایسا دشمن ہماری گفتگو، چال چلن اور تحریر کی تصحیح میں کلیدی کردار ادا کرتا ہے

عبارت نمبر 32

(لاہور بورڈ 1999)

صحرائی لوگ ریت پر بیٹھے اپنے سردار کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ ان کے چہرے خزاں کی طرح اجڑے ہوئے تھے۔ چند لمحوں بعد ایک کٹیا سے سفید ریش والے بزرگ باہر نکلے اور آ کر ان کے درمیان بیٹھ گئے۔ اس نے ایک طائرانہ نظر ان اجڑے چہروں پر ڈالی اور پھر یوں گویا ہوئے ''میں جانتا ہوں امسال بارشیں نہ ہونے کے سبب صحرا کی رونقیں دوبالا نہیں ہوئیں، مگر ساتھیو اللہ کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے۔ میں نے تمھارے لیے اچھا ٹھکانہ تلاش کر لیا ہے''۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ ناامیدی کفر ہے۔ ۲۔ سردار کا یقین کامل

تلخیص شدہ عبارت: خشک سالی سے تنگ صحرائی لوگوں کو ان کے سردار نے دلاسا دیتے ہوئے کہا کہ اللہ کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے میں نے تمھارے لیے اچھا ٹھکانہ تلاش کر لیا ہے۔

عبارت نمبر 33

(لاہور بورڈ 2003ء، ساہیوال 2014ء)

موسیٰ نے طارق کو صرف سات ہزار سپاہی دیے اور انہیں کشتیوں پر سوار کر کے ہسپانیہ کی طرف روانہ کر دیا۔ طارق کا بیڑا چند گھنٹوں میں ہسپانیہ کے ساحل پر اس جگہ پہنچ گیا جو آج جبل الطارق کہلاتی ہے۔ طارق نے کنارے پر اترتے ہی پہلے تو اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ کیا اور پھر بیڑے کے بڑے افسر کو بلا کر حکم دیا کہ جن کشتیوں پر ہم یہاں آئے ہیں ان سب کو آگ لگا دو۔ افسر یہ سن کر بڑا حیران ہوا لیکن سپہ سالار کے حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ اس لئے اس نے فوراً سب سے بڑی کشتی کو آگ لگا دی۔ طارق کے سرداروں نے جب یہ ماجرا دیکھا تو وہ دوڑے دوڑے اس کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضور یہ کیا حکم دیا ہے۔ خدا جانے کل کیا پیش آئے۔ اگر کشتیاں ہی نہ رہیں تو ہم اپنے ملک میں کیسے پہنچیں گے؟ طارق یہ سن کر مسکرایا اور کہنے لگا گھبرانے کی کیا بات ہے واپس جانے کی کیا ضرورت ہے یہ ملک بھی تو ہمارا ہے کیوں کہ یہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ طارق کا یقین محکم
۲۔ طارق کی جنگی حکمت عملی ۳۔ فتح ہسپانیہ

تلخیص شدہ عبارت: طارق سات ہزار سپاہیوں کے ہمراہ ہسپانیہ کے ساحل پر پہنچا۔ اللہ کے حضور سجدہ کیا اور پھر اس نے حکم دیا کہ اپنی کشتیاں جلا دو۔ سرداروں کے استفسار پر کہ کشتیاں نہ رہیں تو ہم واپس کیسے جائیں گے، طارق نے جواباً کہا کہ ہم واپس نہیں جائیں گے اب یہی ہمارا ملک ہے کیوں کہ یہ ہمارے خدا کا ملک ہے۔

عبارت نمبر 34

(لاہور بورڈ 2003ء)

بعض ہندو مورخوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جدید جمہوری نظام کا بیج ان کے قدیم پنچایتی نظام میں ملتا ہے۔ پنجاب میں دیہی قبیلوں کے بوڑھوں کی مجلس مشاورت ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس کی کارفرمائی محض اس قدر تھی کہ ایک قبیلہ یا گاؤں کے بڑے بوڑھے مل کر بیٹھ جاتے اور چھوٹے چھوٹے اختلافات پر حکم صادر کر دیتے مثلاً یہ کہ فلاں گائے الف کی ہے یا ب کی۔ ان کی حیثیت زیادہ سے زیادہ عوامی عدالتوں کی تھی۔ پھر یہ کہ ان پنچایتوں کے ارکان حکام کے حاکمانہ حقوق میں کسی طرح بھی شریک نہ تھے جیسا کہ جدید جمہوریت میں ہے۔ بڑے بوڑھے پنچ ثالث کے طور پر کام کرتے، مل جل کر بیٹھتے اور فیصلے صادر کرتے۔ ان کا انتخاب ووٹوں کے ذریعے نہیں ہوتا تھا۔ اگر اس کو جمہوریت کا بیج کہہ سکتے ہیں تو یہ بیج بنجر زمین میں گرا اور نشوونما سے محروم رہا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ ہندو مورخین کی خام خیالی ۲۔ قدیم پنچایتی نظام
۳۔ جمہوریت کی بنیاد

تلخیص شدہ عبارت: بعض ہندو مؤرخین دعوے دار ہیں کہ جدید جمہوری نظام نے ان کے قدیم پنچایتی نظام سے جنم لیا ہے حالاں کہ پنچایت میں غیر منتخب بوڑھے محض معمولی اختلافات میں منصف بنتے تھے۔ انھیں جدید جمہوری نظام جیسے حاکمانہ حقوق بھی حاصل نہ تھے۔ اگر یہ جمہوریت تھا تو پھر یہ بنجر زمین کی نذر ہو کر محروم نشوونما ہو گیا۔

عبارت نمبر 35

(گوجرانوالہ بورڈ 1987ء)

پاکستان کے عوام آزادی کو سینے سے لگانے کے لیے ٹینکوں کے سامنے کود جانا جانتے ہیں۔ آزادی، سمگلروں نااہلوں، چور بازاری کرنے والوں اور ناجائز منافع خوروں سے محبت نہیں کرتی بلکہ ان سے نفرت کرتی ہے۔ یہ بہادروں، جیالوں انصاف پسندوں، خودداروں اور نظام اسلام کے شیدائیوں کو پسند کرتی ہے۔ اس آزادی کی نعمت کو قائم و دائم رکھنے کے لیے ہمیں پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہیے۔ آزادی اپنے ساتھ مسرت و شادمانی لے کر آتی ہے۔ آزادی احساس ذمہ داری اور نظم و ضبط کا تقاضا کرتی ہے۔

آزادی کے لیے یقین محکم، اتحاد و جرأت اور خود اعتمادی سے کام لینا چاہیے۔ علاوہ ازیں ہم سب کا فرض ہے کہ ہم ملک کی آزادی، اہمیت اور یک جہتی کا پرچم سربلند رکھیں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ آزادی

تلخیص شدہ عبارت: پاکستان کے عوام آزادی کے متوالے ہیں۔ آزادی سمگلروں، نااہلوں اور چور بازاروں سے متنفر اور جیالوں، بہادروں اور نظام اسلام کے شیدائیوں کو پسند کرتی ہے۔ استحکام آزادی تعلیمات نبوی ﷺ میں پوشیدہ ہے۔ آزادی اسلامی تعلیمات، احساس ذمہ داری اور نظم و ضبط کا تقاضا کرتی ہے۔ ہمارا اولین فریضہ ہے کہ یقین محکم، اتحاد و اعتماد کے علمبردار بن کر وطن کی آزادی کی حفاظت کریں۔

عبارت نمبر 36

(گوجرانوالہ بورڈ 1987ء)

اگر مسلمانوں کی جائیداد اور املاک پر جبراً قبضہ کیا جائے یا انھیں گھر سے بے گھر کر دیا جائے یا ان کے جائز حقوق غصب کیے جائیں تو بھی مسلمانوں پر ان کی حفاظت فرض ہوتی ہے اس غرض کے لیے جنگ کرنا جہاد ہے۔ کفار کی ہمیشہ سے یہ عادت چلی آئی ہے کہ وہ ہر ممکن ذریعہ سے مسلمانوں کو نہ صرف راہِ حق سے گمراہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں بلکہ ان کی املاک، زمینوں اور گھروں پر غاصبانہ قبضہ کرنے کی کوششیں بھی جاری رکھتے ہیں یہاں تک کہ کفار سے مسلمانوں کے جان و مال محفوظ نہیں رہتے۔ ایسی صورت میں بھی کفار کے خلاف جہاد فرض ہے۔ اگر مسلمان اپنی کمزوری و بے چارگی کی وجہ سے دشمنان اسلام کے پنجے میں گرفتار ہوں تو ان کی آزادی اور نجات کے لئے بھی جہاد کرنا ضروری ہے۔ خداوند کریم نے جہاد کو افضل ترین عبادت قرار دیا ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ جہاد افضل ترین عبادت
۲۔ جہاد

تلخیص شدہ عبارت: مسلمانوں کی جان و مال، جائیداد اور حقوق کے تحفظ کے لیے جنگ کرنا جہاد ہے۔ کفار اپنے ظلم و ستم کے ذریعے مسلمانوں کا جینا مشکل کر دیتے ہیں۔ ان کی راہِ حق سے گمراہ کرنے والی چالوں سے مسلمانوں کا جینا حرام ہو جاتا ہے۔ اگر مسلمان اپنی بے بسی کے سبب کافروں کے نرغے میں ہوں تو آزادی کے لیے جہاد ضروری ہے۔ جہاد افضل ترین عبادت ہے

عبارت نمبر 37

(گوجرانوالہ بورڈ 1987ء)

اولاد دراصل والدین کے پاس اللہ تعالیٰ کی امانت ہوتی ہے اور والدین کا فرض ہوتا ہے کہ وہ اولاد کی فلاح و بہبود اور اس کی اچھی تربیت کا اہتمام کریں۔ وہ شخص جو کسی پر اختیار و اقتدار رکھتا ہو اس کا نگران قرار دیا گیا ہے اور قیامت کے روز اس سے ان لوگوں کے بارے میں جو اس کی نگرانی میں ہیں، باز پرس کی جائے گی۔ اولاد کی پرورش و تربیت کے سلسلے میں والدین جو محنت کرتے ہیں اس سے وہ آخرت میں اجر کے مستحق ہوں گے اور ان کی تربیت سے ان کی اولاد جو نیک کام کرے گی اس کا ثواب والدین کو بھی ملے گا اس کے علاوہ والدین کے حق میں نیک اولاد کی دعا بھی قبول ہوتی ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ اولاد کے حقوق ۲۔ نیک اولاد صدقہ جاریہ

تلخیص شدہ عبارت: اولاد کی بہترین تربیت والدین پر فرض ہے۔ بروزِ قیامت ہر نگران سے اُس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ اولاد کی بہترین تربیت پر والدین اجر و ثواب کے مستحق قرار پائیں گے۔ اولاد کے نیک اعمال کا ثواب والدین کو ملے گا۔ نیک اولاد کی دعا بھی والدین کے حق میں قبول ہوتی ہے۔

عبارت نمبر 38

(گوجرانوالہ بورڈ 1991ء)

ہنگاموں کے علاوہ بدقسمتی سے آج کل ایک اور خطرناک رجحان نے فروغ حاصل کیا ہے وہ ہے تخریب کاری۔ آئے دن بموں کے دھماکے، ریلوے سٹیشنوں، بسوں کے اڈوں اور بھرے بازاروں میں تخریبی عناصر بے گناہ شہریوں کی زندگی سے کھیلتے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ ایسے

مجرمانہ ذہنیت کے عناصر کا قلع قمع کرنے کے لئے ٹھوس اور مناسب تدبیریں اختیار کرے۔ کیوں کہ ان واقعات کی وجہ سے معاشرے میں بے چینی اور بے سکونی پیدا ہوتی ہے جو ملکی ترقی اور سرمایہ کاری میں رکاوٹ بنتی ہے۔

• **مناسب یا مجوزہ عنوان:** ۱۔ تخریبی عناصر کا قلع قمع
۲۔ تخریبی عناصر کا خاتمہ

تلخیص شدہ عبارت: بد قسمتی سے شہروں میں اہم مقامات پر بموں کے ذریعے تخریب کاری کا رُجحان روز بروز بڑھ رہا ہے حکومت کو چاہیے کہ ان تخریب کاروں کے خلاف ٹھوس اقدامات کرے۔ کیوں کہ ان واقعات سے معاشرے میں بے چینی پیدا ہوتی ہے جو ملکی ترقی اور سرمایہ کاری کی راہ میں رکاوٹ بنتی ہے۔

عبارت نمبر 39

(گوجرانوالہ بورڈ 1991ء)

ایک اور بڑی برائی جو ہمارے معاشرے کا حصہ بن چکی ہے وہ وقت کی قدر و قیمت کے احساس کا نہ ہونا ہے۔ ہر جگہ خواہ وہ دفتر ہو یا کوئی تقریب، اسمبلی کا اجلاس ہو یا کوئی اہم قومی و مذہبی تقریب، دیر سے پہنچنا فخر کی بات سمجھا جاتا ہے۔ حالاں کہ یہ بات عیاں ہے کہ جو قومیں وقت کی قدر نہیں کرتیں وہ ہمیشہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے رہتی ہیں۔ ترقی یافتہ قوموں کی زندگی میں ایک ایک لمحہ کی بھی اہمیت ہوتی ہے جب کہ ہم لوگ کئی کئی گھنٹے کسی تعمیری کام میں صرف کرنے کی بجائے فضول باتوں اور گپ بازی میں ضائع کر دیتے ہیں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ وقت کا ضیاع
۲۔ وقت کی ناقدری

تلخیص شدہ عبارت: وقت کا ضیاع اور ناقدری ہمارے قومی مزاج کا حصہ بن چکا ہے۔ کسی بھی تقریب میں دیر سے پہنچنا باعثِ فخر سمجھا جاتا ہے۔ حالاں کہ وقت کی ناقدری قوموں کے زوال کی وجہ ہوتا ہے۔ ہم کسی تعمیری کام کی بجائے کئی گھنٹے بے معنی کاموں میں ضائع کر دیتے ہیں۔

عبارت نمبر 40

(گوجرانوالہ بورڈ 1991ء، آزاد کشمیر بورڈ 2017، ملتان بورڈ 2018)

ایک بلند پایہ قوم کے اعلیٰ اوصاف اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے روزانہ کے کاروبار اور معاشرت میں یک رنگی اور ضبط کا ثبوت دیجیے۔ بازاروں میں چلتے وقت اپنے مقررہ راستوں کا خیال رکھیے۔ پُر ہجوم گلیوں سے گزرنے کے لیے بھیڑ چھٹ جانے کا انتظار کیجیے۔ ریلوے اسٹیشن یا بس اسٹینڈ سے ٹکٹیں خریدتے وقت، دفاتر سے معلومات یا کاغذات کے لین دین کے موقع پر اور دوسری اجتماعی تقاریب میں ڈسپلن اور ضبط کو ہاتھ سے نہ جانے دیجیے اور یوں اپنے رفیقوں اور متعلقہ کارکنوں کے لیے اطمینان اور سہولت کی فضا پیدا کیجیے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ نظم وضبط کی اہمیت ۲۔ نظم وضبط کا فقدان

تلخیص شدہ عبارت: ایک بلند پایہ قوم کے اعلیٰ اوصاف پیدا کرنے کے لیے معاشرت میں یک رنگی اور نظم وضبط کا ثبوت دیجیے۔ بازاروں، گلیوں، بس اسٹینڈ، ریلوے اسٹیشن، دفتروں اور اجتماعی تقریبات میں نظم وضبط سے کام لیجیے۔

عبارت نمبر 41

(گوجرانوالہ بورڈ 1991ء)

جس انسانی آبادی میں ضبط و تنظیم اور یک جہتی موجود نہ ہو، اول تو وہ ریاست کے مرتبے تک نہیں پہنچ سکتی اور اگر بخت و اتفاق نے اسے اٹھا کر تختِ آزادی پر بٹھا بھی دیا ہو تو وہ اپنی بے ضابطگیوں کی بدولت کسی لمحے بھی تخت سے گرے گی اور سیدھی غلامی کی گود میں پہنچ جائے گی۔ اگر کوئی بیرونی قوت اس کی آزادی سلب کرنے کے درپے نہ بھی ہو اس کے اپنے فرزند بھی بد نظمی اور انتشار میں مبتلا ہو کر وطن عزیز کی سالمیت اور سیاسی استحکام کو ختم کر کے رکھ دیں گے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ فقدانِ نظم وضبط کے نقصانات ۲۔ نظم وضبط کا فقدان

تلخیص شدہ عبارت: نظم وضبط سے بیگانہ انسانی آبادی ریاست کے مرتبے پر فائز نہیں ہو سکتی۔ اگر خوش قسمتی سے ایسی قوم حصولِ آزادی میں کامیاب ہو بھی جائے تو وہ اپنی بے ضابطگیوں سے پھر غلام بن جائے گی۔ بیرونی قوتوں کے علاوہ خود اس کے اپنے فرزند بھی اس کی سالمیت کو پارہ پارہ کر دیں گے۔

عبارت نمبر 42

انسان کی بدترین خصلتوں میں سے تعصب بھی ایک بدترین خصلت ہے۔ یہ ایسی بدخصلت ہے کہ انسان کی تمام نیکیوں اور اس کی تمام خوبیوں کو غارت اور برباد کر دیتی ہے۔ متعصب گو اپنی زبان سے نہ کہے، مگر اس کا طریقہ یہ بات جتلاتا ہے کہ عدل و انصاف کی خصلت جو عمدہ ترین خصائل انسانی سے ہے اس میں نہیں ہے۔ متعصب اگر کسی غلطی میں پڑتا ہے تو اپنے تعصب کے سبب اس غلطی سے نکل نہیں سکتا، کیوں کہ اس کا تعصب اس کے برخلاف بات سننے اور سمجھنے کی اجازت نہیں دیتا اور اگر وہ کسی غلطی میں نہیں ہے، بلکہ سچی اور سیدھی راہ پر ہے تو اس کے فائدے اور نیکی کو پھیلنے اور عام ہونے نہیں دیتا، کیوں کہ اس کے مخالفوں کو اپنی غلطی پر متنبہ ہونے کا موقع نہیں ملتا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ تعصب کے نقصانات ۲۔ تعصب

تلخیص شدہ عبارت: تعصب انسان کی بدترین خصلت ہے۔ یہ تمام خوبیوں کو غارت کر دیتا ہے۔ متعصب عدل و انصاف سے عاری ہوتا ہے۔ وہ اپنی غلطی کی اصلاح نہیں کر سکتا۔ اگر سیدھی راہ پر ہے تو تعصب اس کے موقف کے پھیلاؤ میں رکاوٹ ہے۔ یُوں مخالف اپنی غلطی پر متنبہ نہیں ہو سکتا۔

عبارت نمبر 43

(سرگودھا بورڈ 2017)

الٰہی! تو سب کچھ دے مگر ایک مفلسی نہ دے، بیماری ہوگی اسے بھگت لیں گے، بے علمی ہوگی اسے سمجھ لیں گے، کمزوری بھی اٹھا سکتے ہیں، تلواریں بھی کھا سکتے ہے، ایک تنگ دستی نہیں اٹھا سکتے۔ یہ کلموئی جس گھر میں جاتی ہے سو سو روپ لاتی ہے۔ بھوکا یہ سلائے، پیاسا یہ پھڑکائے، معصوم بچوں پر ترس یہ نہ کھائے، بوڑھے اپاہجوں پر رحم اسے نہ آئے، جی کو یہ رلائے، جان کو یہ گھلائے جیتے جی یہ مارے، بھلے چنگے کو بیمار یہ ڈال دے، شاہ کو چور یہ بنا دے، حکمت میں لقمان ہو اور گرہ میں کچھ نہ ہو تو کوئی منہ نہیں لگاتا۔ مرتبہ میں ولی ہو اور کچھ فیض نہ پہنچائے تو کوئی اس کے پاس نہیں پھٹکتا۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ۱۔ مفلسی کی تباہ کاریاں

تلخیص شدہ عبارت: الٰہی! بیماری، بے علمی، کمزوری اور تلواروں کے زخم سہہ سکتے ہیں۔ لیکن مفلسی نا قابل برداشت ہے۔ یہ جس گھر میں آتی ہے بھوک اور پیاس لاتی ہے۔ اس کے ظالم ہاتھوں کے سامنے بچے، بوڑھے، بادشاہ، فقیر سب بے بس ہیں۔ مفلسی حکیم اور ولی کو بھی لوگوں کی نگاہوں میں حقیر بنا دیتی ہے۔

عبارت نمبر 44

(ملتان بورڈ 2008ء)

غریب عوام کے لیے روٹی کا حصول بھی مشکل ترین ہو گیا ہے۔ امیر طبقے پر اس کا اثر جتنا کم ہوتا ہے غریب طبقہ اتنا ہی مہنگائی کے بوجھ تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔ غریب عوام کی ساری تگ و دو صرف اور صرف بنیادی ضروریات کے حاصل کرنے کے لیے رہ گئی ہے جب تک یہ تگ و دو کم ہوگی تو وہ ملک کے دیگر سماجی اور معاشرتی معاملات کو سنجیدگی سے لیں گے اور ان کا حصہ بنیں گے۔ جرائم میں اضافے کا سبب بڑھتی ہوئی مہنگائی اور بے روزگاری ہے۔ عوام نہ تو مہنگائی کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنا معیارِ زندگی بہتر بنا سکتے ہیں۔

مناسب یا مجوزہ عنوان:

ا۔ مہنگائی کے اثرات ۲۔ جرائم کے اسباب

۳۔ بے روزگاری اور جرائم

تلخیص شدہ عبارت: غریب عوام کے لیے روٹی کا حصول مشکل ترین ہوگیا ہے۔ امیر طبقہ پر مہنگائی کا اثر نہ ہونے کے برابر ہے جب کہ غریب طبقہ اس کے بوجھ تلے دبتا چلا جا رہا ہے۔ مہنگائی اور بے روزگاری کی وجہ سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے

عبارت نمبر 45

(ملتان بورڈ 2007ء، ڈیرہ غازی خان 2014ء)

''علامہ محمد اقبالؒ سیرت رسول ﷺ کا غائر مطالعہ کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ حضور ﷺ کی ذات بابرکات تمام ظاہر و باطن کے کمالات اور خصوصیات کی جامع ہے۔ اور حقیقت و مجاز کے تمام محاسن و مظاہر کا سرچشمہ ہے۔ ان کا کلام اعلان کرتا ہے کہ حضور ﷺ کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بناؤ۔ یہی صراط مستقیم اور یہی راہ نجات ہے۔ علامہ کی طبیعت میں اس قدر سوز و گداز تھا کہ ان کے سامنے جب کبھی حضور ﷺ کا ذکر خیر ہوتا بے تاب ہو جاتے۔ آپ حُبِ رسول ﷺ میں اس قدر سرشار تھے کہ حضور ﷺ کا نام سن کر دیر تک روتے رہتے۔ اگر کسی وقت آپ سرکارِ دو عالم ﷺ کی سیرت پاک کے کسی عنوان پر تقریر فرمانے لگتے تو ایسی عام فہم، سیر حاصل اور شگفتہ بحث کرتے کہ ہر موافق و مخالف حضور ﷺ کا گرویدہ ہو جاتا۔ اگر آپ کے سامنے کوئی ''محمد صاحب'' کہتا تو آپ کو بہت تکلیف ہوتی۔ ایک بار کسی نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہے۔ آپ نے فوراً اس کو محفل سے نکال دیا۔''

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ اقبال اور عشق رسول ﷺ

۲۔ اقبال کا تصورِ عشق رسول

تلخیص شدہ عبارت: علامہ اقبالؒ کے نزدیک حضور ﷺ کی سیرت ہی اُمت کے لیے نجات کا ذریعہ ہے۔ اُن کا کلام آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی دعوت دیتا ہے۔ اقبال سچے عاشق رسول ﷺ تھے۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک سن کر بے تاب اور آنکھیں اشک بار ہو جاتیں۔ ایک بار آپ ﷺ کی شان میں گستاخانہ الفاظ کہنے والے کو محفل سے نکال دیا۔

عبارت نمبر 46

(ملتان 07ء ڈیرہ 10ء، آزاد کشمیر 2014ء، گوجرانوالہ بورڈ 18ء)

''ہر بچے کی آنکھوں کے سامنے جو نمونہ مستقل طور پر رہتا ہے وہ اس کی ماں ہے۔ سو معلموں کے برابر ایک اچھی ماں ہوتی ہے۔ گھر عورت کی سلطنت ہوتا ہے۔ اس میں سارے احکام اسی کے چلتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی ننھی منی رعیت پر حکم نافذ کرتی ہے۔ ہر چیز کے لیے بچے اپنی آنکھوں کو اسی طرف لگائے رکھتے ہیں۔ ہر وقت اس کے روبرو وہی مثال اور نمونہ ہے جس کی پیروی کرتے ہیں اور نقل اتارتے ہیں۔ اسی واسطے بچوں کے چال چلن اور طریقے پر ماں کا اثر بہ نسبت باپ کے زیادہ ہوتا ہے۔ گھروں میں ماں کا نیک مثال ہونا ایک بڑی نعمت ہے۔''

مناسب یا مجوزہ عنوان:

ا۔ بچوں کی تعلیم و تربیت میں ماں کا کردار ۲۔ ماں کی گود اولین درس گاہ

۳۔ بچوں پر ماں کے اثرات

تلخیص شدہ عبارت: ماں کی ہستی بچے کے لیے بہترین نمونہ ہے۔ بچے ماں کی نقالی کرتے ہیں اور اس کا حکم مانتے ہیں۔ بچوں پر ماں کے اثرات زیادہ جب کہ باپ کے کم ہوتے ہیں۔ چناں چہ ماں عظیم نعمت ہے۔

عبارت نمبر 47

(ملتان بورڈ 2010ء، لاہور بورڈ 1968ء)

موجودہ دور میں یوں تو ہزار ہا مسائل ایسے ہیں، جن کا تسلی بخش اور کسی قدر کارآمد حل تلاش نہیں کیا جا سکا۔ لیکن دو مسائل ایسے ہیں جو دنیا بھر کے سائنس دانوں کی توجہ کا خاص مرکز بنے ہوئے ہیں۔ پہلا مسئلہ خلا کی تحقیق اور دوسرے سیاروں تک پہنچنے کی کوشش ہے۔ انسان جاننا چاہتا ہے کہ ہماری اس زمین سے پرے کون کون سی دنیائیں آباد یا غیر آباد ہیں۔ اگر ضرورت پڑے تو انسان زمین کو چھوڑ کر کسی اور دنیا میں آسانی سے پناہ لے سکتا ہے۔ دوسرا مسئلہ داخلی نوعیت کا ہے یعنی کرۂ ارض پر رہتے ہوئے ہم اپنے لیے کس قدر مزید آسانیاں بہم پہنچا سکتے ہیں۔ دنیا سے بھوک، جہالت اور امراض کا خاتمہ کرنے کے لیے ابھی ہمیں کن کن مراحل سے گزرنا ہے اور وہ کون سے طریقے ہیں جن کی مدد سے بنی نوع انسان خوش گوار اور محفوظ زندگی گزار سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کرۂ ارض کے داخلی مسئلے کا حل بیرونی مسائل کے حل کی نسبت کہیں زیادہ مشکل اور اہم ہے۔ چاند یا مشتری پر کوئی سٹیشن قائم کرنا آسان ہے لیکن دنیا سے افلاس اور امراض کا خاتمہ کرنا سخت دشوار اور بڑی پریشانی کا باعث ہے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ موجودہ دور کے مسائل ۲۔ انسان اور مسائل

۳۔ انسان کا اصل مسئلہ

تلخیص شدہ عبارت: موجودہ دور میں ہزاروں مسائل ابھی تک حل طلب ہیں۔ دنیا بھر کے سائنس دانوں کے لیے توجہ کے قابل دو مسائل ہیں۔ پہلا مسئلہ خلا کی تحقیق و تسخیر اور دوسرے سیاروں تک رسائی ہے تاکہ بوقت ضرورت انسان کو کسی دوسری دنیا میں پناہ مل سکے۔ دوسرا مسئلہ دنیا سے بھوک، جہالت اور بیماریوں کا خاتمہ ہے۔ تسخیرِ خلا سے دنیاوی آفات کا خاتمہ کہیں زیادہ دشوار ہے۔

عبارت نمبر 48

(بہاول پور بورڈ 2010ء)

شاعر ایک انسان ہے اور اس کے مخاطب بھی انسان ہیں تاہم وہ عام انسانوں سے زیادہ حساس، باشعور، گداز طبع اور فطرت انسانی کا نباض ہوتا ہے اس کے گرد احساس کی بنیاد انسانی جذبات اور احساسات پر ہوتی ہے اور پھر یہ کہ وہ ان جذبات اور احساسات کی مصوری بھی کر سکتا ہے عام انسان انھیں محسوس تو کر سکتے ہیں لیکن وہ اس کے اظہار پر قادر نہیں ہوتے۔

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ شاعر فطرت انسانی کا نباض

۲۔ شاعر کا تخیل ۳۔ شاعر کے جذبات و احساسات

تلخیص شدہ عبارت: شاعر کے مخاطب انسان ہوتے ہیں۔ وہ عام انسانوں سے زیادہ حساس، باشعور اور فطرت انسانی کا نباض ہوتا ہے۔ شاعر انسانی جذبات کا مصور ہوتا ہے۔ عام انسان محسوس تو کر سکتا ہے لیکن اظہار پر قدرت نہیں رکھتا

عبارت نمبر 49

(ملتان بورڈ 2008ء، فیصل آباد بورڈ 18)

طالب علمی کا زمانہ خوشیوں اور امنگوں کا زمانہ ہوتا ہے طالب علم اپنے والدین کے سایۂ شفقت میں فکر معاش اور ہر قسم کی خاندانی الجھنوں سے آزاد رہ کر اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھتا ہے۔ طالب علمی کے دور میں طلبہ کو بعض ایسی خوشیاں بھی حاصل ہوتی ہیں جو حصول علم کا زمانہ ختم ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو جاتی ہیں۔ مثلاً فرصت کے اوقات میں اپنے ہم جماعتوں کی صحبتیں، اس دور کے بے لوث یارانے کھیل کے میدان اور مدرسہ کی دیگر تقریبات میں شمولیت کے موقعوں پر آپس کی خوش گپیاں اور چھیڑ چھاڑ وغیرہ

مناسب یا مجوزہ عنوان: ا۔ طالب علمی، ایک خوش کن دور ۲۔ ابدی خوشی

۳۔ طالب علمی کا زمانہ

تلخیص شدہ عبارت: طالب علمی کا زمانہ خوشیوں کا زمانہ ہوتا ہے۔ وہ اپنے والدین کے سایۂ شفقت میں فکر معاش اور دیگر الجھنوں سے آزاد رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ اس دور کی صحبتیں، مشاغل اور خوشیاں طالب علمی کا زمانہ ختم ہونے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہیں۔